کلام الملوک ملوک الکلام

تزک عبدالرحمانی

یعنی

حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائنس امیر عبدالرحمن خان جی سی بی جی سی ایس آئی

فرمانروائے دولتِ خداداد افغانستان

کی

اپنی لکھی ہوئی مشرح لاثانی و شہرۂ آفاق سوانح عمری

مولفہ

سلطان محمد خان بیرسٹر ایٹ لا۔ سابق میر منشی امیر افغانستان

کا

اردو ترجمہ دو جلدوں میں

(جلد اول)

مترجمہ

احقر العباد محمد حسن خان اسسٹنٹ [illegible] ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

مترجم ناول ہاجرہ و تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علی خان صوفی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم
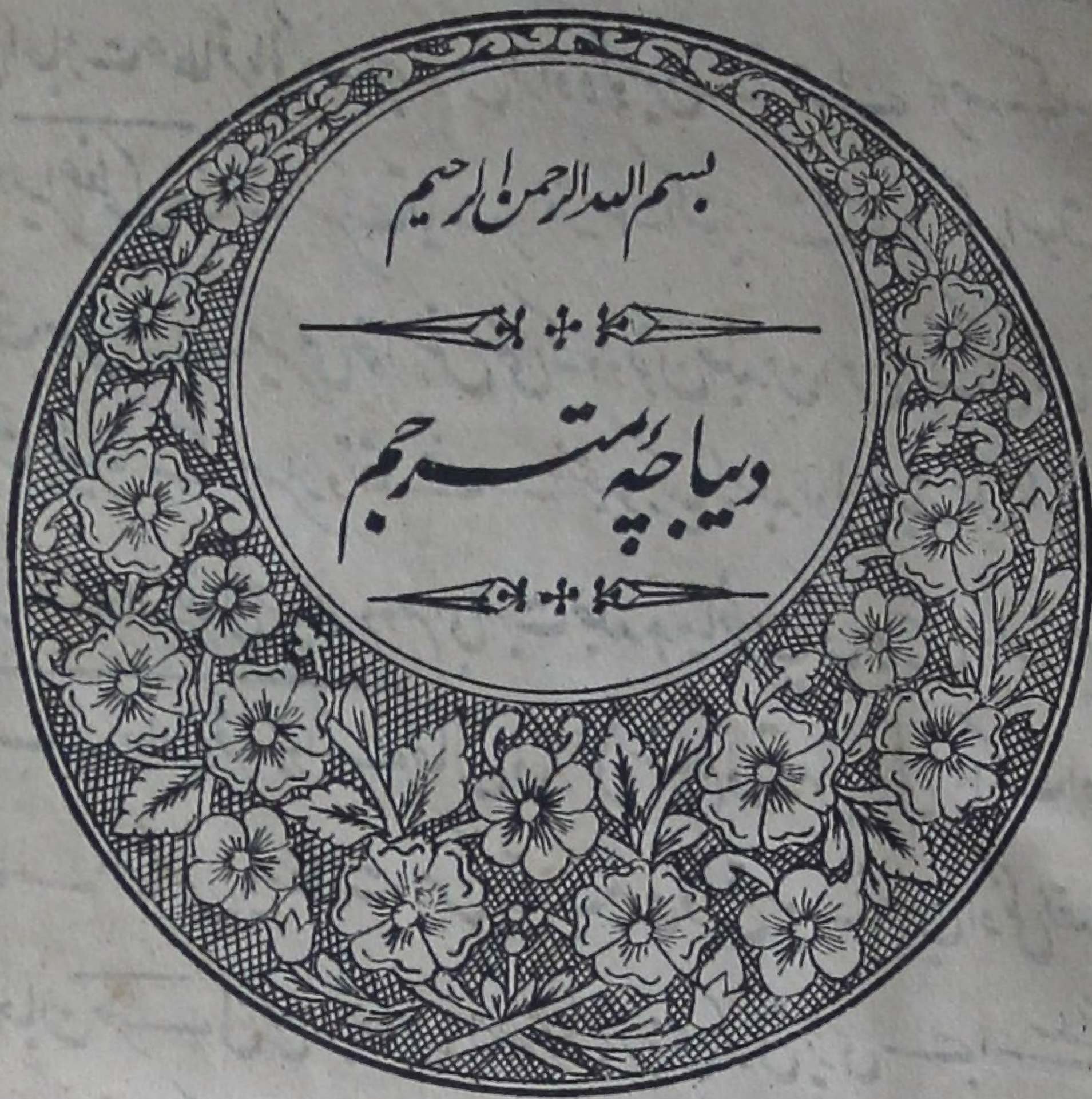
حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائنس امیر عبد الرحمن خان مرحوم فرمانروائے دولت خداداد افغانستان ایک ایسے ہمہ صفت موصوف و غیر معمولی خداداد خوبیون کے حکمران گذرے ہین کہ جنکی نظیر اس دنیا مین مشکل سے ملیگی - کیا بلحاظ تدبر و سیاست دانی - اور کیا بلحاظ دور اندیشی عالی دماغی و حمیت اسلامی خواہ کسی پہلو سے اون پر نظر ڈالی جاوے وہ بلا شبہ یکتائے زمانہ تھے اور اونکے تجربون و پند و نصیحت سے ہر فرد بشر فائدہ اوٹھا سکتا ہے جس قدر اونکی تعریف کی جاوے بجا و درست ہے لیکن میری رائے مین یہہ عجیب و غریب سوانح عمری اونکے کمالات کا بہترین و صاف و شفاف آئینہ ہے اور اس لیے بجائے طول طویل مدح سرائی کے جسکے واسطے کافی الفاظ ملنا ممکن نہین ہے مین صرف اس شعر پر اکتفا کرتا ہون ؎

بس است حجت قاطع کمال و فضل ترا	ہمین کتاب کہ ہر حرف اوست دُرِّ ثمین

جس وقت کہ اصل کتاب لندن مین شایع ہوئی اور اوسکی شہرت ہوئی تب ہی سے میرا ارادہ اوسے اُردو لباس مین آراستہ کرنیکا تھا لیکن آنریبل مسٹر جسٹس سید امیر علی بہادر جج ہائیکورٹ کلکتہ کی ہسٹری آف دی سارا سنز کے ترجمہ کی وجہ سے جسکی اونہون نے مجھے

خاص اجازت عطا فرمائی ہے اوس ارادہ کو مین نے تہوڑے عرصہ کے لئے ملتوی کیا اور صرف امیر اعظم کی وفات حسرت آیات (واقعہ ۳- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع) اسکی اسوقت کی اشاعت کا باعث ہوئی ہے۔ میری خواہش تہی کہ دونون جلدین اس تزک کی یکجا شایع ہون لیکن بعض شایقین کے اصرار و تقاضے نے مجبور کیا کہ جلد اول جسقدر جلد ممکن ہو پیش خدمت کی جاوے۔ انشاء اللہ تعالی جلد دوم بہی بہت جلد ہدیہ ناظرین کی جائیگی۔ اور اوس مین ہز ہائنس امیر حبیب اللہ خان فرمانروائے حال کی اعلی قسم کی تصویر ہوگی۔ ایک اور امر قابل ذکر یہ ہے کہ جو اسماے اشخاص یا مقامات اس کتاب مین واقع ہوئے ہین اونکی تصدیق و تصحیح مین مسٹر جان مرے کی طرح مجہے بہی ازحد عرق ریزی کرنی پڑی ہے اسلئے کہ بعض موقعون پر املا ایسا خراب تہا کہ اصل نام ہی سمجہہ مین نہین آسکتا تہا اور بعض جگہہ غلطی کاتب وغیرہ کی وجہ سے نامون کی اصلیت بگڑ گئی تہی۔ انکے درست کرنے مین میرے معظم و مکرم نوازش فرما جناب مخدومی کرنیل سردار محمد اسمعیل خان بہادر سفیر دولت افغانستان نے نہایت توجہ و عنایت سے میری امداد فرمائی جسکا صدق دل سے مین شکر گذار ہون۔ بلا اونکی بیش بہا و اعلی استعانت کے اور کوئی صورت اس معاملہ مین کامیابی کی نہین ہوسکتی تہی۔

اگر اتفاق سے ترجمہ مین کہین خطا ہوئی ہو تو امید ہے کہ ناظرین والا تمکین نظر عنایت سے معاف فرماوینگے

محمد حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوٹ منجانب مطبع

امیر عبد الرحمن خان کی سوانح عمری و پالسی کے متعلق کل کاغذات اونکے سابق میر منشی سلطان محمد خان نے مجھے دیئے ہین - اول گیارہ باب جن مین اوائل عمر کے حالات - اونکے عجیب و غریب نشیب و فراز دنیا کے تجربے - اونکی کامیابیون اور ناکامیون کی سرگذشت - گیارہ سال تک روسی ترکستان مین بود و باش بلکہ قید - اور آخرش کابل کی تخت نشینی کی مفصل کیفیت ہے خود اونکے لکھے ہوئے ہین - اصل مسودہ مسٹر للیاس ہملٹن - ایم - ڈی - کابل سے انگلستان لائے تھین اور سلطان محمد خان نے اوسکا ترجمہ فارسی سے انگریزی مین کیا -

باقی باب جن مین اوس کامیابی کا ذکر ہے جو اونہین اپنے ملک کی طاقت اور دولت کے ذریعون کے انتظام کرنے اور ترقی دینے مین ہوئی - اور اونکی داخلی اور خارجی پالسی - اونکی ذاتی طرز معاشرت و دستور العمل - اونکی پند و نصائح اپنے بیٹون کے لئے اور اونکی نسبت اپنی آرزو کی

صراحت کیگئی ہے وہ امیر نے زبانی بیان کئے تھے اور سلطان محمد خان نے وقتاً فوقتاً اونہین قلمبند کیا تھا

کتاب ابہی چھپنے کے لئے نہین دیگئی تھی کہ سلطان محمد خان کابل واپس بُلائے گئے

اور پروف درست کرنے اور اخیر تک اوسکی نگرانی کی ذمہ داری میرے متعلق ہوئی - کتاب

کے اصل مضمون کا مین ذمہ دار نہین - اسلئے کہ مجھے واقعات مندرجہ کا ذاتی علم نہین ہے -

مین نے جو کام کیا وہ صرف یہہ تہا کہ آدمیون اور مقامونکے نامون کی تصدیق کی - اس مین

مجھے ازحد تکلیف و دقت ہوئی اسلئے کہ یہہ نہایت مشکل کام تہا اور اسلئے مین امید کرتا ہون کہ

ناظرین اسے نظر عنایت سے دیکھین گے اور اگر ضرورت ہو تو چشم پوشی فرمائینگے - مشرقی

نامون کا املا یکسان کرنا اور اونہین کسی باقاعدہ طریقے سے ایک ہی طرح لکھنا تقریباً ناممکن ہے

اسلئے مین نے صرف اس امر کی کوشش کی ہے کہ جو اشخاص اور مقامات کے نام کتاب

مین واقع ہوئے ہین اونکے پہچاننے اور سمجھہ لینے مین کسی قسم کا شک باقی نہ رہے -

لیکن یہہ کام بہی بلا مسز سٹن مارشل کی بیش بہا امداد کے ممکن نہ ہوتا جو کہ سلطان محمد خان

کے قیام کیمبرج کے زمانہ مین تہوڑے عرصہ کے لئے اونکی سکرٹری رہ چکی تہین اور اس لئے

اونکی خواہشون و ارادون سے جو اس کتاب کے متعلق تہے اچھی طرح واقف تہین مس للیاس

ہملٹن - ایم - ڈی - نے بہی جو کہ چند سال امیر کی طبی مشیر کابل مین رہچکی ہین نہایت مہربانی

سے بعض ایسے سوالات کے جواب دیکر امداد کی ہے جنکی نسبت اوس ملک اور وہان

کے باشندون سے ذاتی واقفیت ہونیکی وجہہ سے وہ وثوق کے ساتہہ رائے دیسکتی تہین -

مسز مارشل و مس ہملٹن کی اس امداد کا مین دل سے شکریہ ادا کرتا ہون -

اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء } جان مرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ مؤلف

میرے نزدیک اِس امر کے ثابت کرنے مین وقت ضایع کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کہ امیر عبدالرحمٰن خان اِس زمانہ کے بزرگ ولایق ترین اشخاص مین سے ہین۔ اون تمام مدبرون نے جو کہ اون سے ملے ہین یہی راے قایم کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ عجیب و غریب و نادر کامیابی جو اونہین افغانستان ایسے ملک کو جو کہ اون کے زمانہ کے پیشتر ایک ویران خطۂ زمین وحشی قومون سے آباد تہا۔ ایک مضبوط اور بستہ اسلامی سلطنت بنانے اور صنعت و حرفت و زمانہ حال کی نئی معلومات کا مرکز بنانے مین ہوئی ہے اپنی آپ نظیر ہی اور اون کی غیر معمولی قدرتی فہم و ذکا کے لئے کافی شہادت ہے۔

امیر جانتے ہین کہ اونکو جو تجربے دنیا کے ہوئے ہین وہ نہایت دلچسپ و بے بہا ہین اور اسلئے اونہون نے مناسب سمجھا کہ اپنے بیٹون جانشینون اور نیز ہموطنون کے لئے ایسی یادداشت و تحریری ہدایتین چھوڑ جائین جو کہ اونکے لئے مفید و بکار آمد ثابت ہون جنہین کہ عام فائدہ کے لئے انگریزی زبان مین ترجمہ کرنیکا مجھے فخر حاصل ہوا ہے۔

اس کتاب کا ایک حصہ خود امیر کا لکھا ہوا ہے اور اوس اصل تحریر کو مین عجائب خانہ برطانیہ کے مشرقی کتب بینی کے کمرے مین داخل کرنے والا ہون - باقی کتاب میرے میر منشی ہونیکے زمانہ مین امیر نے زبانی بیان فرمائی تہی اور مین نے اوسے قلمبند کیا تہا-

چند معاملات وبعض اشخاص کی نسبت امیر کی نکتہ چینیان کسی قدر زیادہ سخت ہین لیکن مین نے اونہین قلم انداز کرنا بہتر نہ سمجہا اولًا اسوجہ سے کہ اکثر انگریزون اور لیڈیون کو جنہین کہ امیر سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ہے اونکے خیالات سے آگاہی ہے اور اون خیالات کے متعلق اخبارون مین مختلف مضامین شایع ہو چکے ہین اسلئے اونکا پوشیدہ کرنا لاحاصل تہا- دوسرے اس کتاب کے ہدیہ ناظرین کرنے سے یہہ غرض ہے کہ بلا کسی قسم کے خوشامدانہ الفاظ کے امیر کی اصل وسچی راے لوگون کو معلوم ہو امیر نہایت خوش طبع شخص ہین اور اونکے مزاج مین ظرافت بہت زیادہ ہے - اونکی عادت ہے کہ ہر قسم کے معاملات پر گفتگو کے وقت مذاقیہ لطیفے کہا کرتے ہین جن سے کہ یورپین طبیعتون کو خاص دلچسپی ہوتی ہے- اسلئے مین نے اونہین اس کتاب مین اوسی طرح رہنے دیا ہے جس طرح کہ وہ لکہے گئے یا بیان کئے گئے-

امیر کے اوائل عمر کے حالات کا ایک لفظ مین نے ترجمہ مین نہین چہوڑا ہے اسلئے کہ بعض مصنفون نے لکہا ہے کہ امیر کی زندگی کے اوس حصہ پر بالکل پردہ پڑا ہوا ہے اور دنیا اوس سے واقف نہین ہے - عربی وفارسی کتابون مین اکثر ایسی ضرب المثلین ہین جنکا مفہوم بلکہ لفظی معنی بہی وہی ہوتے ہین جو کہ انگریزی زبان مین ہین اور چونکہ اس قسم کی بہت سی مثلین اس کتاب مین واقع ہوئی ہین مین نے اون عربی وفارسی کتابون کا جابجا حوالہ دیدیا ہے جن سے کہ وہ اخذ کیگئی ہین-

فارسی سے انگریزی ترجمہ کرنے مین مین نے صرف ایک ترمیم کی ہے اور وہ یہہ ہے کہ جو سرخی کہ بابون کی امیر نے رکہی تہی اوسے مین نے تبدیل کر دیا ہے - لیکن اس تبدل کا

اصل کتاب یا اوسکے مطلب پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

ایک قابل لحاظ خصوصیت اس کتاب مین یہہ ہے کہ اون عظیم الشان بادشاہان مغلیہ یعنی تیمور۔ بابر اور اکبر وغیرہ کے زمانہ سے آجتک کسی مسلمان فرمانروا نے اپنی تزک ایسے مشرح و واضح و دلچسپ پیرایہ مین نہین لکھی جیسی کہ امیر نے تحریر کی ہے اور مندرجہ ذیل وجوہ سے یہہ تزک واقعی ایک بے نظیر اور انوکھی کتاب ہے۔ علاوہ پولٹیکل لحاظ سے معنی خیز ہونے کے ایک بڑی خوبی اس مین یہہ ہے کہ اسکے پڑہنے مین الف لیلہ کا لطف آتا ہے اسلئے کہ امیر عبدالرحمن خان کے ایسے فرمانروا کا فخر و ناز کو نظر انداز کرکے نہایت صفائی سے اپنے قید ہوکر بیڑیان پہننے اور خود کہانا پکانے کبھی وایسرائے اور کبھی رعایائے وایسرائے ہونے۔ ایک وقت خود جنرل فوج اور دوسرے وقت کسی جنرل کے ماتحت ہونے۔ کسی موقع پر انجنیر اور آہنگر اور کبھی فرمانروا انکا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہین۔ ایک جگہہ اونہون نے بحیثیت باغبان و دہقان اپنی تصویر کھینچی ہے اور دوسری جگہہ اون عالیشان مجمعون اور جلسون کا بیان کیا ہے جو روسی۔ برطانیہ۔ ایرانی اور بخارا کی سلطنتون نے اونکے استقبال وغیرہ کے متعلق کئے۔ ایک زمانہ مین اپنے چچا امیر محمد اعظم خان کو اونہون نے کابل کی حکومت دی اور دوسرے موقع پر اپنے چچا کی وجہ سے خود کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ کبھی بادشاہ اور کبھی اسقدر مفلس کہ روٹی کا ٹکڑا کہانے کو نہین اور علی ہذالقیاس اسی طرح اور واقعات بہی۔ ایک خاص بات جسے دیکھکر اس کتاب کے یورپین ناظرین حیران ہونگے یہہ ہے کہ امیر کی طرح مسلم تجربہ کار سیاح اور مدبر شخص اپنی کتاب مین اپنے مذہبی خیالات و توہمات کا ذکر کرے۔ وہ لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین اونہین امیری عطا کی۔ حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ ہراتی کے مزار مقدس کے ایک پرانے جھنڈے کے تصدق سے اونہین جنگ مین فتحیابی ہوئی۔ تلوار۔ توپ اور بندوق کی ضرب سے ایک

تعویذ کی برکت سے محفوظ رہے جو کہ اونکے بازو پر بندھا ہوا ہے - اور نوشت وخواند ایک لڑکی کی محبت مین سیکھی جس سے اونکی نسبت قرار پائی تھی - چونکہ او سکے خط نہین پڑھ سکتے تھے اسلیے اوسوقت تک نہایت پژمردہ خاطر رہے جب تک کہ غیب سے اونہین پڑہنا لکھنا سیکھنے کی امداد نہ ہوئی -

اخیر مین مین مسٹر ولیم نایٹ پروفیسر سینٹ انڈر روز کالج و ڈاکٹر ان پیل وکمپنی کا جو کیمبرج سے متعلق ہین اوس امداد کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون جو کہ اونہون نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے مین مجھے دی - ساتھہ ہی مسٹر جان مرے کا بھی صدق دل سے شکرگذار ہون اسلیے کہ خاص اونکی تحریک اور ہمت دلانے کی وجہ سے مین نے یہہ کتاب شایع کی -

سلطان محمد خان

مولف - سابق میر منشی امیر عبدالرحمن خان

شجرۂ خاندان بارکزئی

پائندہ خان

- ۱ فتح خان
- ۲ امیر دوست محمد خان
- ۳ مہردل خان — شیر علی خان
- ۴ سلطان محمد خان — عبدالقدوس خان

امیر دوست محمد خان:

- ۱ امیر محمد افضل خان (سال وفات ۱۸۶۷ء)
  - امیر عبدالرحمن خان
- ۲ امیر محمد اعظم خان (سال وفات ۱۸۶۹ء)
  - ۱ محمد عزیز خان
  - ۲ محمد اسحٰق خان
  - ۳ محمد سرور خان
- ۳ وزیر محمد اکبر خان (سال وفات ۱۸۴۷ء)
  - فتح محمد خان (سال وفات ۱۸۷۱ء)
- ۴ غلام حیدر خان (سال وفات ۱۸۵۸ء)
- ۵ امیر شیر علی خان (سال وفات ۱۸۷۹ء)
  - ۱ محمد علی خان (سال وفات ۱۸۶۵ء)
  - ۲ ابراہیم خان
  - ۳ امیر محمد یعقوب خان
    - ۱ موسیٰ خان
  - ۴ محمد ایوب خان
  - ۵ عبداللہ خان (سال وفات ۱۸۷۸ء)
- ۶ محمد شریف خان (سال وفات ۱۸۶۵ء)
- ۷ محمد امین خان (سال وفات ۱۸۶۵ء)
  - اسمٰعیل خان (سال وفات ۱۸۷۳ء)
- ۸ ولی محمد خان (سال وفات ۱۸۸۹ء)
- ۹ فیض محمد خان (سال وفات ۱۸۶۷ء)

امیر عبدالرحمن خان:

- ۱ عبیداللہ خان (سال وفات تقریباً [illegible])
- ۲ حبیب اللہ خان (سال ولادت تقریباً ۱۸۷۲ء)
- ۳ نصراللہ خان (سال ولادت تقریباً ۱۸۷۴ء)
  - ۱ عنایت اللہ خان
- ۴ شمس الدین خان (سال وفات ۱۸۸۳ء)
- ۵ حفیظ اللہ خان (سال وفات ۱۸۹۵ء بعمر ۱۴ سال)
- ۶ امین اللہ خان
- ۷ محمد عمر خان (سال ولادت ۱۸۸۹ء)
- ۸ غلام علی خان (سال ولادت ۱۸۸۹ء)

نوٹ - یہ شجرہ امیر عبدالرحمن خان کے خاندان کا مکمل کرسی نامہ نہیں ہے تاہم ناظرین کو اس سے اسقدر امداد ملیگی کہ جن خاص خاص اشخاص کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے اُنہیں پہچان سکیں

تزک عبدالرحمانی فہرست ابواب جلد اول

باب	صفحہ	باب	صفحہ
باب اول - اوائلِ عمر کے حالات	۱۳	باب ہفتم - میری تخت نشینی -	۱۷۷
باب دوم - بلخ سے بخارا فرار ہونا	۵۰	باب ہشتم - نظم و نسق سلطنت -	۲۰۱
باب سوم - امیر شیر علی خان سے مقابلہ - - -	۶۹	باب نہم - الحاق ہرات بسلطنت افغانستان - - -	۲۱۱
باب چہارم - امیر شیر علی خان سے مقابلہ و حالات امیر محمد اعظم خان	۹۱	باب دہم - میری تخت نشینی کیوقت ملک کی کیا حالت تھی -	۲۲۱
باب پنجم - اقامت سمرقند - - -	۱۴۸	باب یازدہم - میرے عہد حکومت کی لڑائیاں	۲۳۲
باب ششم - واقعات بدخشان - -	۱۶۶	باب دوازدہم - فراری و جلاوطن اشخاص	۲۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تزک عبدالرحمانی

جلد اول

باب اول

اوائل عمر کے حالات

ابتدای ۱۸۵۳ء لغایة ۱۸۶۴ء

مین نو برس[1] کا تہا جبکہ میرے والد نے مجہے کابل سے بلخ بلا بہیجا۔ اوس زمانہ مین وہ بلخ اور اوسکے مضافات کے فرمانروا و نائب السلطنت تہے۔ بلخ پہونچکر معلوم ہوا کہ وہ شبرغان کے محاصرہ مین مصروف ہین۔ مین بلخ مین مقیم رہا اور بعد دو مہینے کے جب شبرغان فتح کرکے وہ واپس تشریف لائے تو مین نے دس میل شہر سے باہر نکلکر جانب جنوب ایک مقام پر جو دشت امام کے نام سے مشہور ہے اونکا استقبال کیا۔ اونہین دیکہکر مین نہایت مسرور ہوا اور اونہون نے بہی مجہے بخیر و عافیت پاکر خداوند کریم کی درگاہ مین سجدہ

[1] امیر عبدالرحمن خان غالباً ۱۸۴۴ء مین پیدا ہوئے تہے۔

شکر ادا کیا - دونون ایک ساتھہ بلخ واپس آئے - چند روز بعد مجھے پڑھنے لکھنے کی فہمایش کی لیکن باوجود دن دن بھر محنت کرنے کے مین نے نوشت وخواند مین مطلق ترقی نہ کی - مین نہایت کند ذہن تہا - سبق سے سخت نفرت تہی اور ہر وقت میرا دماغ گھوڑے کی سواری اور شکار کے ذوق شوق سے پُر رہتا تہا - جو کچھہ آج پڑھا کل بہولگیا - لیکن مجبوری تہی جبراً پڑہنا ہی پڑتا تہا اور اس مصیبت سے نجات کی کوئی صورت نہ تہی - میرے اوستاد نے میری تعلیم مین مطلق پہلوتہی نکی لیکن کوئی نتیجہ مرتب نہوا - ایک برس بعد حوالی شہر مین بمقام تخته پل میرے لئے ایک باغ تیار کرایا گیا اور وہی میرا مکتب قرار پایا - وجہہ یہہ تہی کہ بلخ پُرانی قسم کا شہر تہا اور اوسکی آب وہوا اچھی نہ تہی نیز یہہ کہ میرے والد حضرت سلطان الاولیا علی مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اکثر اوراد و وظایف کے لیے جایا کرتے تہے اور یہہ مقدس جگہہ بہ نسبت بلخ کے تخته پل سے زیادہ قریب ہے - رفتہ رفتہ وہان حرم سرا اور چہاؤنیان اور کچہریان اور کارخانے قایم ہوئے - باغ لگائے گئے اور تین سال کے عرصہ مین ایک نیا اور خوبصورت شہر آباد ہوگیا - چوتہے سال موسم بہار مین میرے والد امیر دوست محمد خان میرے دادا سے ملنے کے لئے کابل تشریف لے گئے اور مجھے اپنا قایمقام مقرر کیا - اِسکے بعد چہہ مہینے تک میرا دستور العمل یہہ رہا کہ صبح آٹھہ بجے تک نوشت و خواند مین مشغول رہتا اور پہر آٹھہ سے دو بجے سہ پہر تک دربار کرتا تہا - دربار برخاست ہونے پر سوتا اور قریب شام گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری کے لئے باہر نکلتا تہا - شروع جاڑون مین والد نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ میرے جد امجد نے از راہ الطاف بزرگانہ اس طرح میری عزت افزائی کی کہ تاشقرغان کا گورنر مقرر فرمایا اور حکم صادر کیا کہ ایک ہزار سوار دو ہزار پیدل اور چہہ توپین ہمراہ لیکر فوراً وہان چلے جاؤ - مین فوراً حکم بجالایا اور تاشقرغان روانہ ہوا - وہان پہونچتے ہی سردار محمد امین خان برادر وزیر محمد اکبر خان نے گورنری کا چارج مجھے دیا اور آپ

کابل کی راہ لی - میرے والد نے میرے لئے ایک مددگار حیدر خان نامی مقرر کیا تھا - یہہ ایک نہایت ہوشیار اور شین قزلباش سردار تھا جسکو اپنا خاص جھنڈا فوجی باجا اور دو سو سوار رکھنے کا اختیار تھا اوسکا باپ محمد خان نہایت لایق شخص تھا اور کابل مین ایک کثیر جماعت اوسکی تابع تھی - میرا دستور العمل اوسوقت یہہ تھا طلوع آفتاب سے صبح نو بجے تک کتب بینی - نو سے دو بجے سہ پہر تک دربار اور مقدمات فیصل کرنا بعد دو بجے کے سونا اور پہر مختلف قسم کی فوجی قواعد سیکہنے - شکار - اسپ سواری - چوگان وغیرہ مین وقت صرف کرنا - جمعہ کو تعطیل ہوتی تہی اور اوس روز مین عموماً تمام دن شکار کہیلتا اور شب کو تاشقرغان واپس آتا تہا - میری تقرری کے پانچ مہینے بعد میرے والدین مجھے دیکھنے کے لئے آئے اور اونکی قدمبوسی حاصل ہونے سے مجھے از حد خوشی ہوئی - موسم بہار تک والد میرے ہمراہ رہے اور پہر والدہ کو میرے پاس چہوڑ کر آپ بلخ تشریف لے گئے - مین بدستور اپنا کام انجام دیتا رہا اور پڑہنا لکھنا بہی برقرار رکھا - فوج اور نیز رعایا کے ساتہہ مین ہمیشہ مہربانی کے ساتہہ پیش آتا تہا اور چونکہ بہت سے تاشقرغان کے لوگ میرے ذاتی ملازم بہی تھے مین وہان کے باشندون کے ساتہہ اکثر اچہا سلوک کرتا تہا اور قحط سالی کے موقعون پر مقررہ خراج مین تخفیف کر دیتا تہا -

دو برس بعد والد واپس تشریف لائے اور میرے صوبہ کا حساب طلب کیا - میری نرمی اور رعایت دیکھکر جو تخفیفین مین نے کی تہین - اونکی منظوری سے انکار کیا - مین نے مودبانہ عرض کی کہ معاف شدہ رقمین وصول نہ کی جائین لیکن والد نے نہ مانا اور فرمایا کہ ملک کی آمدنی قلیل ہے اور فوج بہت زیادہ اور اس صورت مین رقوم واجب الادا ضرور وصول کرنا چاہئیے - تین مہینے قیام کے بعد اور تقریباً ایک لاکھ روپیہ وصول کر کے جسے مین معاف کر چکا تہا وہ بلخ واپس گئے - اونکے جاتے ہی مین نے گورنری سے اس بنا پر

استعفا دیا کہ مجھے اپنے خیالات کے مطابق حکومت کے پورے اختیارات حاصل نہ تھے۔ اپنے مددگار کو اپنا کام سپرد کر کے مین تختہ پل واپس آیا اور دوبارہ نوشت و خواند شروع کی۔ جمعرات کو مین ہمیشہ شکار کے لیے چلا جایا کرتا تھا اور دوسرے روز شام کے وقت ایک شب اور دو روز باہر رہکر واپس آتا تھا۔ شکار مین عموماً دو سو کتے شکرے۔ باز۔ اور دیگر شکاری پرند۔ ایک سو خدمتگار اور سوار کل تقریباً پانچ سو میرے ہمراہ ہوتے تھے۔ دریاے جیحون کے قریب جو جنگل ہین اون مین ہم اکثر شکار کھیلا کرتے تھے لیکن کبھی کبھی بوین قرا مین جو کہ بلخ کی ہژدہ نہر کا اکیلا دریا ہے مچھلی پکڑتے تھے۔

اوسی زمانہ مین وزیر یار محمد خان گورنر ہرات نے والد کو لکھا کہ مجھے نہایت خوشی ہو اگر میری لڑکی سے عبدالرحمن کی شادی ہو جاے والد نے اسے منظور کیا اور میری نسبت ہو گئی۔ اس رشتہ داری کی وجہ سے وزیر یار محمد خان اور میرے والدین اور زیادہ اتحاد بڑھ گیا۔ ایک اور شخص جسے والد نہایت عزیز رکھتے تھے سردار عبدالرحیم خان تھا جو کہ سردار رحیم داد خان کے خاندان سے تھا۔ لیکن یہہ شخص نہایت بدطینت اور دغاباز تھا اور رشک و حسد اوس کے خاندان کا موروثی مرض تھا۔ والد کے دربار مین میرا رسوخ زیادہ ہونا اوسے نہایت ناگوار اور شاق گذرتا تھا اور اوس کا خیال تھا کہ اگر مجھے فوج کی کمان ملگئی تو اوس کے اختیارات بالکل جاتے رہین گے۔ اس لیے وہ اکثر میری غلط شکایتین کیا کرتا تھا اور جھوٹی تہمتین مجھپر لگاتا تھا۔ جن کی وجہہ سے بعض وقت والد بھی مجھ سے بلاوجہ ناراض ہو جایا کرتے تھے۔ والد کی فوج کا سردار ایک انگریز جنرل شیر محمد خان تھا جس نے کہ اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا تھا۔ یوروپ مین اسے کیمبل کے نام سے جانتے ہین اور میرے دادا کی فوج نے سنہ ۱۲۵۰ھ

مین قندہار کی لڑائی مین جو شاہ شجاع سے ہوئی تھی اُسے گرفتار کیا تھا - یہہ اپنے فن مین نہایت ہوشیار اور ڈاکٹر بھی اچھا تھا - بڑا جوانمرد اور باہمت شخص تھا اور مجھسے نہایت التفات کے ساتھہ پیش آتا تھا - اپنے وقت کا بے نظیر اور نہایت قابل افسر اور بلخ کی پوری فوج کا سپہ سالار تھا - فوج کی تعداد ۳۰۵۰۰ تھی جن مین پندرہ ہزار باقاعدہ تھی اور اوسمین سوار اور پیدل اور توپخانہ شامل تھا - باقی ملیشیا[۵] کے سپاہی تھے - ازبک دُرّانی اور کابلی - اسّی توپین تھین جنمین سے بارہ سردار اکرم خان کی گورنری کے زمانہ مین کابل سے بھیجی گئی تھین باقی میرے والد کی زیر نگرانی کابل مین بنی تھین - فوج کی نہایت اچھی حالت تھی روز بلاناغہ قواعد سکھلائی جاتی تھی - ایک روز شیر محمد خان نے والد سے درخواست کی کہ مجھے اونکے سپرد کردین تاکہ اپنی زندگی مین وہ مجھے اپنے فن مین کامل تعلیم دیسکین والد نے منظور کیا اور روز دو تین گھنٹہ اونکے پاس جانے کی ہدایت کی جس سے اونکی غرض محض تعلیم ہی نہ تھی بلکہ یہہ مقصود تھا کہ مجھے تضیع اوقات کا موقع نہ ملے مین نے بسروچشم قبول کیا اور خوشی سے جانے لگا - دو یا تین سال جراحی اور فن جنگ سیکھنے مین گذرے - والد نے چند بندوق بنانے والے کابل سے بلالئے تھے اور میرے مکتب کے قریب ہی ایک کارخانہ کھولا تھا جہان مین دوپہر کے وقت سبق ختم کرکے اپنے ہاتھہ سے آہنگری سیکھتا تھا - اس طرح مین نے بندوق سازی سیکھی اور پوری تین بندوقین اپنے ہاتھہ سے تیار کین - یہہ تینون میرے معلمون کی بنائی ہوئی بندوقون سے بہتر خیال کی جاتی تھین - عبدالرحیم خان کو جس کا ذکر مین نے اوپر کیا ہے یہہ دیکھکر نہایت حسد و رشک ہوتا تھا اسلئے اوسنے میرے برخلاف سازش شروع کی - ایکدن

[۵] وہ قومی فوج جو ضرورت کے وقت استعمال کی جاتی ہے اور باقاعدہ فوج کی طرح اوسکو ہمیشہ فوجی خدمت نہین ادا کرنی پڑتی ہے -

والد سے کہدیا کہ مین نے شرابخواری اور گانجہ پینا شروع کیا ہے مین نے کبھی یہہ کام نہین کئے تھے لیکن چونکہ میری عمر بہت تھوڑی تھی اور مجھے والد کے ہمیشہ ناراض ہونے سے نہایت رنج ہوا کرتا تھا مین نے بلخ سے ہرات بھاگ جانے کا ارادہ کیا جہان میرے خسر رہا کرتے تھے۔ مین خفیہ طور پر سفر کی تیاریان کر رہا تھا کہ میرے نوکرون نے والد کو خبر کردی اونہون نے اس معاملہ کی تحقیقات کی اور جب ثابت ہوگیا کہ خبر صحیح تھی تو مجھے قید کردیا اور میرے سپاہی غلام اور نوکر سب مجھسے علیحدہ کردئے۔ میری اس حماقت کی وجہ سے جو الزام عبدالرحیم نے مجھپر لگائے تھے وہ بھی صحیح معلوم ہونے لگے۔ پورے ایک سال مین جیلخانہ مین بیڑیان پہنکر رہا اور میری زندگی نہایت تلخ تھی۔

اسی ایک سال کے بعد شیر محمد خان نے وفات پائی۔ عبدالرحیم کو امید تھی کہ اونکی جگہہ اوسے ہی ملے گی لیکن والد بھی اوس سے بدظن ہوگئے تھے اور اسلئے اونہون نے توخی قبیلہ کے ایک معتبر اور آزمودہ اہلکار کو سپہ سالار مقرر کیا انکا نام عبدالرؤف خان تھا اور ان کے والد جعفر خان ایک نہایت جوانمرد سپاہی قندہار کی لڑائی مین مارے گئے تھے۔ وہ جعفر خان بھی انہین کے بزرگون مین سے تھے جو کہ شاہ حسام غلزی والی قندہار کے وزیر تھے۔ عبدالرؤف خان نے سپہ سالاری سے انکار کیا اور کہا کہ ایک سال کی قید میرے لئے کافی سزا تھی مجھے شیر محمد خان کی جگہہ ملنی چاہئے۔ والد نے اولاً اسے منظور نہ کیا اور کہا کہ عبدالرؤف خان کے دماغ مین ضرور خلل ہے جو اونہون نے اس قسم کی تجویز پیش کی لیکن بہت سے اصرار کے بعد وہ راضی ہوگئے اور مجھے طلب کیا۔

مین سیدھا جیلخانہ سے بلا سر کے بال درست کئے یا منھہ ہاتھہ دھوئے اور بیڑیان پہنے ہوئے اوسی پوشاک مین جس مین کہ اونہون نے مجھے اخیر مرتبہ دیکھا تھا والد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی اون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا پھر تم کیون ایسی

حرکتین کرتے ہو"؟ مین نے جواب دیا کہ "مین بالکل بے قصور ہون میرے اس حالت مین ہونے کے بانی وہ لوگ ہین جو اپنے تئین آپکا بہی خواہ کہتے ہین" یہہ کہہ ہی رہا تہا کہ عبدالرحیم دربار مین حاضر ہوا۔ اوسے دیکھکر مین نے کہا "یہی وہ دغاباز شخص ہے جسکی وجہ سے مجھے بڑیان نصیب ہوئین۔ زمانہ تبلا دیگا کہ یہہ سچا ہے یا مین" یہہ سنکر غصہ اور گبہراہٹ سے عبدالرحیم کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا لیکن کچہہ کہہ نہ سکا۔ میرے والدنے تمام فوجی افسرون سے مخاطب ہوکر فرمایا "اس حواس باختہ بیٹے کو مین تمہارا سردار مقرر کرتا ہون" سب نے جوابدیا "خدا نکرے کہ حضور کا بیٹا پاگل ہو۔ ہم خوب جانتے ہین کہ وہ نہایت عقلمند اور سمجھدار ہے۔ حضور پر بہی رفتہ رفتہ خود روشن ہوجائیگا اور یہہ بہی ثابت ہوجائیگا کہ اوسے بدنام کرنیوالے نمکحرام ہین" اسکے بعد والد نے مجھے رخصت کیا اور اس نئی خدمت کے انجام دینے کی اجازت دی۔ مین خوشی سے پہولا نہ سمایا اور واپس آتے ہی حمام کو گیا۔ میرے ملازم بہی آپہونچے اور چارونطرف سے مبارکباد کی صدا آنے لگی۔

دوسرے دن مین نے فوج کا چارج لیا کارخانجات اور میگزینون کا معائنہ کیا جنرل امیر احمد خان کو جو توپخانہ کے افسر تہے اور بعدہٗ ہندوستان مین میرے سفیر ہوئے کارخانجات کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا اور محمد زمان خان کو میگزینون کا۔ سکندر خان (جو کچہہ دن بعد روسیون اور والی بخارا کی لڑائی مین مارے گئے اور جنکے بہائی غلام حیدر+ اسوقت کابل مین کمانڈرانچیف ہین) اور اسی نام کا ایک دوسرا شخص جو بارکزئی تہا دونون پیدل فوج کے خاص افسر مقرر کئے۔ مین خود صبح سے شام تک ہر محکمہ کا معائنہ کرتا تہا اور جو ترقیان ظہور پذیر ہوتی تہین اون کی اطلاع روزانہ والد کو دیتا تہا جس کیوجہ سے وہ مجھسے روز بروز زیادہ خوشنود ہوتے گئے۔ فوج مین ایسی اصلاح و ترمیم کیگئی کہ اس سے پیشتر اوسکی حالت کبہی ایسی اچھی نہ تہی اور نہ اوسکے

+ غلام حیدر خان نے ۱۸۹۸ء مین وفات پائی۔

بعد ایسی ہوئی۔ اسکا ایک باعث یہہ ہے کہ آجکل کے افسر ضرورت سے زیادہ آرام طلب و آرام پسند ہین امیر شیر علی کے زمانہ مین وہ رشوت لینے کے عادی تھے اور اپنے فرائض ادا کرنے سے غافل تھے۔ لیکن اب جو تنخواہین اونہین ملتی ہین اون پر اونہین قانع ہونا چاہیے اور اپنا کام مستعدی اور خوبی سے کرنا چاہیے۔ ایک عقلمند شاعر نے سچ کہا ہے ۵

زینہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار

خدا کے فضل و کرم سے مجھے امید ہے کہ میری رعیت میری نصیحت سے فائدہ اٹھائیگی اور رفتہ رفتہ ضرور ترقی کرے گی۔

میری فوجی خدمات سے خوش ہوکر والد نے کل فوج کا پورا اختیار مجھے عطا فرمایا اور صرف محاسبات وملکی معاملات اپنے ہاتھہ مین رکھے۔ تھوڑے دن بعد والد تاشقرغان تشریف لے گئے اور مین بھی معہ باڈی گارڈ ہمراہ گیا جب وہان پہونچے تو برادر میر اتالیق ایک خط اور تحائف لیکر حاضر ہوا۔ والد نے نہایت گرمجوشی سے ملاقات کی اور یہہ پیغام دیکر اوسی بہائی کے پاس بہیجا کہ چونکہ تمہارا ملک دریاے جیحون کے کنارے پر ہے اور افغانستان سے بالکل ملحق ہے اس لئے لازم ہے کہ تم اپنے تئین بجاے بخارا کے دوست محمد خان امیر کابل کے زیر حفاظت سمجھو اور امیر کا خطبہ بھی پڑہو۔ امیر صاحب کا خطبہ نہ پڑہنا گویا افغانستان کی توہین کرنا ہے۔ یہہ پیغام سنکر میر اتالیق آگ ہوگیا اور اپنے بہائی سے اسقدر ناراض ہوا۔ کہ اوسے قید کرنے کی کوشش کی وہ تاشقرغان کی طرف بہاگا لیکن میر اتالیق کے سوارون نے تعاقب کرکے ایک مقام پر جسے ایدان کہتے ہین اوسے گرفتار کرلیا۔ یہہ سنکر ہم نے اوسکی مدد کے لیے فوج بہیجی لیکن فوج پہونچنے سے پہلے ہی وہ قتل کردیا گیا تہا۔ تاہم میر اتالیق کے سوارون کو شکست دیگئی اور اوسکے بہائی کی لاش لیکر فوج واپس آئی۔ اس شکست کی خبر سنکر میر اتالیق نے امیر مظفر شاہ بخارا

سے شکایت کی۔ امیر مظفر بعد وفات اپنے والد کے اوسی سال تخت نشین ہوئے تھے
اور کسی بغاوت کے فرو کرنے کے لئے حصار مین مقیم تھے۔ میر اتالیق کی شکایت کو سنا
اور ایک جھنڈا اور خیمہ دیکر فرمایا کہ جاؤ اپنے ملک مین اس خیمہ کو استادہ کرو اور اوسکے
سامنے جھنڈا نصب کردو افغان خائف ہوجائینگے۔ اوس سادہ لوح میر کو یقین ہوگیا
کہ بس یہی کافی ہے اور قتاغان واپس آکر ہمین دہمکی دی۔ والد نے اس معاملہ کی اطلاع
اپنے امیر کو دی۔ حکم آیا کہ قتاغان پر فوج کشی کی جاے یہہ حکم پاکر والد نے میرے چچا
سردار اعظم خان گورنر کرم خوست کو لکھا کہ آکر ملاقات کرین اور مجھے مقام ہیبک تک اونکے
استقبال کے لیے بہیجا۔

فوج کے قتاغان روانہ ہونے سے پہلے مین نے موسم بہار مین چھہ دن کی رخصت
اس غرض سے لی کہ دیکھون تمام انتظام درست ہے یا نہین اس بارہ مین اپنی تشفی
کر کے مین نے والد سے عرض کی کہ وہ خود بہی معائنہ کرلین اونہون نے میری درخواست
منظور فرمائی اور میری کارروائی سے اسقدر خوش ہوئے کہ ایک مرصع پیٹی اور شمشیر مجھے
عطا فرمائی اور ارشاد کیا "جاؤ خدا حافظ مین نے تمہین خدا کے سپرد کیا" مین نے اونکے
ہاتھون کو بوسہ دیا اور دو روز بعد اپنے چچا اعظم خان کے ماتحت فوج کا کمانڈر انچیف
مقرر ہوکر وہان سے روانہ ہوا۔ تاشقرغان کے لوگ مجھے نہایت عزیز رکھتے تھے جب
مین وہان پہونچا تو سب نے میرا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا مین اپنی فوج کیساتھ
نماز گاہ کے میدان مین خیمہ زن ہوا اور بطور اظہار شکریہ عمائدین شہر کی دعوت کی۔ یہہ لوگ
میرے اور میری فوج کے بڑے وفادار خیرخواہ ثابت ہوئے۔ پندرہ دن بعد میرے چچا بہی
مجھسے آکر ملے اور ہم دونون ہیبک روانہ ہوئے وہان پہونچکر تین روز قیام کیا اور سامان رسد و
باربرداری کا انتظام کر کے قلعہ غوری کی طرف چلے جہان میر اتالیق کی سوار اور پیدل فوج جمع تھی

پانچ دن کے کوچ کے بعد قلعہ دکھلائی دیا۔ وہان جاکر اولاً دشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے مین نے اپنی بیس ہزار فوج معہ چالیس توپون کے قلعہ کے سامنے صف آرا کی اور پہر ایک محفوظ مقام پر خیمے لگائے۔ سہ پہر کے وقت ہمراہی چند افسران مین نے قلعہ کا موقع ملاحظہ کیا توپین وغیرہ نصب کرنے کے مقامات تبلائے اور مورچہ بندی کا حکم دیا۔ ساتھہ ہی یہہ بہی ہدایت کی کہ قلعہ کی خندق کی طرف سرنگین لگائی جائین اور رات کی رات صبح تک یہ کام ختم کردیا جاے۔

سہ پہر کے وقت میر اتالیق چالیس ہزار سوارون کے ساتھہ پہاڑی کی چوٹی پر آیا اور اپنے تیئن قلعہ کے سپاہیون کو دکھلایا تاکہ اونہین ہمت ہو اور دلیری کے ساتھہ ہمارا مقابلہ کرین۔ اوسی وقت دیکھکر اور اس سے پہلے کہ وہ ہمارے مورچون پر حملہ کرتا مین نے دو ہزار سوار۔ بارہ چھر باری کی توپین اور چار پلٹن پیدل لیکر اوسکے عقب مین حملہ کیا۔ ہماری بہاری توپون کے چلنے تک میر کو اس حملہ کی خبر نہ تہی۔ گہبراکر اور یہہ نہ جانکر کہ میری فوج کس قدر کم تہی وہ اپنی تمام فوج کے ساتھہ بہاگ کہڑا ہوا۔ مین اپنی جاے قیام پر واپس آیا اور گیارہ بجے شب تک سرنگون کا معائنہ کرکے اور سنتریون کو اپنی اپنی جگہہ مستعد پاکر سونے کی تیاری کی۔ علی الصباح پہر اپنی فوج کو دیکہا اور دو ہزار جوان بطور ہراول کے بارہ میل کے فاصلہ پر بہیجدئیے تاکہ باربرداری کے جانورون کی حفاظت کرین۔ دشمن کے اچانک حملہ کو روکین اور اوسکی حرکات سے مجہے مطلع کرین۔ تین روز بعد خبر آئی کہ پندرہ میل کے فاصلہ پر آٹھہ ہزار سوار ایک مقام پر پوشیدہ تہے جو کہ چشمۂ شیر کے نام سے مشہور ہے۔ انکا منشا ظاہرا یہی معلوم ہوتا تہا کہ ہماری باربرداری کے سامان پر حملہ کرین اسلئے مین نے فوراً غلام محمد خان پوپلزئی اور محمد عالم خان کو چار ہزار سوار اور دو توپین دیکر اونکی طرف روانہ کیا۔ یہہ دونون اپنے کام مین اس قدر کامیاب ہوئے کہ خفیف سی چہیڑ چہاڑ کے بعد اونہین فتح حاصل ہوئی

اور دو ہزار قیدی ہاتھ آئے۔ باقی افغلان بھاگ گئے جہانکہ اونکا میر مقیم تھا۔

جب یہہ خبر قتاغان پہونچی جہان سے میر اتالیق صرف اٹھارہ میل دور تھا تو اوس کی ہمت نے اوسے خیرباد کہا اور وہ قندز کی طرف چلا گیا۔ جو سوار مین نے چشمہ شیر بھیجے تھے اون مین سے ایک ہزار افغلان پر قابض رہے اور باقی خوشی خوشی اپنی خیمہ گاہ مین واپس آئے۔ اونمین سے بعضون کو جنہون نے کہ خصوصیت کے ساتھ لڑائی مین کارہائے نمایان کئے تھے۔ میر عم بزرگوار نے انعام عطا فرمایا اور بعض کو خلعت۔

اوسی روز سہ پہر کے وقت مین نے مورچون کا معائنہ کیا اور اونکے پیچھے جاکر قلعہ کے سپاہیون سے یون خطاب کیا۔ "تم لوگ مسلمان ہو اور مین بھی مسلمان ہون۔ تم نے دیکھہ لیا کہ تمہارے میر کو کیسی شکست ہوئی اسلئے اب یہہ تمہاری حماقت کی دلیل ہوگی اگر تم میرے ساتھی مسلمانون کو مارو اور وہ تمہین قتل کرین۔ قلعہ چھوڑ دو مین اس طرح کی شرائط کرونگا کہ تم اونہین پسند کروگے"۔ اس کا اونہون نے جواب نہ دیا۔ شام کے وقت مین نے چند افسر مامور کئے کہ علی الصباح اس طریقہ سے حملہ آور ہون۔ اولاً سکیلہ پر حملہ کرین۔ یہہ مقام اندرونی قلعہ کی خندق کے باہر تھا اور اوسکے چارونطرف بھی خندق تھی۔ اس حملہ سے پہلے بھاری توپین طلوع آفتاب سے چلائی جائین تاکہ دشمن گھبرا جاے اور پھر اون کے رکتے ہی تھوڑے تھوڑے سوار قلعہ کے مختلف حصون پر حملہ شروع کردین تاکہ خاص مقام حملہ یعنی سکیلہ سے دشمن بیخبر ہوجاے۔ بڑا حصہ فوج کا خاموشی کے ساتھہ اوس مقام تک جاے اور پھر قلعہ کی فصیلون پر چڑھکر نعرہ "یاچاریار" بلند کرے۔ اس حکم کے مطابق صبح کو کارروائی کیگئی۔ دشمن کی فوج قلعہ کے باہر کے حصے سے اندر کی طرف بھاگی۔ اس اندرونی قلعہ کے چارون طرف جو خندق تھی دس گز عمیق اور تئیس گز وسیع تھی لیکن خوش قسمتی سے پانی اسکا اس قدر صاف و شفاف تھا کہ میرے افسرون نے ایک

بید کے مٹھون کا پل جو سطح آب سے ایک گز نیچے بنا ہوا تہا دیکہہ لیا اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے پانی مین کود پڑے اور پار ہو گئے۔ سپاہیون نے بہی یہی کیا اور بازارون پر قبضہ کر کے دیوارون مین سوراخ کیے اور قلعہ کے لوگون پر بندوق بازی شروع کی۔

اودہر یہہ ہو رہا تہا اودہر مین نے قلعہ کے گورنر کو ایک خط لکہا کہ اگر تم ہتھیار رکہدو تو مین تمہاری فوج کے جان و مال سے باز آؤنگا اور اوسے اپنی رعایا سمجہونگا یہہ خط ایک قیدی کے ہاتھ بہیجکر مین نے تہوڑی دیر کے لیے لڑائی موقوف کرنے کا حکم دیا گورنر اور قلعہ کے دیگر خاص افسر خود باہر آئے اور صلح کی گفتگو شروع کی۔ میری شرائط کو منظور کر لیا اور قلعہ کے دروازے کہولدیئے ایک کثیر التعداد جماعت لوگون کی باہر آئی جن مین سے مین نے بہت سے آدمی اپنے چچا کی خدمت مین بہیجدیئے۔ اونہون نے سردارون کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ ان لوگون کی تعداد دس ہزار سے کم نہ تہی لیکن چونکہ میر اتالیق فن جنگ سے ناواقف تہا صرف دس دن کی رسد کا سامان مہیا کیا تہا جس سے ظاہر ہے کہ اگر دس روز مین نے حملہ نہ کیا ہوتا تو مجبورًا اونہین اطاعت قبول کرنی پڑتی۔ لیکن اون کے میر کا ظاہرا یہہ خیال تہا کہ شاہ بخارا نے جو خیمہ اور جہنڈا عطا فرمایا تہا وہ ایک بڑی فوج کے زندہ رکہنے کیلیے کافی تہا خدا نے ایسے لوگ بہی پیدا کیے ہین!

میر اتالیق کے ساتہیون کو ہمارا عمدہ سلوک دیکہکر خوشی بہی ہوئی اور تعجب بہی ہوا اس لیے کہ اونکے سردارون نے افغانون کی سنگدلی کے قصے سنا کر ہماری طرف سے نہایت بدظن کر دیا تہا۔ اب جو اونہین ان غلط بیانیون کی حقیقت معلوم ہوئی تو بہت سے اونہین سے میر سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے گہر چلے گئے اور اتالیق صرف چند وفادار ہمراہیون کے ساتہہ قطغان سے روانہ ہوا اور رستاق پہونچکر میرہائے بدخشان کی عملداری مین

پناہ لی۔ یہہ خبر سنکر ہم فوراً غوری سے بغلان اور اوسکی دار السلطنت کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر تمام ملک کے سردارون کے نام اس مضمون کے خطوط روانہ کئے کہ ہم تمہاری ہر قسم کی امداد کرینگے اور بعض کو اونمین سے خلعت بہی عطا کئے۔ ہم نے گورنر اور قاضی وغیرہ بہی مقرر کئے اور اس سب انتظام کے بعد مین خان آباد پہونچا جہانکہ دریا کے کنارے ایک اونچے خطۂ زمین پر خیمہ زن ہوا اور دو پلٹن پیدل۔ ایک ہزار ملیشیا کے ازبک سوار پانچ سو افغان سوار۔ پانچ سو ملیشیا کے پیدل اور چہہ خچر باتری کی توپین طالقان کی جانب روانہ کین۔ اس حصۂ فوج کا سردار میرے بڑے چچا نے محمد امین خان پسر امیر دوست محمد خان اعظم کو مقرر کیا۔ دریائے بارگی پار کرکے یہہ فوج طالقان پہونچگئی اور فوراً مورچہ بندی کرکے قلعہ کو مسمار کردیا۔ مین اور عم بزرگوار خان آباد مین رہے اور جو انتظامات و تبدیلیان ایک تازہ مفتوحہ شہر مین ضروری ہوا کرتی ہین اونکے انصرام مین مشغول ہوئے۔ ایک خاص تبدیلی یہہ تہی کہ اپنے جد امجد کا نام خطبہ مین داخل کرایا۔

تہوڑا عرصہ نہ گذرا تہا کہ میر اتالیق اور میر ہائے بدخشان کی ترغیب سے اندر آب و خوست کے باشندون نے بغاوت کی اور وہان کے گورنر پر حملہ کیا جسکی امداد کے لئے مین نے خان آباد سے چار ہزار سپاہی زیر حکم سردار محمد عمر وغیرہ روانہ کئے۔ میرے جد امجد نے بہی سردار محمد شریف خان کو کابل سے دو پلٹن اور ایک ہزار ملیشیا پیدل۔ ایک ہزار سوار اور چہہ توپون کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہہ دونون فوجین بمقام بزدرہ ملگئین اور وہین باغیون کا مقابلہ کرکے اونکی اچہی طرح سرکوبی کی۔ اس لڑائی مین دشمن کے دو سو آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ اس فتح کے بعد کابل کی فوج کابل واپس گئی اور باقی خان آباد چلی آئی۔ صرف پانچ سو جوان گورنر اندر آب کی امداد کے لئے باقی رہے۔ طالقان کی فتح کا حال سنکر میر اتالیق نے رستاق بہی چہوڑا اور دریائے جیحون پار کرکے کولاب

کے نزدیک ایک مقام پر جو سیدہ کے نام سے مشہور ہے قیام پذیر ہوا - کولاب کا حاکم اوسوقت میر سرابیگ تہا جسنے کہ کچہہ دن بعد شاہ بخارا سے شکست کہاکر اپنا ملک چہوڑدیا اور کابل آیا اور میرے دربار مین نہایت عزت حاصل کی - چونکہ میر اتالیق کا رشتہ دار تہا اس لئے میر کو دس ہزار سوار دیئے اور اسی قدر اہل بدخشان نے امداد کی - علاوہ برین دو ہزار اپنے سپاہی میر اتالیق کے ساتہہ تہے - اس پوری فوج کو لیکر وہ میرے خیمہ گاہ کے قریب کے صوبون اور قلعجات حضرت و امام و طالقان پر حملہ آور ہوا اور جتنا رسد و باربرداری کا سامان ہاتہہ لگا لوٹ لے گیا - جن سوارون کو مین نے بطور ہراول کے مقرر کیا تہا اون سے اور میر اتالیق کے سپاہیون سے اکثر مقابلہ ہوجاتا تہا اور دونون جانب سو سو دو دو سو آدمی مارے جاتے تہے - جو گرفتار ہوکر آتے تہے مین اونہین توپون سے اڑوا دیتا تہا - تین سال یہہ بغاوت رہی اور اس عرصہ مین پانچہزار آدمی اسی طرح توپون کے منہ چڑہے علاوہ برین دس ہزار کے قریب میری فوج کے ہاتہہ سے قتل ہوئے -

اس بغاوت کے فرو کرنے مین ایک سال گذر گیا تو سردار امین خان نے لکہا کہ بدخشان کے پندرہ ہزار خاندانون کے مقابلہ کے لئے اونکے پاس کافی فوج نہتی اونکی کمک کے لئے فوج بہیجی جائے ورنہ اونہین پیچہے ہٹنا پڑے گا - اسکا جواب نہ پاکر وہ بلا اجازت خان آباد روانہ ہوئے - میرے چچا اور مجہہ مین آپس مین مشورہ ہوا اور مین نے تحریک کی کہ اگر مین اون کی جگہہ بہیجا جاؤن تو انشاء اللہ تعالی صرف چہہ توپون اور پانچہزار سوارون سے ملک کو ٹہیک کردونگا - میرے چچا نے جواب دیا کہ یہہ ایک مشکل کام ہے اور چونکہ ابہی تم بالکل بے ریش ہو ممکن ہے کہ ہمت ہار جاؤ - مین نے جواب دیا کہ مین دکہلادونگا کہ کہانتک صحیح ہے اور اوسی روز روانہ ہوگیا - لمبے لمبے کوچ کرکے طالقان پہونچا - فوج مجہے دیکہکر خوش ہوگئی اور سردار امین خان مجہے راہ مین ملے - گو وہ میرے چچا تہے اور مجہہ سے عمر مین بہی بہت زیادہ تہے

لیکن چونکہ کم ہمت اور بزدل ثابت ہوئے تھے مین نے اون کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سوا اِسکے کچھہ نہ کہا کہ آپ نے ایسے مشہور شخص یعنی اپنے والد دوست محمد خان کے نام کو دہبہ لگایا۔

طالقان پہونچنے کے دو روز بعد رستاق اور بدخشان کے لوگون نے یوسف علی برادر میر شاہ فیض آبادی کی ترغیب سے دو یا تین ہزار سوار اس کام کے لئے مقرر کئے کہ میری خیمہ گاہ کے گرد و نواح مین تاخت و تاراج کرین۔ ان سوارون نے میری بار برداری و رسد کے شتر و ٹٹوؤن پر جو کہ زیر حفاظت دو سو ملیشیا اور پچاس سوارون کے آرہے تھے ایکبارگی حملہ کیا۔ میرے آدمیون نے مجھے اس واقعہ کی فوراً اطلاع دی اور حتی الامکان دشمن کا مقابلہ کیا۔ مین نے بھی سات سو سپاہی اون کی امداد کو بھیجے۔ دشمن کو شکست ہوئی اور تمام جانور بحفاظت واپس آئے۔

دو روز بعد باغیون نے اون قریون پر حملہ کیا جو کہ ہنوز میری رفاقت کا دم بھرتے تھے۔ مین نے پھر بہت سی فوج بھیجدی جس نے کہ اونہین منتشر کر دیا اور دس باغی اور دو سو گھوڑے گرفتار کئے۔

اس طرح تین مہینے گذر چکے تھے کہ ایک روز میرا ایک قتاغان کے ایک مذہبی پیشوا نے میری دعوت کی اور تین سو باقاعدہ اور دو سو ملیشیا سوار لے کر مین اونکے مکان پر گیا۔ میری خیمہ گاہ سے یہ مکان صرف دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ احتیاطاً مین نے سو سوار اس کام پر مقرر کئے کہ کسیقدر فاصلہ پر مکان کو گھیرے رہین اور اسکی خبر میرے میزبان کو مطلق نہو۔ تھوڑی گفتگو کے بعد دسترخوان بچھایا گیا لیکن ساتھہ ہی میرے ایک سپاہی نے یہہ خبر دی کہ اون سوارون پر دشمن کی جماعت کثیر نے حملہ کیا تھا اور وہ مجبوراً آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ مین نے فوراً اپنے میزبان اور اوس کے

بیٹیون کو گرفتار کر لیا اور اپنے آدمیون کی مدد کے لئے روانہ ہوا - اوسی وقت ایک سوار اپنی خیمہ گاہ بھیجکر ایک ہزار سوار - ایک پلٹن پیدل اور دو توپین فوراً طلب کین - اور حکم دیا کہ پیدل اور توپین سوارون کے پیچھے رہین تاکہ دیر نہ ہو - مین نے یہہ دیکھکر کہ باغیون کی فوج تخمیناً دس ہزار ہے اور ہماری طرف بڑہتی چلی آتی ہے اپنی تہوڑی سی فوج کے آٹھہ حصے کئے اور ہر حصہ ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے پر تعینات کیا - سب سے بڑا حصہ اپنے ساتھہ رکھا اور حکم دیا کہ اولاً پہلا حصہ گولی چلائے جب وہ گھر جاے جیسا کہ مجھے امید تھی تو دوسرا حملہ کرے جب وہ بھی گھر جاے تو تیسرا بندوق بازی کرے یہانتک کہ سب شریک جنگ ہو جائین اس کے بعد مین اپنے حصۂ فوج کے ساتھہ تلوارین کھینچکر حملہ کرونگا -

اسی اثنا مین خیمہ گاہ سے کمک بھی آگئی اور مین نے فوراً حملہ کر دیا - باغی اسکی تاب نہ لا سکے اور چونکہ اتنے حصون کے ساتھہ منقسم ہو کر لڑ رہے تھے اور تھک گئے تھے بھاگ کھڑے ہوئے اور اس سراسیمگی کے ساتھہ کہ اپنے زخمیون کو بھی چھوڑ گئے - سو باغی مارے گئے اور چار سو قید ہوئے - ہماری جانب صرف سو سپاہی کام آئے - مین نے خداوند کریم کا نہایت شکر ادا کیا کہ دشمن کی اتنی بڑی فوج پر ہمکو کامل فتح عطا فرمائی اور ہم سب کے سب از حد خوش ہوئے - قیدیون مین دس بارہ رستاق کے سردار بھی تھے - میرے مقدس بیزبان کو نہایت سخت کلامی سے یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صرف اوسی کی وجہ سے ہم پر یہہ مصیبت آئی ہے اس لئے کہ اوسنے ہمارے قتاغان کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ سردار فوج افاغنہ کی دعوت کرون اور اگر آپ کافی فوج اوسکے باڈی گارڈ کو پسپا کرنے کے لئے بھیجدین تو اوسے گرفتار کر کے آپکے پاس روانہ کر دون - اسی کامیابی کی امید پر یہہ سردار دس ہزار فوج کے ساتھہ بھیجے گئے تھے کہ مجھے گرفتار کر لین لیکن خود

گرفتار ہو گئے۔ بہت رات گئی مین اپنے خیمہ گاہ کو واپس آیا اور اپنے چچا کے پاس خان آباد
اس واقعہ کی اطلاع بھیجی اور اوس اپنے میزبان کو بھی بطور قیدی کے اون کے پاس
روانہ کیا۔ زخمیون کا اپنے ڈاکٹرون سے علاج کرایا اور جب اچھے ہو گئے تو بعض کو خلعت
عطا کئے اور بعض کو زاد راہ و خرچ سفر دیکر رخصت کیا اور فہمایش کی کہ اپنے لوگون کو لوٹ
مار سے باز رکھین۔ ساتھہ ہی مین نے اون کے میر کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر لڑنے کا شوق
ہے تو معہ اپنے بھائی کے علانیہ جنگ آزمائی کرو یہہ کیا کہ منافقانہ طور پر ایک شخص میرے
والد کے پاس تخت پل روانہ کیا اور اونہین اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور ادہر متواتر بغاوت
کی ترغیب دیتے رہے۔ مین نے یہہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر میرے والد نے بدخشان کی فتح
کا حکم دیا تو میر کی یہہ مجال نہ تھی کہ چھہ گھنٹے بھی میرا مقابلہ کرسکے۔ قتاغان کے قیدیون کو
مین نے رہا نہ کیا لیکن اون کے رشتہ دارون کو جو ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے اور شاہ بخارا
کی عملداری مین پناہ گزین ہوئے تھے اطلاع دیدی کہ اگر تم اپنے مکانون پر واپس نہ آؤ گے
تو سب قیدی قتل کر دیئے جائینگے۔ خود قیدیون سے مین نے خط لکھوائے کہ اپنے
دوستون کو بلا خوف واپس آنے پر آمادہ کرین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قتاغان کے چند ملا وہان کے
لوگون کی طرف سے شرائط طے کرنے کے لئے آئے۔ مین نے قسم کھائی کہ اگر وہ لوگ
سلطنت افغانستان کے خلاف کوئی کارروائی نکرین اور صلح و آشتی کے ساتھہ وفادار
رعایا کی طرح رہین تو مین اونکے ساتھہ مثل اپنی رعایا کے سلوک کرونگا اور اون کے
حقوق کی حفاظت کرون گا۔ اس اطمینان کے بعد جب ملا واپس گئے تو سب کے
سب دو ھزار خاندان وطن واپس آئے اور بدستور سابق طالقان مین بود و
باش کرنے لگے۔

جو پیغام کہ مین نے بدخشان کے قیدیون کے ذریعہ سے میر یوسف علی کو بھیجا تھا

اوسکا کوئی اثر نہ ہوا اور اوس نے لوٹ مار اوسی طرح جاری رکھی - چند ہفتہ کی صلح کے بعد اوسنے
میر قبا غان - میر کولاب اور اپنے بھائی میر شاہ سے مشورہ کیا اور اون کو اس امر پر آمادہ کیا کہ
مجھہ پر فتح پانے کا صرف ایک ذریعہ ہوسکتا ہے اور وہ یہہ کہ اپنی اپنی فوج یکجا کر کے ایک ساتھہ
دو مختلف مقامات طالقان اور چال پر حملہ کیا جاے - آخر الذکر مقام پر چار سو پیدل - چار سو
ملیشیا کے سپاہی - پانچسو سوار اور دو خچر باتری کی توپین زیر کمان ایک دلیر و تجربہ کار افسر
سردار محمد عالم خان موجود تھین - دشمن نے جو حملہ کی تجویز کی تھی وہ یہہ تھی - تھوڑے سے
سپاہی اطراف مین تاخت و تاراج کرین تاکہ ہمین وہم ہو کہ کوئی بڑی باقاعدہ فوج دشمن
کی نہین ہے صرف چند لٹیرے ہین - ساتھہ ہی قریب تیس ہزار سوارون کے شب کے
وقت طالقان کے باغون مین پوشیدہ ہو رہین اور میر علی ولی میر آتالیق کا چچیرا بھائی
انکا سردار ہو - دوسرے روز علی الصباح اس بڑی جماعت کے سو جوان اپنی کمینگاہ سے
نکلے اور میرے سو اونٹ لوٹ لئے جو کہ چرنے کے لئے چھوڑ دئیے گئے تھے - میرے
ہراول کے افسرون نے دو سو سوارون کو پسپا کرنے اور آئندہ اونٹون کی حفاظت کے
لئے بھیجے - جب مجھے یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو مین نے افسرون کو فہمایش کی کہ بلا دشمن
کی فوج کی تعداد دریافت کئے ہوئے اتنے تھوڑے آدمی بھیجنا نامناسب تھا اس لئے
کہ صرف سو سپاہیون نے میرے ہراول کے اس قدر نزدیک آکر ہرگز اونٹون پر حملہ نہ کیا ہوتا
اگر اونکی زیادہ فوج کہین قریب پوشیدہ نہوتی - اسکے بعد مین نے تمام فوج کو فوراً جنگ کیلئے
تیار ہونے کا حکم دیا - میرا خیال بالکل صحیح نکلا اسلئے کہ ہمارے تیار ہوتے ہی میرے
چند سوار دکھلائی دئیے - یہہ صرف ۱۶۰ نفر تھے جو جان بچا کر ایک نہایت شجاع افسر کے
ماتحت بھاگ آئے تھے اور دشمن کی چالیس ہزار فوج اونکے تعاقب مین بڑھتی چلی آتی تھی
مین نے اسقدر احتیاط پہلے سے کرلی تھی کہ اپنی توپین معہ دو سو پیدلون کے ایک پہاڑی

کی چوٹی پر جو ارنہ بُرز کہلاتی تہی نصب کردی تہین اور توپچیون کو ہدایت کردی تہی کہ جب تک
حکم نہ دیا جاے فیر نہ کرین - علاوہ برین ایک ہزار پیدل دشمن کے میمنہ اور پانچسو میسرہ پر مقرر
کئے اور بقیہ پیدل اور سوارون کے ساتھ مورچون کے باہر مین نے دشمن کا مقابلہ کیا جسوقت
گہمسان لڑائی ہو رہی تہی اور نہایت کشمکش تہی مین نے توپین دشمن کے عقب مین نصب
کین اور جو سپاہی کہ میمنہ و میسرہ پر تعینات کئے تہے اونہین بندوق بازی کا حکم دیا اور خود
سامنے زور سے حملہ کیا - دشمن کو میری فوج کی تعداد معلوم نہ تہی اوسکی فوج نے جو دیکہا
کہ چارونطرف سے گولیان اور گولے برسنے لگے تو گہبراکر اوسکے پیر اوکہڑ گئے اور مڑی لیکن
پیچہے میرے توپچی موجود تہے - یہہ دیکہکر مین نے سوارون کو جوش دلایا اور پہر ایک اور حملہ
کیا جس سے کہ دشمن کی صفین پہٹ گئین اور اوسے پوری شکست ہوئی - یہہ لڑائی نو گھنٹے
رہی تین ہزار باغی قتل ہوئے اور میری جانب سو جوان کام آئے اور تہوڑے زخمی ہوئے
چہہ سو قیدی اور پانچہزار گہوڑے ہاتہہ آئے - مین نے حکم دیا کہ باغیان مقتولین کے
سر کاٹکر اون سے ایک مینار بنایا جاے تاکہ جو زندہ تہے اونکے دل مین وحشت ہو -
اسکے بعد اس عظیم الشان فتح کی خوشخبری مین نے اپنے چچا کو دی اور اپنی کامیابی پر اونہین
مبارکباد بہی دی -

جال کے باغیون کی تعداد صرف بارہ ہزار تہی اسلئے اونہون نے صرف خفیف
سا مقابلہ کیا - میر بابا بیگ اور میر سلطان مراد اون کی کمان مین تہے - تہوڑی سی چہیڑ چہاڑ
کے بعد وہ پراگندہ ہوگئے اور اپنے زخمیون کو لیکر بہاگ گئے - تاہم سو آدمی اون کے
کہیت رہے - میر بابا بیگ گہوڑے سے گرا جس سے اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن
اوسکے ساتہی اوسے اوٹہا لے گئے - اس نمایان فتح کے بعد میر ہاے بدخشان کو یقین
ہوگیا کہ میدان مین آکر تربیت یافتہ افغانی فوج کے مقابلہ کی اون مین طاقت نہ تہی اور اگر کچہہ

کر سکتے تھے تو صرف اسقدر کہ لوٹ مار اور دغابازی سے کام لین۔

اسی درمیان مین میر مظفر شاہ بخارا کو یہہ دریافت کرنے کی خواہش ہوئی کہ افاغنہ اہل بدخشان کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتے ہین اور اس غرض سے دریاے جیحون پار کرکے وہ چارہ کار مین مقیم ہوئے۔ میرے والد کے پاس صرف ساڑھے دس ہزار فوج اور باقی تھی اور چونکہ شاہ مظفر کی طرف سے پورا اطمینان نہ تھا اسلئے اونہون نے میرے چچا کو لکھا کہ بیس ہزار فوج جو اونکے پاس تھی اوس مین سے بارہ ہزار چرخی سپاہی اپنے پاس رہنے دین اور باقی آٹھ ہزار مجھے دیکر اون کی امداد کے لئے روانہ کرین۔ اس فوج سے ملک کی حفاظت بھی ہو سکے گی اور غنیم کے مقابلہ کے لئے بھی کافی ہوگی۔ یہہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ ازبک فرقہ کے لوگ جو ہماری رعایا مین تھے کہین بغاوت پر آمادہ نہو جائین اسلئے کہ شاہ بخارا بھی اسی فرقہ سے تھے۔ میرے چچا صاحب جنہین ترکستان کے حالات سے بہت کم واقفیت تھی یہہ حالات دیکھکر گھبرا گئے اور مجھے لکھا کہ طالقان چھوڑ دو اور فوج لیکر خان آباد روانہ ہو۔ مین نے جوابدیا کہ بہتر ہوگا کہ مین صرف اس قسم کا انتظام کر رکھون کہ اگر ضرورت ہو تو فوراً روانہ ہو جاؤن ورنہ ایک تو مفتوحہ ملک کو جو اتنی مصیبتون سے حاصل ہوا تھا بلا کسی قسم کی فوج وہان رکھے ہوئے چھوڑ دینا نامناسب ہوگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نہ مانی اور دوبارہ لکھا کہ فوراً روانہ ہو جاؤ۔ سواے حکم بجا لانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا اسلئے دوسرے روز علی الصباح تمام فوج کے ساتھ مین نے کوچ کیا۔ گولہ بارود کے لیجانے کے لئے میرے پاس کافی تعداد باربرداری کے جانورون کی نہ تھی اس لئے جو سامان کچھ رہا اوسے پیدل اور سوارون مین تقسیم کردیا کہ ہر شخص تھوڑا تھوڑا ساتھ لے چلے۔ پھر یہہ خیال کرکے کہ راہ مین پوری فوج کو رسد پہونچانے مین بھی دقت ہوگی مین نے سو سوارون کو حکم دیا کہ جاکر لوٹ مار کرین اور ازبک لوگون کے پندرہ ہزار بھیڑون کے گلے سے جتنی بھیڑین پکڑ سکین

لے آئین۔

اسکے بعد مین نے فوج کے تین حصے کیے۔ ہراول پر سردار شمس الدین خان پسر سردار امین محمد خان کو افسر مقرر کیا۔ ملیشیا۔ پیدل اور سوارون کے ایک حصہ کو معہ چار توپون کے قلب فوج قرار دیا اور تیسرا حصہ پورے توپخانہ بقیہ پیدل اور ایک ثلث سوارون کے ساتھہ پیچھے رہا۔ جو سو سوار بھیڑین لانے کے لئے بھیجے گئے تھے خواجہ جنگل نامی گانون مین مجھہ سے آکر ملے۔ اہل طالقان کو ہمارے یکایک چلے آنے سے ہمت ہوئی اور اون کے پانچ چھہ ہزار سوار ہمارے پیچھے آئے لیکن اتنا دل نہ تھا کہ حملہ کرتے۔ بہر حال اونکی اس حرکت کو روکنے کی مین نے یہہ تدبیر کی کہ ایک پلٹن ایک مقام پر سڑک کے کنارہ چھپادی اور حکم دیا کہ جب باغی اوس جگہہ سے گذرین تو اون پر گولیان برسائین۔ ایسا ہی کیا گیا اور بندوقون کی آواز سنتے ہی میری فوج نے بھی مڑکر باغیون پر سامنے سے حملہ کیا۔ اس دوہرے حملہ سے دشمن کی فوج بالکل حواس باختہ ہوگئی اور نہایت سراسیمگی سے سوار ادہر اودہر بھاگنے لگے حتی کہ ہماری گولیون سے بچنے کے لئے بعض دریا مین کود پڑے اور بعض پہاڑیون کی چوٹیون پر چڑھ گئے۔ تقریباً چار سو آدمی دشمن کے ضایع ہوئے۔ ہم نے بلا کسی قسم کی مزاحمت کے پھر خان آباد کی راہ لی۔ شب کے وقت دریا پار کرتے ہوئے ہماری ایک توپ پانی مین گر پڑی۔ چونکہ سپاہی اوسے برآمد نکر سکے مین گھوڑے سے اوترا اور تھوڑے آدمیون کی مدد سے توپ کنارہ تک لے آیا۔ میرے کپڑے بالکل تر ہوگئے اور مین اونہین تبدیل بھی نکر سکا لیکن سپاہیون نے جنگل مین آگ لگاکر اپنے کپڑے خشک کر لئے۔ دو بجے کے قریب جبکہ خان آباد بہت نزدیک رہگیا تھا ہمکو گولیون کی آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جہان چچا صاحب خیمہ زن تھے اودہر سے آتی ہے سردار شمس الدین خان نے رای دی کہ یہہ ازبک سوارون کی بندوقون کی آواز ہے اور

اونہون نے چچا صاحب کی فوج کو ضرور پسپا کر دیا ہے اسلئے ہمارے لئے بہترین طریقہ یہہ ہے کہ کابل کی طرف بہاگ چلین - مین نے جواب دیا کہ ۱۲۵۷ھ مین جو انگریزون سے لڑائی ہوئی تہی اوسمین جس جوانمردی اور شجاعت سے تم نے کام لیا تہا اوس کی اکثر تعریف مین نے لوگون سے سنی ہے اسوقت وہ بہادری کیا ہوئی؟ یہہ سنکر وہ خاموش ہوگئے اور کچھ جواب نہ دیا - مین نے چھہ سوار اپنے چچا کی طرف روانہ کئے اور کہلا بہیجا کہ بندوق بازی کی آواز آپ کی طرف سے آئی ہے اسلئے جہان مین ہون وہین قیام کرون گا لیکن اگر آپکا منشا ہو تو جہان حکم ہو وہان لڑنے کے لئے مستعد ہون - ایک گہنٹہ بعد ایک سوار گہوڑا دوڑاتا نظر آیا اور آکر بیان کیا کہ میرے چچا صاحب نے خود بندوقین چلانے کا حکم اس لئے دیا تہا کہ شاہ بخارا کے کسباغہ سے دریاے جیحون اوس پار بہاگ جانے کی خوشی منائی جاے -

یہہ واقعہ اسطرح پیش آیا تہا کہ میرے والد کا ایک ملازم غلام علی خان جو نہایت تجربہ کار اور شجاع شخص تہا اور میدان جنگ مین شیر ببر کی طرح لڑا کرتا تہا دریاے جیحون کی خاص سرحدی حفاظتی چوکیون کی نگہبانی کے لئے مامور تہا اور شہر وہ نہر کی تین نہرون کا گورنر بہی تہا - اتفاقاً کرکی اور کسباغہ سرحدی چوکیون کے معائنہ کے لئے گیا جہان کہ شاہ بخارا کے دو ہزار سوار اوسے دکہلائی دے - اونہون نے فوراً گولی چلائی اور خفیف سی لڑائی کے بعد اوسطرف بہاگے جہانکہ میر مظفر مقیم تہا - یہہ کیفیت دیکہکر خود میر نے بہی بخارا کی راہ لی اور بہت سا اسباب اور خیمے پیچہے چہوڑ گیا - یہہ تمام مال غلام علی کے ہاتہ لگا - اوس نے اسباب تو مال غنیمت کی طرح فوج مین تقسیم کر دیا اور شاہ کے خیمے میرے والد کے پاس بہیجدیے - یہہ خوشخبری سنکر مین فوراً روانہ ہوگیا اور مقام مقصود پر پہونچکر چچا صاحب کو اونکی اور اپنی دونون کی کامیابی پر مبارکباد دی - دوسرے دن اون سے اجازت لیکر دو پلٹن پیدل

ایک رجمنٹ سوار دو توبین اور پانچ سو پلیٹن سپاہ کے سپاہی طالقان بھیجے تاکہ وہان کے باشندون کو معلوم ہو جاسے کہ اون کے شہر سے ہم دست بردار نہین ہوئے ہین اور کہلا بھیجا کہ اگر بدخشان کے لوگون نے پھر گستاخی کی تو مین فوراً زیادہ فوج لے کر وہان پہونچونگا۔

مین خان آباد مقیم رہا اور فوج جسے پانچ مہینے سے نہین دیکھا تھا اوس کی درستی مین مصروف رہا۔ جب اہل طالقان نے دیکھا کہ فوج واپس گئی اور ہماری حکومت سے کسی طرح نہین بچ سکتے تو اونہون نے میر شاہ کی چچیری بہن میرے چچا کے عقد مین پیش کی اور ان بزرگوار نے اوسے بخوشی قبول کر لیا۔ مین اس شادی کے سخت خلاف تھا اور جو خراب نتائج اس قسم کے دغابازون سے تعلق پیدا کرنے سے ظہور پذیر ہوتے ہین اونکو اپنے چچا صاحب کے روبرو بصراحت و بدلائل بیان کیا اور گذارش کی کہ لڑکر بدخشان فتح کرنیکی اجازت دیجیے تاکہ ایسے بے اعتبار دشمن سے جو محض ظاہرا ہمارا دم بھرتا تھا نجات ملے ورنہ ہمیشہ کانٹے کی طرح وہ ہمارے جسم مین کھٹکا کریگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نمانی اور اپنی نسبت کی شیرینی نوش فرمائی۔

میر ہاے بدخشان نے جو دیکھا کہ معاملات نے یہہ صورت پکڑی تو خوش ہو کر ایک نہایت مفسدہ پرداز شخص میر یوسف کو بہت سے تحائف کے ساتھہ میرے چچا کی خدمت مین بھیجا اور وفاداری کے عہد و پیمان و وعدے کیے۔ ساتھہ ہی میر یوسف نے کچھہ اس قسم کی چکنی باتین کین کہ ملک فتح کرنے کے جولولے چچا صاحب کے دل مین تھے وہ سب تبدیل ہو گئے۔ اسی موقع پر میری والدہ نے یہہ دیکھکر کہ ملک مین اب امن ہے والد سے میرے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور بلانے کی اجازت چاہی۔ اونہون نے منظور کیا اور مجھے لکھا کہ تختہ پل جا کر قدمبوسی حاصل کرو۔ لہذا فوج کو کرنیلون اور دیگر افسرون کے ماتحت چھوڑ کر مین چار سو سوارون کے ساتھہ روانہ ہوا۔ راہ مین تاشقرغان

قیام کیا اور وہان سے حضرت سلطان الاولیا کے مقدس مزار کی زیارت کے لئے گیا۔ اونکے آستانہ پر جبہ فرسائی کی تاکہ اوس مزار کی روشنی سے میری آنکھون مین روشنی آئے اور اونکی پاک روح کی مدد سے میرے دل کو تقویت و تسکین ہو۔ اسکے بعد پھر تختہ پل روانہ ہوا اور وہان پہونچکر والدین کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ مجھے دیکھنے کی خوشی مین اونہون نے خوب خیرات کی اور میرے دیگر اعزا نے بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ایسا ہی کیا۔

دوسرے دن مین نے میگزینون۔ کارخانہ جات اور دیگر سامان حرب کے ذخیرون کا معائنہ کیا اور سب کو درست اور اچھی حالت مین پایا۔ ہر ایک کے داروغہ کی تنخواہ بڑہائی اور اچھے چال چلن والے کو خلعت دئیے۔ اپنی قتاغان کی فوج کے لئے جتنے خیمون اور دیگر چیزون کی ضرورت تہی اونکی تیاری کا حکم انہین کارخانون مین دیا اور ایک ماہ سے کم ہی مین وہ سب اشیاء بہیج بہی دیگئین۔

ایک سال تک تختہ پل کی فوج کا انتظام میرے سپرد رہا۔ بعد اوسکے موسم بہار مین مین قتاغان روانہ ہوا۔ راہ مین جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا بہی ضروری ہے غزنی ناز نامی ایک مقام پر ہم فرد کش ہوئے تہے اور جانورون کو چرنے کے لئے چہوڑ دیا تہا۔ مین ہوا خوری کے لئے پہاڑیون کی طرف چلا گیا تہا جہان کہ ہمارے جانور چر رہے تہے اور اپنے سپاہیون سے علیحدہ ہو گیا تہا کہ ایک شتر نے مجھپر حملہ کیا۔ میرے پاس اوس وقت کوئی ہتہیار سوائے ایک پیش قبض کے نہتہا اسلئے مین نے ایک بہت بڑے پتہر کے چارون طرف گہومنا شروع کیا۔ اونٹ بہی میرے پیچہے اوسی طرح اتنا گہوما کہ قریب تہا کہ مین تہک کر گر جاؤن۔ ادہر سپاہیون کا بہی پتہ نہتہا مجبوراً جان بچانے کے لئے مین شتر کے سامنے کہڑا ہو گیا اور ایک بڑا پتہر اوٹہا کر اپنی پوری طاقت سے اوسکے کان پر مارا جسکے صدمہ سے وہ پیرون کے بل گرا۔ کہڑا ہونے نہ پایا تہا کہ پیش قبض نکال مین نے اوسکا

گلا کاٹ دیا اور میرے تمام کپڑے اوسکے خون سے رنگ گئے۔ اوسے اپنے روبرو مرتا دیکھہ اور نیز اس وجہہ سے کہ مین بہت خستہ ہو گیا تہا مجہے غش آگیا اور قریب ایک گھنٹہ کے مین بیہوش رہا جب مجہے ہوش آیا تو شتر کو مردہ پاکر نہایت خوش ہوا۔ میرے نوکرون نے جو اتنی دیر تک میری خبر نہ لی مین نے اسکی سزا دی کہ ہر ایک کو اونہین سے تیس درے لگانے کا حکم دیا اور آیندہ کے لئے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ اگر کسی خاص کام کے لئے اپنے باڈی گارڈ سے تہوڑی دیر کے لئے علیحدہ بہی ہو جاؤن تب بہی دو یا تین معتبر اشخاص میرے قریب رہین۔ سچ ہے دنیا خطرون سے پُر ہے۔

قتاغان کی فوج مجہے دیکہکر نہایت خوش ہوئی۔ سپاہیون کو مین نے والد کا یہہ پیغام پہونچا دیا کہ وہ اونہین اپنے بیٹون کی طرح سمجہتے تہے اور اوتنا ہی عزیز رکہتے تہے جتنا کہ مجہہ عبدالرحمان کو۔ یہہ سنکر سب نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور کہا کہ ہم مین سے ہر شخص اپنے اس بزرگ سردار محمد افضل خان پر جان نثار کرنے کیلئے مستعد ہے۔ چچا صاحب کو بہی والد کا سلام اور کلمات شوق سنائے اور اوسکے بعد مکان واپس آیا جہانکہ فوج نے میرے لئے کہانے کا انتظام کیا تہا۔ کہانے سے فارغ ہونے کے بعد آتش بازی بہی چہوڑی گئی۔ دوسرے دن مین نے حسب معمول میگزین اور توپخانہ وغیرہ کا معائنہ کیا اور سب انتظام درست پاکر خداوند کریم کا شکر ادا کیا۔ اوسکے ایک روز بعد حکم دیا کہ تمام فوج ملاحظہ کے لئے جمع ہو اور قواعد کرے۔

ایک ہفتے بعد مین طالقان گیا اور فوج کو نہایت اچہی حالت مین پایا۔ میر ہاے بدخشان نے میرے جانے کی خبر پاکر چہہ خوبصورت کم عمر غلام۔ نو گہوڑے نقرئی ساز اور زین کے ساتہہ۔ نو مشکیزہ شہد۔ پانچ شکری اور دو تازی کتے بطور تحفہ کے بہیجے۔ اس کے جواب مین مین نے بہی خلعت اور دیگر تحائف بہیجے اور ایک خط بہی لکہا جس مین یاد دلایا کہ آخر مرتبہ

جو مین طالقان مین تہا تو آپ سے وعدہ کیا تہا کہ چند معادن پر جن مین ایک پکہراج۔ ایک سنگ سلیمانی۔ ایک لاجورد و پانچ سونے کی تہین مجہے قبضہ دیدینگے لیکن چچا صاحب سے بعد دریافت معلوم ہوا کہ ہنوز ہمارا قبضہ نہین ہوا ہے۔ میرا خط پاکر اونہون نے مجہے قبضہ کر لینے کی اجازت دیدی جس پر مین نے فوراً عمل کیا اور دیگر تحائف کے ساتہہ اپنے والد کی خدمت مین چند بیش قیمت جواہرات بہی ارسال کئے۔

اس کے بعد دو سال تک کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا لیکن اس مدت کے اختتام پر والد نے چچا صاحب کو واپس بلا لیا اور اپنے چچیرے بہائی سردار عبد الغیاث خان + کو انکی جگہہ گورنر مقرر کیا۔ میرے چچا تہوڑے دن کابل مین رہے بعدہ اپنے علاقجات واقعہ کرم دوست کو روانہ ہوئے۔ راہ مین مجہسے بمقام شوری اون سے ملاقات ہوئی اسی مقام پر مجہے والد کا نامہ ملا جس مین مجہے ہیبک بلایا تہا اور وہان سے اپنے ہمراہ بلخ لیجانے کے لئے بہی لکہا تہا۔ لہذا خان آباد کے افسرون کو فوج کی نگرانی کے متعلق مناسب ہدایتین کرکے مین ہیبک پہونچا۔ والد کے ہاتہہ کو بوسہ دیا اور دونون تختہ پل روانہ ہوئے جہان کہ پورا موسم سرما بسر کیا۔

موسم بہار مین عین نوروز کے دن عبد الغیاث خان نے وبائی عارضہ سے قضا کی اور ہرات مین بہی بلوہ ہوا۔ سردار سلطان احمد خان میرے دادا کے بہتیجے اور ایک افسر شاہ ایران کا یہ دونون اوسوقت وہان کے گورنر تہے۔ سلطان احمد خان کی وجہ سے صوبہ قندہار مین بہی بغاوت ہو چکی تہی اسلئے میرے دادا دوست محمد خان میرے چچا کے ساتہہ اوسکی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ کئی مہینے تک قلعہ ہرات کا محاصرہ کیا اور مارچ مین جبکہ ہم

+ ان کے بیٹے عبد الرشید خان کو ۱۸۹۰ع مین مین نے جلال آباد کا گورنر مقرر کیا تہا لیکن ظلم و سختی کیوجہ سے وہ موقوف کیا گیا۔

بلخ مین ستے ہمین فستح فرح (ہرات مین ایک مقام ہے) کی خوشخبری ملی - بعدا دائے شکرانہ والد نے مجھے فوج کا سردار مقرر کرکے خان آباد بھیجا جہان کہ ملک کی حالت مین نے نہایت خراب پائی - ہر شہر کا گورنر اپنے ضلع کی محاصل خود کہا بیٹہا تہا اور سردار عبدالغیاث خان کو اسکی مطلق خبر نہ ہوئی - بات یہہ تہی کہ سردار مرحوم طبابت مین اپنا وقت زیادہ صرف کرتے تہے اور گورنری کا مادہ اونمین نہ تہا اور ایسے بزدل و کم ہمت تہے کہ میر بدخشان کی دہمکیون سے ڈر کر ایک مرتبہ ایک چور کو جسکو مناسب سزا سے قید دیگئی تہی رہا کر دیا - اس میر کا نام میر شاہ تہا جو کہ مرچکا تہا اور جسکی جگہہ اوسکا لڑکا میر جہاندار شاہ حکمران تہا - میرے خان آباد جانے کے ایک سال پہلے میر یوسف علی برادر میر شاہ کو اوسکے بھتیجے میر شاہ سید نے مار ڈالا تہا اور جہاندار شاہ کو حکومت ملی تہی حالانکہ وہ کسی قدر دیوانہ افیونی اور دایم الخمر تہا - میر بابا بیگ خان والی قشم (جسکا باپ دونون بہائیون سے پہلے مرچکا تہا) میر شاہ کی بیوہ پر عاشق ہوا لیکن جب اونکی نسبت کا اعلان کیا گیا تو جہاندار شاہ نہایت غضبناک ہوا - قشم پر حملہ کرکے بابا بیگ کو قید کر لیا اور اپنی سوتیلی مان سے فخریہ طور پر خود نکاح کر لیا - لیکن اسکے تہوڑے ہی عرصہ بعد اور میرے پہونچنے کے کچہہ پہلے میر بابا بیگ قید سے بہاگ کر خان آباد چلا آیا - علاوہ ان معاملات کے مجھے معلوم ہوا کہ سپاہیون کو گذشتہ سال کے آٹہہ مہینے اور اس سال کے چار مہینے کی تنخواہ نہین ملی تہی اسلیے سب سے پہلا کام جو مین نے کیا وہ یہہ تہا کہ جس قدر روپیہ گورنرون کے پاس محاصل وغیرہ کا تہا اوسے جمع کیا اور سپاہیون کو تنخواہین دین - میری چچا کی فوج کے چار سو سوار اور دو پلٹنون کے افسر بہی خان آباد مین مقیم تہے اور سردار مرحوم کی بے پروائی سے فائدہ اوٹہا کر بہت سا روپیہ وصول کرکے اپنے صرف مین لائے تہے چونکہ میرے جانے سے اونکی بے اعتدالیان موقوف ہوگئین اسلیے وہ میرے سے مخالف بن گئے اور اس طرح انتقام لینے کی کوشش کی کہ اولاً فوج کو بغاوت کرنے اور کابل

چلے جانے کی ترغیب دی - میر عزیز پسر عبدالغیاث بہی اوسوقت خان آباد مین تہا - اوسکی عمر صرف گیارہ سال تہی اپنے والد کی فوج کا براے نام سردار تہا اور بالکل اپنے معلمون اور محافظون کے کہنے مین تہا جو متذکرہ بالا پلٹنون کے افسرون سے ملے ہوئے تہے - ان شخصون نے سپاہیون کو یہہ بات ذہن نشین کرائی کہ ملک اونکے آقا کا تہا اور عبدالرحمن کی اطاعت کرنا سراسر حماقت تہی اسلیئے بہتر یہہ تہا کہ سب کے سب اپنے اصلی آقا کے بیٹے یعنی میر عزیز کے ساتہہ کابل چلے جائین -

جاہل سپاہیون کے دلون پر اسکا بہت کچہہ اثر ہوا اور بدقسمتی سے اوسی زمانہ مین میرے دادا کی وفات کی خبر بہی آئی - اس خبر کو سنکر اونہین اور ہمت ہوئی اور دونون پلٹنون کے سپاہیون اور رسالے نے میرا مکان گہیر لیا اور بڑے بڑے پتہرون سے دروازہ توڑنے کی کوشش کی - اوسوقت میری فوج برآمد ہوئی اور باغیون کو منتشر کردیا - وہ سب کابل چلے گئے لیکن اونکے بے ایمان افسر جنکے بہکانے سے اونکی یہہ حالت ہوئی تہی وہین رہے - تین روز کے انتظار کے بعد سپاہیون نے بہی ہمت ہاردی اور مجہے خط لکہکر اپنے قصور کی معافی چاہی اور بیان کیا کہ افسرون نے ہمین بہکایا تہا - مین نے جواب مین اون لوگونکا نام پوچہا جنہون نے اونکو بغاوت پر آمادہ کیا تہا اور وعدہ کیا کہ سواے اون فتنہ پردازونکے سب کو معاف کردونگا لیکن اگر اوہنون نے نام نہ بتائے تو مجہے اونکی کوئی ضرورت نہ تہی اگر دل چاہے تو کابل چلے جائین - اسپر اوہنون نے ایک فہرست بہیجی جسمین آٹہہ کپتان اور چہوٹے افسرون اور فوج کے چند سردارون کے نام تہے اور محمد عزیز کے معلم اور محافظین بہی شریک تہے جنہون نے کلام اللہ اوٹہایا تہا کہ میرے خلاف کوئی کارروائی عمل مین نہ لائینگے - یہہ جواب پاکر مین نے سپاہیون کا قصور معاف کردیا آٹہہ کپتانونکو توپ کے منہہ پر اڑوادیا اور سردارونکو موقوف کردیا اسلیئے کہ وہ میرے

چچا صاحب کے مصاحب رہ چکے تھے۔ الغرض کہ اوس وقت تو ملک مین امن و امان ہوگیا۔

میرے دادا کی وفات کی خبر پاتے ہی میر اتالیق نے اپنے بیٹے سلطان مراد خان کو قتاغان بھیجا کہ لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرے۔ مین نے ایک بڑی فوج یعنی تین پلٹن پیدل۔ بارہ توپین۔ ایک ہزار سوار اور دو ہزار ملیشیا کے پیدل زیر حکم سردار محمد عالم و سردار غلام خان باغیون کی سرکوبی کے لئے مقرر کئے۔ میرا ارادہ تھا کہ شور آب کی راہ سے بمقام نارین دشمن سے مقابلہ کرون۔ بدقسمتی سے ابتداے جنگ مین ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا اور وہ یہہ تھا کہ سردار عالم کی عادت تھی کہ سو سوارون کے ساتھہ اپنی فوج کے آگے رہا کرتے تھے۔ بارہا اونہین فہمائش کی گئی تھی کہ سردار کو اسطرح اپنے تئین دشمن کا نشانہ بنانا سراسر ناعاقبت اندیشی تھی لیکن وہ باز نہ آئے۔ ایک روز دو ہزار قتاغان کے سوارون نے جو کہ پہاڑیون کی آڑ مین چھپے ہوئے تھے نکلکر ایکبارگی حملہ کیا۔ عالم کے ساتھی باغیون کی زیادہ تعداد دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن خود عالم جسے پشت دکھلانے کی عادت نہ تھی معہ چند باہمت ہمراہیون کے کھڑا ہوگیا اور اوسوقت تک لڑا کہ اوسکے اور اوسکے ہمراہی سب قتل ہوگئے۔ جب یہہ خبر مجھے ملی تو مین نے فوراً سوارون کا ایک دستہ بھیجدیا جو کہ باغی ابھی سردار کی لاش لے جانے نہین پائے تھے کہ پہونچگیا اور سخت لڑائی کے بعد اونہین شکست دی۔ باغی نارین کی طرف بھاگے اور تین سو آدمی مردہ اور زخمی پیچھے چھوڑ گئے۔

اس واقعہ کے دوسرے دن ایک بڑی لڑائی نارین مین ہوئی جس مین چالیس ہزار باغی جمع تھے۔ حملہ علی الصباح کیا گیا اور سہ پہر تک جنگ قائم رہی۔ آخرش ہم کو فتح ہوئی دشمن نے بڑی دلیری کے ساتھہ مقابلہ کیا اور متواتر حملے کئے لیکن آخر مین بھاگنا پڑا۔ باغیون

کی بہ نسبت میرے بہت کم آدمی ضایع ہوئے۔ معہ سردار غلام خان کے صرف تین زخمی اور قتل ہوئے۔ اسکا باعث یہہ تہا کہ میری فوج باقاعدہ صف آرا ہوئی تہی برخلاف دشمن کی فوج کے کہ قواعد جنگ سے واقف نہونے کی وجہ سے سب ایک جگہہ جمع تہے جسکی وجہ سے ہماری توپون نے خوب اپنا جوہر دکہلایا۔ اوس روز مجہکو اپنی فوج پر بڑا فخر و ناز تہا۔ اونکے لڑنے کا انداز و ڈہنگ قابل تعریف تہا۔ صرف وہی لوگ اسے سمجہہ سکتے ہین جو جانتے ہین کہ چالیس ہزار آدمیون کے حملہ کے مقابلہ مین ہمت نہ ہارنا کار بیدارد ایک بیابان مین چالیس ہزار آدمیون کا آنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پہاڑ چلتا ہے۔ جو جاسوس مین نے مخبری کے لئے قتاغان مین مقرر کئے تہے اونمین سے ایک کو سلطان مراد خان نے گرفتار کرلیا۔ جب میری فتح کی خبر پہنچی تو کسی ذریعہ سے اوسکو بہاگ آنے کا موقعہ ملا اور گہوڑا دوڑا دوڑا سیدہا میرے پاس پہنچا لیکن آتے ہی بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش مین آیا تو بیان کیا کہ قید کے زمانہ مین اوسے ہر روز چالیس دُرے لگائے جاتے تہے اور اسکی تصدیق اس طرح ہوئی کہ اوسکا تمام جسم مثل کوئلہ کے سیاہ ہورہا تہا۔ اوسنے یہہ بہی بیان کیا کہ قتاغان کے تمام لوگ اور خاندان اس کوشش مین تہے کہ شہر چہوڑ کر چلے جائین اور اسطرح اپنی جان بچائین۔ مین نے فوراً نائب غلام خان درانی کو جو کہ ہوشیار شخص تہا لیکن کسی قدر کاہل الوجود تہا سوار اور توپخانہ دیکر اوس سڑک پر قبضہ کرنے کے لئے بہیجدیا جس طرف سے کہ یہہ لوگ شہر چہوڑ کر بدخشان جاتے اور طالقان کی پیدل فوج کو بہی ساتہہ جانے کا حکم دیا۔ الغرض اونکے بہاگنے کی راہ مسدود کرکے مین نے قاضی قندز کو شوراب کی راہ سے معہ دو تین میرہاے بدخشان کے جو قتاغان کے باشندون مین ہردلعزیز اور بارسوخ تہے روانہ کیا اور اونہین خط دئیے کہ باغیون سے معافی قصور کا وعدہ کرین۔ جب اون لوگون نے یہہ دیکہا کہ بہاگنے کا راستہ بند ہوگیا اور شہر چہوڑنا

ناممکن تھا اور اونکی فوج بھی اس قابل نہ تھی کہ میری فوج کا مقابلہ کرتی علاوہ برین قاضی وغیرہ کے ذریعہ سے جو وعدے مین نے کئے وہ بھی تشفی بخش تھے تو وہ میرے پاس آئے اور اپنے قصور پر نادم ہوکر معافی چاہی۔

جواب مین مین نے اعلان عام کیا کہ دو شرائط پر مین بغاوت سے چشم پوشی کرونگا اولاً یہہ کہ وہ خدا اور رسول کی قسم کہائین کہ وہ خود اور نیز اونکی اولاد گورنمنٹ افغانستان کی باوفا رعایا رہیگی اور اپنے سرداروں اور امرا کے بہکانے سے گورنمنٹ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل مین نہ لائے گی۔ دوسرے یہ کہ اپنی بےادبی کی پاداش مین بارہ لاکھ روپیہ جرمانہ ادا کرین۔

تھوڑی دیر بعد سب نے متفق اللفظ ہوکر میری شرائط کو منظور کرلیا اور کہا کہ ہم ہمیشہ آپکی اور آپ کی اولاد کی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے اور آپکے دشمنون کے مقابلہ مین جان سے دریغ نکرینگے۔ ساتھہ ہی میری اس عنایت کا بھی شکریہ ادا کیا کہ مین نے اونکا مال و متاع جس مین شتر اور گھوڑے بھی شامل تھے اور جو تخمیناً دو کرور روپیہ کا ہوگا ضبط نہین کیا۔

مین نے یہہ عہد نامہ والد کے پاس بھیجدیا اور لوگ میرے مطیع ہوکر امن و امان کے ساتھہ زندگی بسر کرنے لگے۔ پہلا کام مین نے یہہ کیا کہ پندرہ لاکھہ روپیہ جو رعایا پر باقی تھا وصول کیا اور فوج کی تنخواہین دیدین۔

اسی زمانہ مین بدخشان کے بعض کپڑے کے سوداگرون نے مجھے بہت کچھہ تکلیف دی۔ جو سوداگر کہ بدخشان اور قطغان کے درمیان تجارت کرتے تھے اونکا معمول تھا کہ ہفتہ مین دو چار دن گھوڑون پر سوار ہوکر آیا جایا کرتے تھے اور یہہ عجیب بات تھی کہ عرصہ سے اونہین خاص دنون مین اوس راستہ پر ہمیشہ لاشین ملا کرتی تھین۔ اس کے انسداد کیلئے

مین نے چند سپاہی تعینات کے کہ چھپ کر اس راز کو دریافت کرین اور تھوڑے سوار بھی
سادہ پوشاک مین مقرر کیے کہ وہ اوسی سڑک سے آمد و رفت کرین اور کوئی اون پر حملہ کرے
تو چھپے ہوئے سپاہیون کو مطلع کرین۔ الغرض جو میرا خیال تہا وہ صحیح ثابت ہوا۔ ایک روز
انہین بدخشان کے سوداگرون نے میرے سوارون پر حملہ کیا اونہون نے فوراً ایک تیز
رفتار گہوڑے پر ایک شخص کو سپاہیون کے پاس بہیجا جنہون نے موقع پر پہونچکر پچاس سوداگر
گرفتار کیے اور لاکر میرے حضور مین پیش کیے۔ اونکے اسلحہ معہ زین اور لگام مین نے
سوارون مین تقسیم کر دیئے۔ گہوڑے توپخانہ مین دیدیئے اور دس ہزار روپیہ نقد جو اونکے
پاس تہا ضبط کر کے سرکاری خزانہ مین داخل کیا۔ میرے سوالات کے جواب مین اونہون
نے اقرار کیا کہ گذشتہ دو سال سے اونہون نے راہزنی اختیار کی تہی اور وجہہ یہ تہی کہ وہ
افغانون کو حقارت کی نظر سے دیکہتے تہے۔ انمین سے ہر شخص نے دو دو ہزار روپیہ اپنی
جان بخشی کے لئے دینا چاہا لیکن چونکہ اونہون نے میری بے قصور رعایا کے ساتہہ
بہت زیادتیان کی تہین مین نے اونہین توپون سے اڑانے کا حکم دیا۔ یہہ سزا عین
بازار کے دن دیگئی تہا کہ اونکا گوشت کتے کہائین اور ہڈیان بازار ختم ہونے تک وہین
پڑی رہین۔ جب ہڈیان دفن کر دیگئین تو میر جہاندار شاہ نے جسے ان واقعات کی مفصل
کیفیت معلوم نہ تہی وہی شخص میرے پاس بہیجا جو کہ عبدالغیاث خان کے پاس دہمکی دیکر
اوس قیدی کے چہٹانے کے لئے بہیجا تہا۔ وہ ایک خط لایا جس مین میر جہاندار شاہ نے
دریافت کیا کہ میری رعایا کو گرفتار کرنے کی تمہین کیونکر جرأت ہوئی خط پاتے ہی قیدی میرے
حوالہ کر دو ورنہ تمہارے والد اور چچا کو لکہدونگا کہ تم مجہہ بہی خواہ کے خلاف اہل بدخشان کو
بغاوت کی ترغیب دیتے ہو۔ مین نے یہہ خط دربار عام مین پڑہا اور قاصد سے پوچہا کہ
جس وقت میر نے خط لکہا تہا اوس وقت اونکی صحت بالکل صحیح اور حواس درست تہے یا نہین

اوسنے جواب دیا "میرے آقا میر صاحب کا حکم ہے کہ فوراً قیدی لے آؤ اگر آپ ندینگے تووہ آپکے خلاف فوراً عمل درآمد کرینگے" مین نے کہا "غصہ نہو ذرا سوچ لو" لیکن اوسنے ایک نہ سنی اور پہر گستاخانہ کہا "فوراً قیدی دیدیجئے آپ کی یہ ہمت کہ ہمارے آدمی قید کرلین" یہہ سنکر مین نے اور کچھہ نہ کہا صرف نوکرون کو حکم دیا کہ اوسکی ڈاڑہی اور موچھین اوکھاڑ ڈالین اور بہوین عورتون کی طرح رنگ دین۔ پہر مین اوسے اوس مقام پر لیگیا جہانکہ سوداگرون کی ہڈیان دفن کی گئی تہین اور اوسکی ڈاڑہی اور موچھونکے بال ایک پارچہ زربفت مین دیکر کہا کہ جاؤ میر کے پاس بطور تنبیہہ اور جواب خط کے لے جاؤ۔ اوسکے ساتھہ مین نے دو پلٹن پیدل۔ دو ہزار سوار رسالہ ایک ہزار ازبک سوار دو ہزار ازبک پیدل اور بارہ توپین زیر کمان محمد زمان خان وسکندر خان تالقان روانہ کین اور نائب غلام احمد خان کو بہی ہمراہ کردیا جب وہ وہان پہونچے تو اونہون نے اوس قاصد کو میر جہاندار شاہ کے پاس بہیجا۔ میر صاحب نے اوسے خوب گالیان دین اور قیدیون کے نہ لانے کا سبب پوچھا۔ اوسنے اپنا چہرہ کہولکر دکہایا اور وہ پارچہ زربفت میر کے قدمون پر ڈالکر کہا "آپکے احمقانہ پیغام کا یہہ نتیجہ میرے لئے ہوا اور اگر آپ احتیاط نکرینگے تو یہی حالت آپکی بہی ہوگی" میر یہہ دیکھکر آگ ہوگیا اور فوج کو فوراً خان آباد پر چڑہائی کا حکم دیا لیکن اوسی وقت اوس سے کہدیا گیا کہ افغانی فوج بالکل قریب ہے اور لوگ اوسکے تابع ہوگئے ہین۔

جب معلوم ہوا کہ یہہ خبر صحیح ہے تو میر نے مجبور ہوکر ہمت ہاردی۔ اوسکے سردار بجائے تسلی وتشفی دینے کے یون ہمکلام ہوئے "آپ کے والد نے اس خوفناک شخص سے اپنی لڑکی دیکر جان بچائی آپ نے سخت غلطی کی جو اس قسم کا پیغام اوسکے پاس بہیجا" میر نے کہا کہ تم میرے والد کے صلاح کار تہے مجہے بہی مناسب صلاح دو کہ اسوقت کیا کرنا چاہیئے۔ اس پر اونہون نے آپس مین مشورہ کیا اور یہہ تجویز کی کہ میر کا بہائی بیس سردار چالیس کنیز

اور چالیس غلام بچے ہمراہ لے کر میرے سلام کو آئے۔ بہت سے چینی تحائف مثل ریشم قالین اور چینی برتنون کے پیش کرے۔ میر جہاندار شاہ خط لکھکر معافی چاہے اور اپنی ہمشیر یا چچیری ممیری بہن میرے عقد مین دے تاکہ اس فریب سے وہ اور اوسکا ملک بچ جائے اور میر آتالیق کاسا حال نہو۔ میر جہاندار شاہ کو مجبوراً اس صلاح پر کاربند ہونا پڑا اور فوراً اپنے بھائی کو معہ تحائف اور خط معذرت کے روانہ کیا۔ ساتھہ ہی میرے فوجی افسرون کو لکھہ بھیجا کہ برائے خدا اوسوقت تک کوئی کارروائی نکرو جب تک کہ میرا بھائی خان آباد نہ پہونچ جائے اور تمہارے پاس دوسرا حکم نہ آلے۔" میرے افسرون کو یہہ خط بدخشان مین بمقام گلوگان ملا جہان وہ تین دن مین پہونچگئے تھے۔ وہان اونہون نے قیام کیا اور ایک قاصد میرے پاس اس خبر کو پہونچانے کے لیے بھیجا۔ اسی درمیان مین میر شاہ کا بھائی بھی تین ہزار ملازمین اور خط کے ساتھہ میرے ہان پہونچگیا۔ خط مین میر شاہ نے یہ عذر پیش کیا کہ "مین ہمیشہ مخمور رہتا ہون اسلیے جو حرکت مجھسے سرزد ہوئی وہ میری بیہوشی کی حالت مین ہتی مین بالکل بیخبر تہا کہ کیا کر رہا ہون"۔ مین مسکرایا اور سردارون سے کہا کہ یہہ معذرت نہایت معقول ہے۔ چونکہ خان آباد کے باشندون سے جھگڑا خریدنے کی کوئی وجہ نہ تھی مین نامہ بر اور اوسکے ساتھیون سے مہربانی کے ساتھہ پیش آیا اور اونکے میر کی معذرت قبول کرلی۔ اونکو خلعت بھی عطا کیے لیکن میر کی بھتیجی کو عقد مین لانے سے یہ کہکر انکار کیا کہ تمہارے خاندان کی ایک لڑکی کا میرے چچا سے نکاح ہوچکا ہے دونون خاندانون مین یہی تعلق کافی ہے۔ غرضکہ بدخشان کی دقتون کا اوس وقت یون تصفیہ ہوگیا۔

اسی زمانہ مین جو ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا ضرور ہے اور اوسکے بیان کرنے مین مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے۔ ایک روز مین دربار کر رہا تہا کہ امیر اعظم کی لڑکی کا ایک خط مجھے ملا۔ یہہ کابل مین تہی اور میرے ساتھہ منسوب ہوئی تہی۔ اوسنے

قاصد کو ہدایت کردی تھی کہ خود میرے ہاتھ مین خط دے اور کسی دوسرے شخص کو نہ دکھلائے
اور جواب مجھہ ہی سے لکھاکر اور خط بند کرا کر لیجاے - جیسا کہ مین نے پیشتر ذکر کیا ہے مجھے پڑہنے
لکہنے کا کبھی شوق نہ تھا اور جو تھوڑا بہت سیکھا تھا اوسے بھی بھول گیا تھا - مین بیان نہین
کرسکتا کہ خط پاکر مجھے کس قدر ندامت ہوئی - میرا دل دھڑکنے لگا اور مین نے اپنے تئین
نہایت لعنت ملامت کی کہ مجھے فخر ہے کہ مین ایسا اچھا شخص ہون لیکن درحقیقت مردانگی
سے بعید ہے کہ جاہل رہون - اوس رات کو جب مین سونے کے لئے لیٹا تو بہت رویا
اور اپنے خدا کی درگاہ مین نہایت عاجزی اور انکسار سے دعا مانگی اور ارواح اولیاء اللہ
سے سفارش کی درخواست کی - جو دعا مین نے مانگی وہ یہ تھی - "اے خداوند پاک
مجھے روشنی عطا کر تاکہ میرا دل اوس سے منور ہوجاے اور مین پڑہنا لکھنا سیکھہ جاؤن
مجھے یقین ہے کہ تو اپنی مخلوق کی آنکھون مین مجھے شرمسار نکریگا" آخرش روتے روتے
صبح کے قریب میری آنکھہ لگ گئی اور مین نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا - میانہ قامت
لیکن بالکل راست - آنکھین بادام اور ابرو نہایت باریک ریش دراز چہرہ بیضاوی اور
انگلیان پتلی اور لانبی تہین - بہورے رنگ کا عمامہ زیب سر تھا ایک دھاری دار کپڑا کمر سے
بندھا ہوا تھا - اور ایک لنبا عصا ہاتہ مین تھا جسکے سرے پر لوہے کا ایک ٹکڑا لگا ہوا تھا
مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ بزرگ میرے سرہانے کھڑے ہوکر آہستہ سے فرماتے ہین "عبدالرحمن
اوٹھہ اور لکھہ" - مین چونک پڑا اور کسی کو نہ پاکر پھر سوگیا - پھر وہی بزرگ تشریف لائے اور فرمایا
"تئین کہتا ہون لکھہ اور تو سوتا ہے" مین نے کچھہ پس وپیش کی اور جاگ گیا لیکن کسی کو
نہ دیکھکر دوبارہ سو رہا - تیسری بار بھی وہی بزرگ دکھلائی دیئے اور ناراض ہوکر فرمانے لگے
"اگر اس مرتبہ تو سویا تو اس عصا سے تیرے سینہ مین سوراخ کردونگا" یہ سنکر مین خوفزدہ
ہوکر اوٹھہ بیٹھا اور پھر نہ سویا - ملازمون کو بلاکر کاغذ قلم منگوایا اور مکتب مین جو حروف لکھا کرتا تھا

اونہین سوچنے لگا - خدا کی قدرت کہ تمام حروف کی شکل میری آنکھون کے سامنے پہرنے لگی
پہر میرے حافظہ نے مدد کی اور جو کچہہ مین نے پڑہا تہا یاد آنے لگا اور ایک ایک لفظ کر کے
کاغذ پر لکہا - اس طرح طلوع آفتاب تک مین نے ساٹہہ ستر سطرین لکہین - بعض حروف اچھی
طرح نہ ملا سکا تہا اور بعض درست ہی نہ تہے لیکن جب مین نے اون پر نظر ڈالی تو دیکہا کہ سب
پڑہ سکتا ہون اور غلطیان ہی معلوم کر لین جو کہ بہت تہین - مین نے کاغذ پہاڑ ڈالا اور پہر لکہا اور
اتنا مسرور ہوا کہ خوشی سے جامہ مین پہولا نہین سماتا تہا - اوس روز صبح اوٹہکر مین نے گورنرون
کے وہ ایک خط جو میرے نام آئے تہے کہولے اور یہہ دیکہکر کہ اونکا مضمون مین سمجہہ سکتا
تہا مجھے وہ چند خوشی ہولی - جب دربار کا وقت آیا تو حسب معمول میرا سکرٹری جو خط پڑہا کرتا تہا
آیا لیکن مین نے کہا "مین اپنے خطوط آج خود پڑہونگا تم میری غلطیان درست کرتے جاؤ"
اوسنے مسکرا کر کہا "لیکن بندگانِ حضور کہان پڑہ سکتے ہین" یہہ سنکر مین نے ایک خط
کہولا اور کہا "اچھا سنو مین پڑہ سکتا ہون یا نہین" یہہ کہکر مین نے پڑہنا شروع کیا اور
جواب لکہایا - اس طرح دو سو خطوط پڑہے اور سو کے جواب دیئے - چند روز بعد سب مجھے
سکرٹری کی مدد کی ہی ضرورت نرہی اور مین آپ اپنے خط پڑہنے اور اونکے جواب دینے لگا
تہوڑے عرصہ کے بعد مین نے دوبارہ قرآن شریف پڑہا اور انبیا اور اولیا کے نام پر خیرات کی
اس اعانت غیبی کی خبر مین نے اپنے پدر بزرگوار کو ہی دی اور جو خط لکہا وہ اون بزرگ
کے ذریعہ سے بہیجا جو ابتدا ً میری نگرانی کے لئے مقرر ہوئے تہے - میرے والد کو میرا خط پڑہکر
اولاً شک ہوا لیکن اون بزرگ نے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ آپکا بیٹا کبہی کوئی غلط بات آپکو
نہین لکہہ سکتا - اگر آپ سے جہوٹ کہے تو آیندہ کسطرح آپ کو اپنی صورت دکہلائیگا" آخر ش
والد کو یقین ہوا اور میرے سابق نگران حال کو پانچہزار تنگے* اور ایک بیش قیمت خلعت عطا فرمایا

* ایک بخارے کا سکہ جو چار پنس یا ⅓ کابلی روپیہ کے برابر ہوتا ہے -

مجہے ایک سنہری کام کی مرصع تلوار دس پارچہ ہاے کمخواب وچند پارچہ ہاے پشمینہ بہیجے۔
مین نے خداوند کریم کی حمد وثنا کی اور والد کی مہربانی کا بذریعہ خط شکریہ ادا کیا۔ قتاغان اور
بدخشان مین بغاوت فرو ہوکر ابہی امن وامان ہوا تہا کہ کولاب مین سرتابی کے آثار ظاہر ہوئے
اوس ملک کا میر شاہ خان تہا۔ موسم سرما مین اہل قتاغان کی بہیڑین دریاے جیحون کے
کنارے پر چرا کرتی ہین۔ میر نے دو ہزار سوار بہیجے کہ تیرہ ہزار بہیڑین پکڑ لائین۔ یہہ خبر پاکر مین
نے دو ہزار سوار بہیجے کہ اون سے بہیڑین چہینکر اونکے مالکون کو دیدین۔ لیکن وہ غارتگر دریا
تیر کر دوسری طرف چلے گئے تہے۔ میرے سوار بہی ایک ایسے مقام سے گہوڑون پر دریا
پار ہوگئے جہان کہ پانی کم تہا اور ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی جس مین دشمن کے پانچسو آدمی
کام آئے بہت سے قید کر لئے گئے اور بہیڑین بہی چہین لی گئین۔ میری فوج فوراً واپس
نہ آئی بلکہ اس امر کی منتظر رہی کہ شاید اور فوج بہیجی جائے۔ اور کولاب کی فتح کا حکم دیا جاے
لیکن چونکہ والد کے پاس سے کوئی مزید حکم اسکے متعلق نہ آیا مین نے فوج کو واپس
آنے کے لئے لکہا۔ بہیڑین اونکے مالکون کو واپس کردین۔ اونہون نے چہہ ہزار رپیہ کہکر
میرے نذر کئین۔ کہ ملک کا رواج ہے کہ جو مال غنیمت لٹیرون سے ملے اوسکے ایک
ثلث کی گورنمنٹ مستحق ہے۔ لیکن مین نے اونکے لینے سے انکار کیا اور بجاے اونکے
آٹہہ ہزار اشرفیان قبول کرلین جنمین سے تین ہزار فوج مین تقسیم کین اور باقی خود رکہین۔
مین نے میر شاہ کو تاکید کی کہ اگر پہر کبہی ایسا واقعہ پیش آیا تو مین کولاب چہین لونگا۔ جواب
مین میر نے نہایت انکسار کے ساتہہ معذرت چاہی تحائف بہیجے اور وعدہ کیا کہ پہر کبہی
ایسا نہوگا۔ اس کے بعد قیدیون کو مین نے بعوض ایک لاکہہ تنگے (پانچہزار پونڈ)
فروخت کردیا گویا کہ مجہے اس معاملہ مین دس ہزار روپیہ کا فائدہ ہوا۔
اس واقعہ کے بعد ملک کے مختلف حصون مین کچہہ عرصہ تک بالکل امن رہا اور یہہ

سو قعہ مناسب پاکر مین سنے باربرداری کے جانورون مین تین ہزار ٹٹو اور دو ہزار شتر اور زیادہ کر دیئے۔ اسی زمانہ مین مجھے والد کا ایک خط ملا جس مین اونہون نے قتاغان تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ آنے سے ایک ماہ پیشتر مجھے مطلع فرماینگے۔ مین نے جواب دیا "بسلامتی تشریف بیاورید"۔

باب دوم

بلخ سے بخارا فرار ہونا

۱۸۶۳-۶۵ء

اب مین ناظرین کو ہرات کی جانب مایل کرنا چاہتا ہون۔ جس وقت اس ملک پر حملہ ہوا امیر* سے جد امجد بیمار تھے۔ سردار شیر علی خان اپنے والد کی خوب خدمت کرتے تھے لیکن دوسرے بیٹون سردار اعظم خان۔ امین خان اور اسلم خان کو سوتیلے بھائی سے اتنی نفرت تھی کہ امیر دوست محمد خان کے دشمن یعنے سلطان محمد گورنر ہرات گیا تھا

* دوست محمد خان نے ۹ جون ۱۸۶۳ء کو وفات پائی۔

سازش کرنے لگے۔ اونکے والد کو اس قسم کی حرکت سے سخت صدمہ ہوا۔ اپنے باپ کے دشمنون کا دوست ہونا! خدا نہ کرے کہ میری عاوت کبھی ایسی خراب ہو! امیر دوست محمد خان ہرات مین خواجہ انصاری کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔ اسکے بعد جب اونکے بیٹون نے دیکھا کہ امیر ہونا ناممکن ہے تو اونہون نے شیر علیخان کو امیر گردانا اور بلا اون کی اجازت کے اپنے اپنے علاقہ پر چلے گئے۔ امیر شیر علی نے یہ دیکھکر کہ بہائی اونہین چھوڑ کر چلے گئے اپنے بیٹے یعقوب کو ہرات کا گورنر مقرر کیا اور آپ قندہار چلے آئے لیکن وہان بہی اونکے بہائیون نے اونسے ملاقات نہ کی۔

سردار اسلم خان شہر وہنر کے گورنر تہے اور اعظم خان کرم خوست کے۔ وہان پہونچکر اونہون نے وہین سے کابل مین مفسدہ پروازی شروع کی جہانکہ سردار محمد علی خان پسر بزرگ امیر شیر علی خان کو میرے دادا نے ہرات جاتے وقت گورنر مقرر کیا تہا۔ محمد علیخان نے اپنے والد کو قندہار خط لکہا کہ فوراً کابل تشریف لائیے ورنہ فتنہ بپا ہوگا۔ یہ سنکر امیر شیر علی خان بہائیون کو سزا دینے کابل روانہ ہوئے اور خیال کیا کہ پہلے سوتیلے بہائی کو سزا دیجاے بعدہ اپنے بہائیون کی سرکوبی کیجاے گی۔

غزنی پہونچکر اونہون نے اپنے خلوص دل و راستبازی کے ثبوت مین میرے چچا سردار اعظم خان کے پاس قرآن شریف بہیجا اور کہلا بہیجا کہ چونکہ آپ برادر بزرگ ہین مین ہمیشہ آپ کی اوسی طرح عزت کرونگا آپ مجھسے ایک مرتبہ غزنی مین ملاقات کرین۔ دوبارہ یقین دلانے سے سردار اعظم خان نے امیر شیر علی خان سے ملاقات کی اور دونون نے پہر کلام مجید درمیان رکہکر قسمین کہائین۔ سردار اعظم خان اپنے علاقہ پر چلے گئے اور اپنے بڑے بیٹے سرور خان کو امیر شیر علی خان کے پاس چہوڑ گئے۔ اسکے بعد امیر شیر علی خان کابل واپس آئے۔ جب شیر علی خان غزنی پہونچے تہے تو سردار اسلم خان

اور اونکے صلاح کار ہمیشہ یکجا ہوکر آپس مین صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے اور مجھکو شریک نہ کرتے تھے کہ مبادا مین اونکی تجاویز سے اختلاف رائے ظاہر کرون۔ اگر مجھکو پیشتر معلوم ہوا ہوتا کہ وہان کس قسم کی گفتگو کی جاتی ہے تو مین ضرور اوسکی مخالفت کرتا اسلئے کہ مجھے یہ سنکر سخت افسوس ہوا کہ یہہ بات والد کے ذہن نشین کرائی گئی تھی کہ کابل کے بہت سے سردار آپ کو امیر قرار دینے کے لئے بالکل آمادہ و مستعد ہین اور یہہ کہ بہترین طریقہ آپکے لئے یہہ ہے کہ قتاغان والیں و دیگر میر اتالیق سے صلح کرلین اور بلخ اور قتاغان کی فوجین لیکر کابل روانہ ہون جب میر اتالیق کے روبرو یہہ تجویز پیش کی گئی تو اونہون نے فوراً منظور کرلیا اور زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ خبر آئی کہ امیر شیر علی خان ترکستان کی طرف آرہے ہین۔

والد نے مجھے اپنی جگہہ تختہ پل روانہ کیا اور امیر شیر علی خان سے خود مقابلہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مین نے سخت اصرار کیا کہ آپ اپنے اس ارادہ سے باز آئین اور مجھے مقابلہ کو جانے دین اسلئے کہ اگر مجھے شکست ہوئی تو آپ میری مدد کرسکین گے لیکن اگر بدقسمتی سے آپ کو ناکامیابی ہوئی تو مین کام نہ سنبھال سکونگا۔ میرے والد نے میرے اعتراض کو تسلیم کیا لیکن اونکے نمکحرام دوستون نے میری رائے پر عمل نکرنے دیا اور سمجھایا کہ چونکہ بہ نسبت عبدالرحمن کی آپ کابل کے لوگون کی عادات سے زیادہ واقف ہین اسلئے معاملہ کی گفتگو اونسے بہتر کرسکین گے۔ اس صلاح کا اون پر بہت زیادہ اثر ہوا اور اوسے صحیح تسلیم کرکے میری ایک نہ سنی اور مجھے تختہ پل بھیجدیا۔

خان آباد کی گورنری کے زمانہ مین مین نے چودہ لاکھ روپیہ جمع کیا تھا اور فوج کی تنخواہین بھی بالکل ادا کردی تھین۔ والد نے اس روپیہ کو ساتھ لے جانے کیلئے بکس تیار کرائے اور باجگاہ روانہ ہوئے جو کہ کابل اور بلخ کے درمیان واقع ہے۔ اونکی فوج کے افسر غلام احمد۔ نائب محمد۔ کرنل شہراب اور کرنل ولی محمد تھے۔ ان افسرون کو ایک کوچ کے

بامیان مین تھے لیکن وہان سے بھاگ کر بلخ چلے گئے اور اپنے اہل وعیال کو پیچھے چھوڑ گئے میرے والد اوس وقت بلخ مین تھے ۔ مین نے لکھا کہ اسلم خان مفسد ہے اوسے مُنہہ نہ لگائیے اور اپنے پاس نہ آنے دیجیئے لیکن اونھون نے جواب دیا کہ جب وہ میرے دامن عاطفت مین آنا چاہتا ہے تو کسطرح اوسے نکالدون ۔ اسی درمیان مین امیر شیر علی خان نے میرے چچا سردار اعظم خان کے ساتھہ جو عہد وپیمان کیا تھا اوسے فسخ کردیا اور بسرداری رفیق الدین جو کہ ایک نہایت ہوشیار شخص تھا اون سے لڑنے کے لئے فوج روانہ کی ۔ سردار اعظم چونکہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ نہین کرسکتے تھے اعلیحضرت قیصرۂ ہند کی عملداری مین ہندوستان بھاگ گئے ۔ اودہر امیر شیر علی خان نے کٹاواز ۔ اززمت اور لوگر پر قبضہ کرلیا ۔ یہہ علاقے والد کو میرے دادا نے دئیے تھے اور اس وقت انکا مہتمم احمد نامی ایک کشمیری شخص تھا جو میرے والد کا پروردہ تھا ۔ امیر شیر علی خان کی اس قسم کی بے انصافیان اون کے بھائیون کے خیالات اون کی طرف سے برگشتہ کر دیتے تھے اور بہت سے مفسدہ پرداز لوگ موجود تھے جو میرے والد کو بھی اونکی طرف سے بدظن کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ تھے ۔ ان لوگون مین میرے چچا سردار اسلم خان ۔ عبدالرؤف اور سردار امین خان گولنداز † بڑے مفتری تھے ۔ حسب تحریر سابق جب میرے والد مجھہ سے ملنے کیلئے خان آباد تشریف لائے تو یہہ فتنہ پرداز بھی اونکے ہمراہ تھے ۔ ساتھہ ہی احمد ایک خط امیر کے پاس سے لایا جس مین شیر علی خان نے والد کو یقین دلایا کہ ہرگز میرا ارادہ نہین ہے کہ ترکستان آپ سے لے لیا جائے ۔ میرے دل مین کسی قسم کی برائی آپ کی جانب سے نہین ہے یہہ احمد بڑا نمکحرام تھا اور صرف اس کام پر مقرر تھا کہ والد کی مخبری کرے اور اگر امیر شیر علی خان کے خلاف کسی قسم کی سازش وغیرہ ہو تو اوسے توڑنے کی کوشش کرے ۔ میرے والد

† شاہان مغلیہ کے توپخانہ کے افسرون کی اولاد سے تھے اور اسلئے گولنداز کہلاتے تھے ۔ (مولف)

فاصلہ پر آ گئے بہیجدیا کہ درہ کے چارون طرف کی پہاڑیون کی چوٹیون پر قبضہ کرلین لیکن حکم دیا
جب تک وہ خود نہ آئین جنگ شروع نہ ہو - غالباً مین پہلے لکہہ چکا ہون کہ غلام احمد اچھا
افسر تہا لیکن نہایت سست تہا - اس موقعہ پر بہی والد کی ہدایتون پر عمل نکرکے دوسرے
دن تک اوسنے پہاڑیون پر قبضہ کرنا ملتوی رکہا - اودہر امیر شیر علی کے تجربہ کار افسرون نے
جن مین سردار رفیق خان اور جنرل شیخ میر ہی تھے اس توقف سے فائدہ اٹہاکر تمام چوٹیون
پر سپاہی تعینات کردیئے اور جب دوسرے روز غلام احمد جاگا تو اونہی بلندیون سے اوس پر
گولیان پڑنے لگین - اس غلطی کا نتیجہ سخت آفت خیز ہوا اور باوجود میری فوج کی دلیری
و شجاعت کے ہم کو شکست ہوئی اور وہ مضبوط درہ دشمن کے ہاتہہ مین رہا -

جب اس مقابلہ کی خبر والد کو پہونچی تو وہ نہایت تیزی کے ساتہہ اپنے افسرون کی امداد
کے لئے روانہ ہوئے لیکن قراکوتل نامی مقام پر اون کی بہاگی ہوئی ہزیمت یافتہ فوج سے
اوس افسوسناک شکست کی کیفیت معلوم ہوئی - سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہ تہا کہ
فوج کے شکستہ حصون کو لیکر واپس آتے اس لئے ایک کوچ کے فاصلہ پر پیچہے ہٹ آئے
اور ایک مقام پر جسکا نام دوآب تہا قیام کیا اپنے آدمیون اور توپون کو نہایت احتیاط کے
ساتہہ آراستہ کیا اور اوسی جگہہ دشمن کے مقابلہ کی تیاری کی لیکن وہ بے وفا اور غدار سردار
جنہون نے والد کو اس حالت کو پہونچایا تہا اب اونکے مخالف ہوگئے اور امیر شیر علی خان کو لکہا
کہ عبد الرحمن کی تعلیم دی ہوئی فوج اس قدر مضبوط ہے کہ آپ اوسکے مقابلہ مین کامیاب
نہو سکینگے اسلئے اگر شکست کہانا منظور نہ ہو تو سازش اور دغا و فریب سے کام نکالنا
چاہیے - امیر شیر علی نے اس صلاح پر عمل کیا اور سردار کہندل خان قندہاری کے بیٹے سلطان علی
کو والد کے پاس کلام مجید دیکر بہیجا اور قسم کہائی کہ مین آپ کو بجائے والد کے تصور کرونگا
اور آپ سے لڑکر اپنے پدر بزرگوار امیر دوست محمد خان کے نام کو دہبہ نہ لگاؤنگا - والد نے

اس عہد و پیمان کو صحیح خیال کیا قرآن شریف کو آنکھون سے لگا کر بوسہ دیا۔ اور اس دام فریب مین آکر امیر شیر علی خان کی طرف روانہ ہوئے اور فوج کو واپس جانے کے لئے پیچھے ہی چھوڑ دیا حالانکہ سپاہی اصرار کرتے رہے کہ اب لڑنا ہی بہتر ہے۔ والد جب اپنے بھائی کی خیمہ گاہ مین پہونچے تو وہ اونکے استقبال کے لئے باہر آئے اور اونکی رکاب کو بوسہ دیا یعنی منافقانہ خوشامد کی اور افسوس ظاہر کیا کہ آپ برادر بزرگ ہین کیونکر لڑائی کا خیال بھی میرے دل مین پیدا ہوا۔ والد کے لئے کرسی بھی آپ ہی رکھی اور خود کھڑے رہے۔ میرے والد کے دل مین کینہ نہ تھا اور چونکہ دل صاف تھا خدا کی حمد و ثنا کی کہ بھائیون مین صفائی ہو گئی اور چند ساعت بعد اپنی قیامگاہ مین واپس آکر سات ہزار سیر نیا اور دو ہزار خروار آٹے اور جو گھوڑون کے لئے بھیجے اس لئے کہ امیر شیر علی خان کے پاس رسد کا سامان کم ہو گیا تھا۔

دوسرے دن امیر شیر علی میرے والد سے ملنے کو آئے اور واپس جا کر محمد رفیق کو بھیجا اور سلطان الاولیا کے مزار پر زیارت کے لئے جانے کی اجازت چاہی۔ ساتھ ہی یہہ بھی کہلا بھیجا کہ وہان سے فارغ ہو کر کابل واپس جاینگے چونکہ وہان بہت کام پڑا ہوا تھا۔ والد نے اجازت دیدی اور اپنی فوج درہ یوسف کی راہ سے بلخ روانہ کی اور آپ باڈی گارڈ کے تین ہزار سوار لے کر آفاق کی سڑک سے امیر شیر علی خان کے ہمراہ جانے کیلئے روانہ ہوسکے۔

جب فوج تختہ پل پہونچی تو مین نے والد کو لکھا کہ آپ نے سخت غلطی کی کہ فوج کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا لیکن اونہون نے اسکا مطلق خیال نہ کیا۔ امیر نے اپنے بیٹے سردار محمد علی خان کو مزار شریف بھیجا اور خیال کیا کہ مین وہان جا کر اون سے ملاقات کرونگا لیکن مین نے صرف خاطر تواضع و گرمجوشی کے کلمات لکھہ بھیجے اور کہا کہ اگر آپ اسقدر تکلیف گوارا کرین کہ مجھہ سے آکر ملاقات کرین تو مین نہایت خوش ہونگا۔ اسکا جواب اونہون نے

یہ دیا کہ اس وقت تو مین والد کے پاس واپس جانا چاہتا ہون لیکن انشار اللہ تعالی پھر ملونگا
جب والد مزار شریف پہونچے تو مین قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا اور یہہ سمجھانے کی کوشش
کی کہ امیر شیر علی آپ کو دہوکا دے رہے ہین مجھے اجازت دیجئے کہ وہ آئین تو او نہین
گرفتار کر لون - لیکن میرے والد نے قرآن شریف اوٹھایا اور کہا "تمہین قسم ہے اس
کتاب پاک کی ایسا معیوب اور نازیبا کام نکرو" مین نے جواب دیا۔ "آپ دیکھین گے
کہ میرے چچا اس زبون حرکت سے باز نہ آئین گے"۔ دوسرے دن امیر شیر علی بھی پہونچگئے
اور شب مزار شریف پر بسر کی - میرے والد مجھ سے تختہ پل مین ملنے آئے اور وہان سے
بہائی کو تحائف بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ سے رخصتی ملاقات کے لئے آونگا - مین نے عرض
کی کہ ایسا نہ کیجئے لیکن حسب معمول میری صلاح گوش گذار نہوئی وہ تاشقرغان روانہ ہوئے -
اونکے وہان پہونچتے ہی امیر نے وہ سب عہد وپیمان توڑ ڈالا اور والد کو قید کر لیا -
فوج یہ خبر سنکر آگ ہو گئی اور درخواست کی کہ امیر کے مقابلہ مین اوسے لیجانا چاہئے مین
اسی غرض سے مزار روانہ ہوا اور وہان پہونچکر قیام کیا لیکن میرے والد نے بذریعہ خط مجھے
ہدایت کی کہ لڑنا نہین چاہئے اور اگر مین نے نافرمانی کی تو فرزندی سے خارج کر دینگے - مین نے
یہہ خط فوج کو پڑھکر سنایا اور تعمیل حکم کا ارادہ ظاہر کیا لیکن سپاہی بہت ناراض ہوئی اور سوائے پانچ چھ
سو ہمراہیون کے پوری فوج نے مجھے چھوڑ کر کابل کی راہ لی - نصف شب کو ایک اور خط والد کا
مجھے ملا جس مین حکم تہا کہ جو باوفا ساتھی تمہارے ہمراہ جانا چاہین اونہین لیکر بخارا چلے جاؤ -
مین فوراً روانہ ہوا اور اس قدر تیزی کے ساتھ مسافت طے کی کہ طلوع آفتاب تک سرحد صرف
آدہی دور رہگئی - جب مین دولت آباد نامی ایک مقام پر پہونچا تو ایک پہاڑی کے چارونطرف
تقریباً دو ہزار سوار دیکھے اور اوس پہاڑی پر بھی تھوڑے سے لوگ جمع تھے - مین نے ایک
شخص دریافت حالات کے لیے بھیجا تو معلوم ہوا کہ یہہ بلخ کے ازبک سوار تھے - یہہ سنکر

مین اون کی طرف گیا۔ مجھے دیکھکر اونہون نے سلام کیا اور کہا کہ ایک شادی کی تقریب مین ہم یہان آئے ہین۔ پہر مین نے پہاڑی کی چوٹی پر جو سوار تہے اونکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ افغان ہین اور ان لوگون سے بالکل علیحدہ ہین۔ اِس سے مین نے قیاس کیا کہ یہہ ضرور نائب غلام اور عبدالرحیم خان ہونگے جو مجہہ سے گذشتہ شب رخصت ہوئے تہے۔ مین نے ایک شخص اونکے بلانے کو بہیجا لیکن اونہون نے جواب دیا کہ جب تک اوس پیغام کی تحریری تصدیق نکی جاے ہم نہین آسکتے۔ مین نے اس بارہ مین اونکی تشفی کردی اور وہ آکر میرے ساتہہ ہوئے۔ غلام احمد تنہا تہا اسلئے کہ رات کو دوسرے ساتہی چہوٹ گئے تہے ہم فوراً دریاے جیحون کی طرف روانہ ہوئے اور ازبک سوار بہی میرے ہمراہ چلنے کے لئے آمادہ ہوئے لیکن مین نے اونکو باز رکہا۔ اس پر اونہون نے اصرار کیا اور کہا کہ ہم آپ کی فوج مین داخل ہونا چاہتے ہین لیکن مین نے اونکو منع کیا اور کہا کہ مجکو تمہاری امداد کی ضرورت نہین ہے مین خوب جانتا تہا ازبک افغانون سے دل سے نفرت رکہتے ہین اور اونہین نقصان پہونچانے کے ہمیشہ ساعی رہتے ہین۔ غرضکہ وہ راضی ہوگئے اور ہم نے کوچ کیا۔ شہر وہ نہر کے بعد راہ مین اور کوئی قریہ یا کسی قسم کی آبادی سواے صحراے لق و دق کے جیحون تک نہ تہی اس سلئے ایک مقام پر جبکہ خربزون کا ایک کہیت ملا تو مین نے اپنے ساتہیون کو حکم دیا کہ دو دو خربزے و تربوز گہوڑون کے توبڑون مین ساتہہ لےلین مبادا صحرا مین کہین پانی نہ ملے۔

نصف راہ طے کرچکے ہونگے کہ ایک مقام پر آدہے سوار خربزے کہانے کے لئے اُترے مین نے اونہین باز رکہنے کی کوشش کی اور کہا کہ یہہ مقام محفوظ نہین اگر گہوڑون ہی پر بیٹہکر خربزے کہاؤ تو بہتر ہو لیکن نائب غلام احمد نے عذر کیا اور کہا کہ کہین سایہ مین بیٹہکر آرام کرینگے آپ آگے بڑہین تہوڑی دیر مین ہم سب بہی آملتے ہین۔ یہہ کہکر اونہون نے جنگلی درختون کے

سایہ مین چادرین بچہائین اور بیٹھہ گئے - مین نے تیس سوار اور جتبنا روپیہ ہمارے پاس تہا سب ساتہہ لیا اور آگے روانہ ہوا اور اوس ناکارہ غلام احمد کو دوسو چالیس سوارون کے ساتہہ وہین چھوڑا - ان سوارون کے خاص افسر ناظر حیدر - عبد الرحیم - کرنل سُہراب - کرنل نظیر - کمیدان سکندر چرخی اور کمیدان حیدر پسر سکندر چرخی تہے اور علاوہ ان کے چالیس کپتان اور رسالدار بہی تہے - یہہ کہنا بے موقع نہوگا کہ تخت پل مین مین اپنے سہ سالہ بیٹے کو اوسکے چچیرے بہائی سردار عظیم خان کے ساتہہ چھوڑ آیا تہا جسکی عمر پندرہ سال تہی - یہ دونون لڑکے سکندر خان ارکزئی اور غلام علی کے زیر نگرانی تہے - ہم نو یا دس میل آگے نکل آئے ہونگے کہ ایک سوار پیچھے سے گہوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا کہ جن اڑہائی سو سوارون کو آپ نے اپنے ساتہہ لانے سے انکار کیا تہا وہ بجاے اپنے گہر جانے کے ہمارے پیچھے ہو لئے تہے اور نایب غلام اور اوسکے سوارون کو سوتا پاکر اون پر حملہ کیا ہے - اب آپ چلکر مدد کرین - مین نے جواب دیا کہ میرے ملازم بہی کس قدر عقلمند ہین کہ بجاے اپنی جان بچانے اور بہاگ آنے کے چاہتے ہین کہ واپس جاکر اونکے ساتہہ مین بہی اپنی جان دیدون - لڑائی کے وقت صرف بہادری کام نہین آتی بلکہ سپاہی کو اتنی سمجھہ بہی ہونی چاہئے کہ بوقت ضرورت بہاگ جائے - کسی خوفناک حالت سے جان بچانا بہی فتحیابی مین داخل ہے - مین نے اوس سوار کو سمجھایا کہ جب تین سو سوارون سے مین نہین لڑا تو اب تیس سوار لے کر کیا لڑونگا میرے ساتہیون مین سے صرف ایک افسر نظیر خان اپنے بہائی سہراب کی وجہ سے اوس سوار کے ہمراہ گیا -

اسکے بعد ہم نے پہر اپنی راہ لی اور جب دریاے جیحون تہوڑی دور رہگیا تو مین نے اپنے ساتہیون کو ٹہیرنے کے لئے کہا اور آپ کشتی کرایہ کرنے کے لئے صرف ایک سوار کو ساتہہ لے کر آگے بڑہا - اسکی وجہہ یہ تہی کہ ملاح زیادہ آدمی دیکہکر ڈر جاتے - مین نے جاکر

دیکھا تو صرف ایک کشتی موجود تھی اور اوسکے کرایہ کے لئیے بھی کشمش اور بادام بیچنے والے ترکمان سوداگر حجت کر رہے تھے حتی کہ ایک نے تو اپنا مال اور دس شتر کشتی پر سوار بھی کر دیئے تھے مین گھوڑے سے اوتر کر کشتی پر گیا۔ ملاحون نے ترکی زبان مین پوچھا "تم کون ہو" مین نے اوسی زبان مین جوابدیا "سوداگر" اسکے بعد آپس مین بات بڑھی اور مین نے اپنے سوار کو باقی ماندہ لوگون کے لانے کے لئیے بھیجا۔ سوداگر اور ملاح اونہین دیکھکر دنگ رہگئے لیکن پھر بھی کشتی چھین لینے کی کوشش کی۔ مین نے اپنی بندوق اونکی طرف سیدھی کی اور دھمکایا کہ تم کشتی پر آئے اور مین نے گولی چلائی۔ الغرض وہ اپنے اس ارادہ سے باز آئے اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہہ کون شخص ہے۔ اوسنے جواب دیا" سردار عبدالرحمن پسر افضل خان" یہہ سنتے ہی اونہون نے مجھے سلام کیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ مین نے معاف کر دیا اور اپنے آدمیون کے دو حصے کئے ایک حصہ تو معہ گھوڑون کے میرے ہمراہ کشتی پر آیا اور دوسرے کو مجبوراً حکم دیا کہ پیچھے رہے اور ملاحون سے پھاوڑے وغیرہ مانگ کر اپنی حفاظت کے لئے ریت کی دیوارین بنالین۔

دریا کے دوسرے کنارہ پر ہم پہونچا ہی چاہتے تھے کہ ایک کشتی سامنے دکھائی دی۔ مین نے اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو جو کہ بڑا تیز شناور تھا دریافت حال کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا کہ اوس مین عبدالرحیم تھا جو شاہ بخارا کی طرف سے ایک ایلچی کے ہمراہ آرہا تھا ہم بلکہ بہت خوش ہوئے اور چھ گھنٹے دریا کے سفر کے بعد دس بجے شاہ بخارا کی عملداری مین پہونچگئے۔ کشتی بانون نے ہمارے قیام کے لئے اپنے مکانات خالی کر دیئے لیکن مین نے اپنے باقی ماندہ ہمراہیون کے آنے تک کنارہ ہی پر ٹھیرنا بہتر سمجھا دس اشرفیان اونہین دین اور کہا کہ اپنے اور ہمارے گھوڑون کے لئے خوراک لے آؤ۔ عبدالرحیم اور وہ ایلچی بھی اون کے ساتھہ گئے اس لئے مین نے عبدالرحیم کو دو سو تنگے دیئے اور ہدایت کی کہ دس بھیڑیان خریدکر

گوشت پکوالین اور تین سو روٹیان بھی لے آئین اس لئے کہ میرے سوار دوسرے دن پہونچ جائینگے۔

میر شیر آباد کو جو شاہ بخارا کے ماتحت تھے مین نے بذریعہ خط اپنے آنے کی اطلاع دی اور دو سو سوار طلب کئے تاکہ میرے سوارون کو دریا کی دوسری جانب سے لے آئین۔ جواب مین اونہون نے چار سو سوار اور چند کشتیان دوسرے روز علی الصباح بھیج دین۔ دن نکلتے ہی بندوقون کی آواز سنائی دی اور دس بارہ مین چل چکی ہونگی جو مین نے اپنے سوارون کو جگایا اور اونہین یقین دلانے لگا کہ تمہارے ساتھی کشتیون پر سوار ہونے کی خوشی مین فیر کر رہے ہین۔ مین نے کشتیبانون سے کہا کہ اگر تم بیس کشتیان اوس پار جانے کے لئے مجھے لادو تو فی کشتی پچاس اشرفیان دونگا لیکن اونہون نے جواب دیا کہ دوسری جانب لڑائی ہو رہی ہے ہم اپنی جان معرض خطر مین نہین ڈالینگے۔ مین چند لحظہ ہچکچایا اور پھر اپنے غلام بچہ سے جسکا نام حسن تھا ہزار اشرفیون کا توڑہ لانے کے لئے حکم دیا اشرفیان کشتیبانون کے سامنے شمار کین اور اون سے وعدہ کیا کہ اگر تم کشتیان لادو تو یہ سب اشرفیان تمہاری ہین۔ پھر بھی وہ سمجھے کہ اونہین دہوکا دے رہا ہون اسلئے مین نے اطمینان دلایا کہ تم انہین ابھی لیجا سکتے ہو بشرطیکہ اپنے آدمی کشتیان لانے کے لئے بھیج دو۔ الغرض اس طریقہ سے تیس کشتیان ملگئین اور ہم سوار ہوکر اتنی تیزی کے ساتھ گئے کہ دو گھنٹے سے کسی قدر زیادہ مین دو ثلث دریا طے کرلیا۔

دریا پار کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ میرے وہ سوار جنہین مین نے جنگل مین سوتا چھوڑا تھا اور جن پر ازبک سوارون نے حملہ کیا تھا لڑتے ہوئے پیچھے ہٹے تھے اور اسی طرح دریاے جیحون تک چلے آئے تھے۔ دشمن نے یہ دیکھکر کہ کوئی کشتی نہین ہے شب کے لئے لڑائی موقوف کی اور یہ خیال کیا کہ صبح کو میرے سوارون کو گرفتار کرلین گے۔ یہی صبح کی بندوق بازی

تہی جو مین نے سنی تہی - میرے سوار میری کشتیان دیکہکر نہایت دلیری سے لڑے اور اونکے دوسرے ساتھیون نے بہی جنہون نے ریت کی دیوارین بنائی تہین اون دیوارون کی آڑ سے گولیان برسائین حتیٰ کہ دشمن گہبرا کر نہایت سراسیمگی سے بہاگا - اسکے بعد ہم سب بخیریت واپس آئے اور جو کہانا کہ مین نے تیار کرایا تہا سوارون نے نہایت سیر ہوکر کہایا اسلیئے کہ چہتیس گہنٹے سے وہ بہوکے تہے -

کشتی بالون کے مکانون مین ہم دوسرے دن سہ پہر تک خوب آرام سے سوئے اور پہر بخارا روانہ ہوئے - راہ مین ایک شب علی آباد مین قیام کیا جہانکہ میر شیر آباد اور اونکے سردار میرے استقبال کے لئے آئے تہے وہان سے مین تیر کے مکان پر گیا جو کہ میرے رہنے کے لئے آراستہ کیا گیا تہا اور دس روز اونکا مہمان رہا - اسی درمیان مین شاہ بخارا کا ایک خط مجہے ملا جس مین اونہون نے ملاقات کے لئے بلایا تہا اور اوسی دن مین روانہ ہوگیا - پہلے دن شور آب مین قیام کیا دوسرے روز سر آب رہا - اور ایک ایک شب بلاک چچنباز گلہ چشمہ - حفیظان - قراشیخ - غنذار - اور کدوکلی مین ٹہیرا - پانچ روز قرشی مین رہا اور وہان سے خوجہ اور کاگر ہوتا ہوا بخارا پہونچا - وزیر - قاضی اور کوتوال معہ چند خاص افسرون کے کاگر نامی مقام پر میرے استقبال کے لئے موجود تہے ایک مکان خاص میرے قیام کے لئے آراستہ کیا گیا تہا اور ایک شخص میری مہمانداری کے لئے بہی مقرر تہا - وہ بہی حاضر ہوا اور آداب بجالایا نو روز تک میری دعوت کی گئی اسکے بعد شاہ نے میرے اور میرے افسرون کے لئے خلعت بہیجے اور دس ہزار تنگے میرے لئے - ایک ایک ہزار ہر اعلیٰ افسر کے لئے - پانچ پانچ سو ہر کم درجہ والے افسر کے لئے اور دو دو سو تنگے ہر سوار کے واسطے - علاوہ اسکے اونہون نے دو جوڑی مطلا ساز بہی میرے لئے بہیجے - جواب مین مین نے ایک سونے کے دستہ کی تلوار ایک مطلا ساز جس مین بارہ ہزار اشرفیون کے وزن کا سونا تہا ایک سونے کا ملمع کیا ہوا پیش قبض - دو سو

اشرفیان - ایک مرصع پیٹی قیمتی چار سو پونڈ - اپنے پالے ہوئے دو عربی گھوڑے مع طلائی انگریزی زین - نو نو پارچے کمخواب و کشمیری کپڑے کے - نو کشمیری شال - نو شالی عمامے - نو پارچے تنزیب کے اور نو کلاہ زری پیش کین - شاہ نے کچھ کپڑے بھی بھیجے تھے جن مین تین قمیص اور پائیجامے تھے - پائیجامون مین ازار بند نہ تھے اور مین نے سنا کہ شاہ بھی اوسی قسم کے پائیجامے پہنتے تھے - یہ سنکر مین متعجب ہوا اسلئے کہ اونمین چار مختلف رنگ کا کپڑا لگا ہوا تھا سرخ - سفید - قرمزی اور سبز -

جب مین اور میرے افسر یہ کپڑے پہن چکے تو ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ شاہ یاد فرماتے ہین - محل مین پہونچے تو وزیر نے میرا استقبال کیا اور شاہ کے کمرون تک لے گیا - شاہان بخارا کے ہان رسم ہے کہ بادشاہ دو تین غلام بچون کے ساتھ ایک بڑے مکان مین بیٹھتا ہے - تمام ملازمین مکان کے چارون طرف دیوار کے نیچے چھوٹے چھوٹے اونچے چبوترون پر بیٹھتے ہین - دروازہ پر دو دربان رہتے ہین جو وقتاً فوقتاً جہانکتے رہتے ہین کہ شاہ آنکھ سے اشارہ کرے تو حکم بجالائین - اگر شاہ اشارہ کرے تو وہ دوڑکر جاتے ہین اور پھر شاہ کیطرف پشت نکرکے واپس آتے ہین اور ہداچی (پیش خدمت باشی) کو حکم سناتے ہین - جب ان دربانون کے قریب مین پہونچا تو وہ شاہ کے پاس دوڑ گئے اور پھر واپس آکر ہداچی سے کہا کہ شاہ نے انکے تحائف قبول فرمائے - پھر مجھسے کہا کہ دونون گھوڑون کی باگین ہاتھ مین لو اور نذر دکھانے کے تنگے پشت پر رکھو اور شاہ کو سجدہ کرو - مین نے جواب دیا کہ تنگے ایک آدمی کا بوجھ ہین - گھوڑون کے واسطے دو سائیس درکار ہین اور کسی انسان کو کوئی کیون نہو مین سجدہ ہرگز نہین کرسکتا - مجھے خدا نے پیدا کیا ہے اور سواے اوسکے کوئی سجدہ کا مستحق نہین ہے -

دربان نے چونکہ اس قسم کا جواب کبھی پہلے کسی سے نہین سنا تھا میری گفتگو سنکر

نہایت کشیدہ ہوا۔ یہہ دیکھکر مین نے کہا کہ مین اپنا پیغام خود شاہ کو پہونچا دونگا ورنہ کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا۔ آخرش وزیر نے اگر پہا جی سے کچھہ کہا اور وہ پھر شاہ کے پاس گیا اور واپس آکر کہا کہ شاہ نے آپکے طرز آداب کو منظور فرمایا۔ مین مکان مین داخل ہوا اور مطابق رسم عام سلام علیکم کہکر شاہ سے مصافحہ کیا۔ اونہون نے مجھے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ مین مودبانہ بیٹھا اور گفتگو مین بھی آداب دربار کو نظر انداز نہ کیا۔ ایک گھنٹہ بات چیت کے بعد مین مکان واپس آیا۔

اِسکے دو مہینے بعد شاہ کا ایک ملازم پیغام لایا کہ چونکہ بادشاہ سلامت آپ پر نہایت مہربان ہین اسلئے مناسب ہے کہ آپ ایک ہزار اشرفیان اور تین خوبصورت غلام بچے نذر کرین۔ مین نے جواب دیا ” یہ تینون لڑکے بجاے میرے بیٹون کے ہین۔ اشرفیان دینا بادشاہون کا کام ہے۔ مطابق رسم کے مین نے بادشاہ کی خدمت مین تحائف پیش کئے اور اب عطیہ شاہی کی امید رکہتا ہون “۔ دس روز بعد وہی شخص آیا اور کہا ” بادشاہ نے سلام کہا ہے اور وہ چاہتے ہین کہ آپ کو ایک درباری عہدہ عطا کیا جاے تاکہ روزانہ آپ اونکی خدمت مین حاضر ہوسکین۔ وہ آپ سے نہایت خوش ہین “۔ مین نے کہا کہ مین نے کبھی نوکری نہین کی اور اس لئے آداب ملازمت سے بالکل بے بہرہ ہون۔ اسپر اوس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ ملازمت قبول کرین تو آپ کو جاگیر دی جائیگی۔ مین نے کہا کہ مین شاہ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہون مجھے جاگیر یا روپیہ کی ضرورت نہین ہے۔ وہ شخص بولا کہ اگر آپ نے ملازمت نہ کی تو غالباً آپ کو نقصان پہونچیگا لیکن مین نے اس خیال کی تردید کی اور کہا کہ صرف اون ہی لوگون کو نقصان پہونچ سکتا ہے جو کوئی بڑا کام کرین اور مین تو خود شاہ کی حفاظت و پناہ مین ہون۔ ہان اور جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا۔ جس حالت مین کہ اپنے ہمدا مجد امیر کابل کے لئے مین نے اس قسم کی خدمت کبھی نہ کی تو اب کس طرح ممکن

ہوسکتا ہے۔ دوسرے بالفرض اگر مین نے ملازمت کی بہی تو دوسرے افسرون کی طرح مین تمام دن بیکار نہین رہونگا جسکی وجہہ سے اور درباریون کو سست و کاہل دیکہکر بادشاہ ضرور اون سے ناراض ہوجاینگے۔ میری حالت تو اسکے مصداق ہے ؎

نہ با شتر برسوارم نہ چو اشتر زیر بارم		نہ خداوند رعیت نہ غلام شہر یارم

یہ باتین سنکر اوس شخص کو یقین ہوگیا کہ اوسکی پند و نصیحت بالکل بے سود تہی اور جو گفتگو کہ مجہہ سے ہوئی اوسے لکہکر ساتہہ لے گیا۔

جب مین بخارا پہونچا تہا تو مین نے ایک معتبر شخص بیس اشرفیان ماہوار پر صرف اس کام کے لئے مقرر کیا تہا کہ تمام شاہی خبرین مجہے پہونچایا کرے اور چونکہ شاہ بخارا کے دربار مین سب کام زبانی ہوتا ہے اور تحریری نہین اسلئے ہر شخص جسے دربار مین بار ہو وہان کے حالات سے کماحقہ واقف ہوتا ہے۔ ماہ رمضان مین شاہی افسر بالکل کام نہین کرتے تہے صرف روزہ رکہتے تہے لیکن مجہے کوتوال کے مخبرون کے خوف سے مطلق اطمینان خاطر نہ تہا اس سلئے کہ جس روز سے مین نے ملازمت سے انکار کیا تہا خفیہ طور پر میری نگرانی ہوتی تہی بلکہ مین نظر بند تہا۔ لیکن ظاہرا مین نے اس کا مطلق خیال نہ کیا اور اپنے نوکرون سے بہی ذکر نہ کیا۔

عید کے روز ملازمان شاہی میرے لئے دو جوڑے کپڑے مع عمامہ و رومال بطور خلعت کے لائے اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ کل علی الصباح عید کی مبارکباد مین آپ اگر شریک ہون۔ مین وہان پہونچا تو دیکہا کہ چالیس شخص ایک بڑے کمرے مین بیٹہے ہین اور اونمین ایک شخص محمد خان† بلخ کا ایک مصنف بہی موجود ہے۔ میرے اور میرے بیس ہمراہیون

† ابتدا اً یہ شخص میر سپہ تہا لیکن بغاوت کی۔ اور غلام علی اور کرنیل ولی محمد خان سرداران فوج افغانی سے شکست کہا کر بخارا مین پناہ گزین ہوا۔

کے بیٹھنے کے لئے سب سے نیچے چبوترے پر جگہہ مقرر ہتی اور سب سے اونچے چبوترے
پر محمد خان دس آدمیون کے ساتہہ تہا۔ جب بادشاہ سلامت تشریف لائے تو تمام لوگ کھڑے
ہوگئے اور اونکے ہاتہہ کو بوسہ دیا۔ مین سنے بہی یہی کیا۔ اسکے بعد وہ چلے گئے اور مٹھائی کی
کشتیان اور خوان لائے گئے دسترخوان بچھائے گئے اور سب چیزین اون پر چنی گئین۔ نوکر
علیحدہ ہوگئے اور حاضرین سنے فوراً کھانا شروع کر دیا۔ جو لوگ کہ کسی قدر دور تہے اونہون
نے اپنے اپنے رومال بھر لئے اور اپنی جگہہ پر جا کر بیٹھہ گئے اور بعضے جانورون کی طرح
کہانے لگے اسلئے کہ جانورون کو بہی طشتری یا رکابی کی ضرورت نہین ہوتی ہے۔ مین
متعجب ہو کر یہ کیفیت دیکہہ رہا تہا کہ ایک شخص سنے کہا "بادشاہ کی طرف سے یہ ایک متبرک
دعوت ہے آپ بہی کیون نہین کہاتے؟" مین سنے ایک ٹکڑا مٹھائی کا اوٹھا لیا اور کہا کہ
بس اور نہین چاہئیے۔ پہر جس قدر جلد ممکن ہوسکا عیدگاہ گیا جہان کہ بادشاہ کے حکم سے
میرے لئے ایک خاص جگہہ منتخب کی گئی تہی۔ مین سنے دیکھا کہ نائب غلام محمد اور کمیدان
سکندر خان معہ چالیس ساتہیون کے جو پیشتر میرے ملازم تہے وہان موجود ہین ایک مہینہ
ہوا تہا کہ یہ شاہ بخارا کی ملازمت مین داخل ہوئے تہے۔ اِن لوگون سنے مجھے سلام تک
نہ کیا۔ شاہ سفید گھوڑے پر تشریف لائے ایک لبنی کلغی عمامہ مین دوسری گھوڑے کے
سر پر اور تیسری گھوڑے کی پشت پر لگی ہوئی تہی۔ ایک کشمیری شال کمر سے لپیٹے ہوئے
تہی عمامہ زربفت بہی بیس یا تیس گز کا تہا اور ایک مرصع پیش قبض لگائے ہوئے بڑی شان و
شوکت سے اکڑ کر چل رہے تہے ہر تیسرے قدم پر لوگ سلام کرنے کے لئے زمین دوز
ہوجاتے تہے لیکن مین اوسی طرح کھڑا رہا۔ الغرض وہ تکبیر کہتے ہوئے میرے مقابل آکر
بیٹھے اور نماز شروع ہوگئی۔ مین سنے دیکھا کہ شاہ کے عمامہ کے تین پیچ کھل گئے ہین
اور اس خوف سے کہ عمامہ گر جائیگا وہ سجدہ سے سر نہین اوٹھاتے ہین۔ مجھ سے نہ دیکھا گیا

کہ اس عظیم الشان بادشاہ کی بی حرمتی ہو نیت توڑ دی اور جھک کر عمامہ درست کر دیا۔ خدا بڑا غفور الرحیم ہے گو میری نماز پوری نہ ہوئی تاہم مجھے خوشی ہوئی کہ مین نے ایک نیک کام کیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد شاہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ پیشتر کی طرح زمین بوس ہوئے۔ مجھے جب موقع ملا تو اپنے مکان واپس آیا۔ اسکے تھوڑے عرصہ بعد شاہ کے حکم سے کوتوال نے مجھپر دوسرے لوگونکی بیبیون کے ساتھہ تعلق ناجائز کی تہمت لگائی لیکن اسکے ثابت کرنے مین ناکامیاب رہا اسلئے کہ مین کبھی تنہا نہین رہتا تھا جھان جاتا تھا ساٹھہ ستر آدمی میرے ہمراہ ہوتے تھے۔ بعدہٗ شاہ نے یہ ہدایت کی کہ کسی طرح میرے نوکرون کو بہکایا جاے کہ وہ میری ملازمت چھوڑ دین۔

اسی درمیان مین خبر آئی کہ روسیون نے تاشقند لے لیا اور بخارا پر قبضہ کرنا چاہتے ہین۔ یہہ سنتے ہی شاہ سمرقند روانہ ہوئے اور مجھے اور میرے ساتھیون کو وہین چھوڑ گئے۔ مین نے فوراً ایک ملازم اپنے چچا محمد اعظم خان کے پاس راولپنڈی روانہ کیا اور خط لکھا کہ مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ کسی طرح اپنے تئین اس قید سے رہا کرون اور انشاء اللہ تعالیٰ بہانے سے بلخ روانہ ہونگا آپ بھی اگر ممکن ہو تو ہندوستان چھوڑیئے اور سوات کی راہ سے چترال اور بدخشان ہوتے ہوئے تشریف لایئے تاکہ بلخ مین ملاقات ہو۔ ساتھہ ہی مین نے اپنی فوج کو جو بلخ مین تھی اپنے اس ارادہ کی اطلاع دی اور شاہ بخارا کو سمرقند خط لکھکر وطن واپس جانے کی اجازت چاہی۔ یہہ خط مین نے بذریعہ ناظر حیدر خان اور کمیدان نظیر کے روانہ کیا۔ جب شاہ کے وزرا اور قاضی اور کوتوال بخارا کو یہہ خبر معلوم ہوئی تو اونہون نے ایک شخص میرے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ بلا ہماری اجازت کے آپ نے شاہ کو کیون خط لکھا۔ مین نے جواب دیا کہ شاہ کے بہت سے ملازم ہین لیکن مین اونمین سے کسی کو اپنے آپ سے برتر نہین سمجھتا۔ یہہ سنکر اونہون نے کہلا بھیجا کہ ہم دوسرا آدمی بھیجکر اوس شخص

کو جو خط لے گیا ہے واپس بلا لینگے - مین نے کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو مین شاہ اور تمہاری بلا اجازت چلا جاؤنگا اور تم اسکے جواب دہ شاہ کے نزدیک ہوگے - الغرض وہ اپنے اس ارادہ سے باز آئے - شاہ نے میرے خط کا جواب نہ دیا اور قاصد کو بھی اپنے ساتھ رکھا اسلئے چند روز بعد مین نے جنرل علی عسکر خان کو بھیجا - یہہ دوسرا خط پاکر شاہ نے اپنے مشیر کارون سے صلاح لی - سب نے راے دی کہ چونکہ شروع سال سے مجھے کسی قسم کی امداد روپیہ یا اخراجات کی شاہ کی جانب سے نہین دیگئی تھی اسلئے میرا وہان رہنا فضول تھا - شاہ نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور مجھے روانگی کی اجازت دی - نیز وزیر کو یہہ دریافت کرنے کی فہمایش کی کہ میرے ملازم شاہی ملازمت منظور کرینگے یا میرے ہی پاس رہنا پسند کرینگے - لیکن خط کا مضمون بہت صاف نہ تھا اور وزیر نے سمجھا کہ اونکا منشا اون نوکرون سے تھا جو اوسوقت میری ملازمت مین تھے حالانکہ غرض اون لوگون سے تھی جو میرے ساتھ بخارا آئے تھے اور پھر مجھ سے علیحدہ ہوکر شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی - اس غلط فہمی کی وجہ سے وزیر نے کہلا بھیجا کہ اپنے نوکرون کو بھیجدیجیے تاکہ شاہی پیغام اونہین سنایا جاے مین اسکا مطلب یہ سمجھا کہ وزیر اس بہانہ سے میرے نوکرون کو گرفتار کریگا اور بعدہ مجھکو بھی - اور اسلئے اونکے بھیجنے سے انکار کیا اور جواب دیا کہ اگر کچھ نوکرون سے کہنا ہے تو خود آکر میرے سامنے کہہ جاؤ - میرے ساتھیون نے بھی دل سے منظور کیا اور کہا کہ ہم لڑکر جان دیدینگے لیکن وزیر کے پاس زندہ ہرگز نہ جائینگے - وہ بہت جلد مسلح ہوے اور مین نے قاصد کو جواب دیکر رخصت کیا - یہہ سنکر وزیر نے اپنا سکرٹری بھیجا جس نے کہ پہلے مجھے شاہ کا پیغام سنایا - میرے نوکرون نے متفق اللفظ ہوکر کہا کہ ہم اپنے شاہزادے کی خدمت کرنے آئے ہین نہ کہ شاہ کے غلام ہونیکے لئے -

دو روز بعد جبکہ مین سفر کی تیاری کر رہا تھا سکندر خان اور نائب غلام بھی معہ اپنے تمام

ساتہیون کے اسباب وغیرہ لئے ہوئے آموجود ہوئے اور یہہ خبر لائے کہ شاہ نے ہر ایک سے تحریری کاغذ اس مضمون کا طلب کیا تہا کہ جس مین شاہ کی غلامی کا اقرار ہو اور چونکہ اونہون نے اس قسم کی تحریر سے انکار کیا اسلئے سب موقوف کر دیئے گئے۔ جس وقت یہہ گفتگو ہو رہی تہی ان لوگون کے بہت سے قرض خواہ اداے دین کا تقاضا کرتے اور شور مچاتے ہوئے آئے۔ معلوم ہوا کہ دو ہزار اشرفیان یافتنی ہین۔ مین نے نائب غلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم سب میرے ساتہہ ثابت قدم رہے ہوتے تو صرف تم کو تنہا اس سے زیادہ خرچ کرنے کو ملا ہوتا۔ اس کا اوس نے کچہہ جواب نہ دیا اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ مجہہ سے انکہین چہار کرتا۔

مین نے کمیدان سکندر سے پوچہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے جس کے جواب مین اوسنے کہا کہ بخارا کی دو ایک عورتون کو دل دے بیٹہا ہون اگر وہ ساتہہ نہ گئین تو مین بہی رہجاؤنگا مین نے اون عورتون سے کہلا بہیجا کہ اگر وہ چلین تو مین ہزار اشرفیان دونگا لیکن اونہون نے انکار کیا اور اسلئے سکندر نے بہی وہین رہنا قبول کیا۔ مین نے نائب غلام اور اوس کے ساتہیون کے لئے گہوڑے اور زین خرید کئے اسلئے کہ قرض ادا کرنے کے لئے اونکے جانور وغیرہ فروخت ہو چکے تہے۔ الغرض پانچ روز مین ہمارے سفر کا سامان بالکل تیار ہو گیا اور ہم بلخ روانہ ہوئے۔
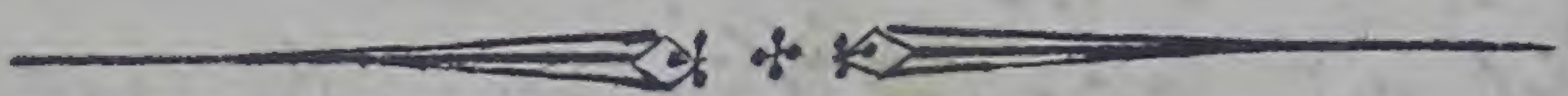
باب سوم

امیر شیر علیخان سے مقابلہ

سنہ ۶۷-۱۸۶۵ء

میرے بلخ چھوڑنے کے زمانہ سے جو کچھہ امیر شیر علی خان نے کیا اب اوس کا ذکر کرنا ضرور ہے - جب مین بلخ سے چلا آیا تو امیر چھہ روز تاشقرغان قیام کر کے وہان پہونچے اور پہلا کام یہ کیا کہ ہمارے اہل و عیال کو قید کر کے کابل بھیدیا - لیکن میرے والد کو اپنے سفر مین برابر ساتھہ رکھا - اپنے بھتیجے سردار فتح خان پسر اکبر خان کو بلخ کا گورنر مقرر کر کے کابل روانہ ہوئے اور اپنے بھائی امین خان اور شریف خان سے لڑائی کی تیاری شروع کردی جب سب سامان ہوگیا تو سردار نذر خان اور اپنے بیٹے ابراہیم کو کابل سپرد کر کے خود قندہار روانہ ہوئے - میرے والد کو نظر بند کر کے اپنے ہمراہ لے گئے لیکن ہمارے اہل و عیال کے خرچ کے لئے ایک حبہ نہ دیا اور نہ کسی کو اونکی نگرانی کے لئے چھوڑا - میرے والد نے قید خانے سے امیر شیر علی خان کو خط لکھا اور اونکے افعال کی شکایت کر کے سمجھایا کہ سوتیلے بھائیون سے تو ایسی بُری طرح پیش آچکے ہو اپنے حقیقی بھائیون سے ویسا ہی

سلوک نہین کرنا چاہیے اور اخیر مین لکھا "اور زیادہ خونریزی کا باعث بنکر اپنے آپ کو بدنام نکرو ورنہ اسکا نتیجہ نہایت برا ہوگا اور تمہین پچھتانا پڑے گا" لیکن اس فہمایش کا مطلق اثر نہ ہوا اور شیر علی خان دو روز (۵ و ۶ جون ۱۸۶۵ء) اپنے بھائیون سے لڑے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اونکے بھائی امین خان قتل ہوئے اور اون کا بیٹا سردار محمد علی خان جو ولیعہد بھی تھا مارا گیا۔

اتنی جانین تلف ہونیکی خبر پاکر والد نے پھر امیر کو لکھا "اس وقت کی شرارت سے تم اپنے واسطے آیندہ کے لئے نہایت خراب تخم ریزی کر رہے ہو۔ کبھی خوش نہ رہو گے اور ہمیشہ رنج والم دامنگیر رہیگا" امین خان کی لاش جب امیر کے سامنے لائی گئی تو اوسے دیکھکر بولے "اس کُتّے کو پھینک دو اور میرے بیٹے سے کہو کہ اگر اس فتح پر مجھے مبارک باد دے" اہلکارون کو سچ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور اوسکی لاش بھی لے آئے وہ کسی قدر دور ہی تھی کہ امیر نے پوچھا "یہ دوسرا کتا کون ہے؟" جواب مین لاش اونکے قدمون کے پاس لاکر رکھی گئی اور جب اونھون نے پہچانا تو کپڑے پھاڑنے اور سر پر خاک ڈالنے لگے۔ درد وغم کا زور گھٹتے ہی بیہوش ہوگئے اور ایک گھنٹہ اسی حالت مین رہے۔ ہوش آیا تو بیٹے کی لاش سے باتین کرنے لگے اور پھر بیہوش ہوگئے۔ دو روز تک یہی کیفیت رہی اوسکے بعد محمد علیخان کا جنازہ کابل بھیجا گیا اور امین خان کے ملازمون نے اونکی لاش قندہار مین خرقہ کے متبرک دروازہ پر دفن کی۔ راہ مین امیر شیر علی خان کبھی تو صحیح الحواس ہوجاتے اور کبھی ہزیان بکتے تھے اور قندہار پہونچکر تو بالکل پاگلون کی طرح رونا اور چلانا شروع کیا۔ یہی زمانہ تھا جو مین بخارا سے روانہ ہوا اور شیرآباد پہونچکر بلخ کی فوج کو خط لکھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے متفق ہوکر مجھے بلایا۔

اس موقعہ پر دو بھائی ولی محمد اور فیض محمد خان کی زندگی کے مختصر حالات بھی بیان کرنا

لازم ہے۔ یہہ دونون صوبۂ آقچہ کے گورنر تہے جوکہ میرے والدنے اونہین دیا تہا۔ مان ان کی کنیز تہی اور جب یہہ کابل مین رہا کرتے تہے تو امیر دوست محمد خان کے زمانہ حیات مین دو ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تہا۔ اونکے انتقال کے بعد میری سوتیلی والدہ بی بی مروارید اپنر مہربان ہوئین اور والد کو لکہا کہ وہ کنیز اپنے دونون بیٹون کو آپ کی غلامی مین دینا چاہتی ہے لیکن اتنا روپیہ اوسکے پاس نہین کہ جس کے ذریعہ سے وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوسکین۔ اِسکے جواب مین والدنے پانچہزار روپیہ ولی محمد کو بہیجدیا اور حکم دیا کہ بلخ چلے جاؤ۔ جب وہ وہان پہونچا تو اوسے ایک پلٹن چہہ توپین ایک ہزار ملیشیا ہزار سوار اور صوبۂ آقچہ عطا فرمایا۔ فیض محمد کو بہی معہ اہل وعیال والدنے بلالیا۔ یہہ ولی محمد بڑا نمکحرام ثابت ہوا اور جو سازش کہ میرے والد کو گرفتار کرنے کی کیگئی تہی اوسمین امیر شیر علی خان سے مل گیا تہا اِسکے صلہ مین امیر شیر علی خان ولی محمد کو اپنے ہمراہ کابل لے گئے تہے اور فیض محمد کو اوس کی جگہہ گورنر مقرر کردیا تہا۔ جس زمانہ مین کہ مین بلخ واپس آیا ہون اوس وقت فیض محمد سے اوسکے صوبہ کا حساب طلب تہا اور چونکہ وہ بہت سا روپیہ اپنے تصرف مین لاچکا تہا حساب دینے سے قاصر تہا۔ علاوہ برین مجہے مخبرون سے معلوم ہوا کہ ولی محمد بہی کچہہ دل برداشتہ تہا اور خوش نہ تہا اسلئے مین نے ناظر حیدر اور جنرل علی عسکر کے ذریعہ سے دونون بہائیون کو خط لکہا کہ دو سو سوار شہر دہ نہر رسالہ کے جو ولی محمد کے ماتحت تہے مجہہ سے شیر آباد آکر ملگئے ہین اگر تم بہی آجاؤ تو انعام اکرام کے مستحق ہوگے۔ صوبہ کے قزاقون اور رہزنون کے سردارون کو بہی مین نے بلایا اور خلعت اور انعام دیکر تین سو سوار عارتیاً لئے۔ جب شاہ بخارا نے مجہے بلخ جانے کی اجازت دی تہی تو میر شیر آباد کو لکہہ دیا تہا کہ مجہے وہان تین روز سے زیادہ استقامت نکرنے دین۔ لیکن چونکہ میرے ساتہہ اڑہائی ہزار سوار جمع ہوگئے تہے اور میر کے پاس کل ایک سو تہے اسلئے اسکا تصفیہ میرے اختیار مین تہا کہ جب تک

دل چاہے شیرآباد مین رہون ۔ میر نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہئے اور خود میرے پاس صلاح کے لئے آیا اور کہا کہ اگر مین آپ سے تشریف لے جانے کے لئے کہتا ہون تو غالبًا آپ مجھے قتل کر ڈالین گے اور اگر شاہ کے حکم کی تعمیل نہین کرتا ہون تو وہ زندہ نہ چھوڑینگے مین نے کہا کہ اس مشکل سے نجات پانے کی مین تدبیر تبلاتا ہون ۔ اول تم شاہ کو خط لکھو کہ عبدالرحمن کے پاس اتنی فوج ہے کہ وہ بزور شمشیر نہین نکالا جا سکتا اسلئے جو حکم ہو اوس طرح عمل مین لایا جاے ۔ دوسرے یہہ خط ایسے شخص کو دو جو اوسے نہایت آہستہ آہستہ لے جائے اور اگر بادشاہ اس قدر تاخیر کی وجہ دریافت کرین تو کہدے کہ راہ مین اتنا سخت بیمار ہوگیا تہا کہ مرتے مرتے بچگیا خدا کا شکر ہے کہ حضور مین حاضر ہو سکا ۔ میر نے اس صلاح کو بہت پسند کیا اور ایک معتبر شخص کو خط دیکر بہیجدیا ۔ اوہر مین نے اپنی روانگی کے انتظام مین عجلت کی لیکن چند روز بعد سنا کہ سرپل کی فوج نے بغاوت کی اور اپنے نئے افسرون کو قتل کر کے آقچہ چلی گئی ۔ یہہ خبر سنتے ہی مین فورًا روانہ ہوگیا اور تہوڑی دیر وزیرآباد ٹہیر کر دریاے جیحون کے کنارہ پہونچا ۔ اوسوقت اتفاقًا صرف دو کشتیان موجود تہین اسلئے خدا پر بہروسہ کر کے تیس سب سے زیادہ بہادر اور شجیع افسر و سوارون کو ساتہہ لے کر مین کشتیون پر سوار ہوا ۔ افسرون مین کرنل نظیر خان کرنل ولی خان اور میر امعتمد غلام جو کہ میدان جنگ مین شیر ببر کیطرح لڑتا تہا (بالفعل وہ میر الگمانڈر انچیف ہے) میرے ساتہہ تہے ۔ جس زمانہ کا یہہ ذکر ہے اوسوقت اوسکی ڈاڑہی تک نہ نکلی تہی لیکن کئی لڑائیون مین اوسکے ہنر و کمال کی آزمایش کا موقع ملا تہا اور مین دیکہہ چکا تہا کہ وہ تنہا چالیس سوارون کا مقابلہ کر سکتا ہے ۔ ایک اور نہایت دلیر شخص میرے ساتہہ میر اغلام فرہاد تہا ۔ الغرض بخیریت ہم نے دریا پار کیا اور رفتہ رفتہ میرے باقیماندہ ساتہی بہی آ گئے ۔ تمام رات ہم نے کوچ کیا اور طلوع آفتاب تک صوبہ آقچہ کے موضع چلک شیرآباد پہونچکر قیام کیا ۔ وہان سے اون دو پلٹنون کو خط

بھیجے جو سر پل سے معہ توپخانہ آئی تھین - اور نیز ملیشیا کو خط لکھا جسکے پاس وہ چھہ توپین تھین
جو کہ میرے والد نے ولی محمد کو دی تھین - یہہ خطوط بھیجکر مین سو گیا اسلئے کہ تین شب مطلق
آرام نہین کیا تھا - میرے خط پاکر سپاہی اس قدر خوش ہوئے کہ تقریبًا ایک ہزار میرے
استقبال کے لئے پیدل آئے - مین نے اونہین عمدہ اور مہربانی کے سلوک کا اچھی
طرح یقین دلایا اور جواب مین اونہون نے میرے لئے لڑنے کی قسم کھائی - اونہون نے
یہہ بھی کہا کہ جبسے آپ تشریف لے گئے ہم نہایت افسردہ خاطر رہے اور اسی کے
منتظر تھے کہ آپ واپس آئین تو امیر شیر علی خان بدعہد کے مقابلہ مین اپنی جوانمردی
دکھلائین -

اسکے بعد ہم آقچہ روانہ ہوئے جہانکہ فیض محمد نے ہمارا استقبال کیا - لیکن وہ دیوانہ
ہو رہا تھا کہنے لگا کہ مین نہین چاہتا تھا کہ آپ آئین لیکن فوج نے آپ کو بلایا ہے - مین نے
جواب دیا "دو کوئی ہرج نہین تم عقلمند آدمی ہو" - مین نے دل بڑہانے کے لئے فوج کو یقین
دلایا کہ جو دو ہزار ملیشیا سوار اور پانچ ہزار ازبک سوار سردار فتح خان نے ہمارے مقابلہ کے
لئے بھیجے ہین اون پر ہم کو ضرور فتح حاصل ہوگی - یہہ سوار اس خیال سے کہ اونکی سابق
سرکشی اور نمکحرامی کی مین سخت سزا دونگا اپنے افسرون کو گالیان دے رہے تھے کہ اونہون
نے مجھہ سے اور والد سے اونہین برگشتہ کیا تھا حالانکہ مین نے اور والد نے اونکے ساتھہ
بھائیون اور بیٹون کی طرح برتاؤ کیا اور شتر اور گھوڑے اور بھیڑون کے گلون کا مالک
بنایا تھا - سردار فتح محمد خان نے اپنی پیدل فوج قلعہ نملک مین رکھی اور سوار باہر آراستہ
کئے - فوج کا سردار شہاب الدین پسر وزیر احمد تھا جو پہلے والد کا ملازم تھا اور جس کے ساتھہ والد
نے بڑا سلوک کیا تھا - یعنے وزیر احمد کو ایک مرتبہ بلخ کے ایک قصبہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور
اوسنے دو لاکھہ روپیہ محاصل کا غبن کر لیا لیکن والد نے اوس کا قصور معاف کر دیا - اوسے

اور اوسکے بیٹون کو ایک سو سوارون کا خان بھی اون ہی سنے بنایا تھا اور نشان وعلم اور فوج عطا کی تھی۔ شہاب الدین اور فتح محمد ہر وقت مخمور رہا کرتے تھے۔ اونکے افسرون نے قلعہ نلک کو سوارون سے بھر دیا اور باقی فوج ٹھیک تختہ پل کے باہر میرے مقابلہ کیلئے رکھی۔ مین سنے ایک خط شہاب الدین کو اس مضمون کا لکھا۔ وہ اسے نکحرام! میری مہربانیان اور عنایات بھولگیا اور صرف دو چار گھونٹ تلخ شراب کے لئے میرے دشمنون کا ساتھ دیرہا ہے"۔ اور فوج کو لکھا "تم میرے سپاہی ہو مین تم سے نہ لڑونگا۔ اگر تم مجھے قتل کرنا چاہو تو مین کل قلعہ مین آنے کے لئے مستعد ہون۔ تم مجھے مارڈالنا اور اپنے پرانے آقا کا خون کرکے انعام پانا"۔ یہہ خط پڑھکر اونکے دل پگھل گئے اور صرف سو آدمی قلعہ مین چھوڑ کر میری جانب روانہ ہوئے۔ شہاب الدین کو جب اسکی خبر ہوئی تو اوس سنے چند قندہاری اور ازبک سوار اونکے روکنے کو بھیجے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ میرے سوار حکم پاتے ہی اس مستعدی سے آگے بڑہے کہ دشمن کی فوج پائمال ہوکر اس سراسیمگی سے بھاگی کہ چارسو گھوڑے اونکے ہمارے ہاتھ آئے۔ شہاب الدین بھی تختہ پل کی طرف بھاگا اور اوسکے جاتے ہی تختہ پل کے تمام سوار میری طرف چلے آئے اور پلٹنین پراگندہ ہوگئین۔ سردار فتح محمد اپنا تمام مال ومتاع چھوڑ کر تین یا چار سو سوارون کے ساتھ تاشقرغان بھاگا۔ یہہ وہی موسم تھا جس مین گذشتہ سال مین بخارا بھاگا تھا۔ یہہ دنیا تجربون اور آزمایشون سے پر ہے اور اس مین کیسے کیسے نشیب وفراز ہین!

جب مین بلخ پہونچا تو فوج سنے میری بڑی تعظیم وتکریم کی۔ نائب غلام احمد کو مین سنے رعایا کو راضی کرنے اور تشفی وتسلی دینے کے لئے تختہ پل روانہ کیا اور دو روز بعد آپ بھی وہان پہونچکر فوج کو اپنی آیندہ مہربانیون اور خیرخواہیون کا یقین دلایا۔ فوج کی حالت درست کرکے مین نے علی عسکر خان کو توپخانہ کی جرنیلی دی اور نظیر خان کو پیدلون کی۔ دوسرے افسرون

کو بھی کرنیل اور جنرل کے عہدہ پر ترقی دی اور نیز اون سپاہیون کو جو ابتدا سے سفر سے میرے ساتھ تھے۔

تھوڑے ہی روز بعد مین تاشقرغان کی طرف بڑھا جہانکہ سردار فتح محمد† چھہ پلٹنین لے کر موجود تھا۔ میری خواہش تھی کہ ملک کو دشمن سے پاک کر دون۔ تاشقرغان مین بلا کسی مزاحمت کے مین داخل ہوا اور دو روز قیام کر کے ہیبک روانہ ہوا۔ فتح محمد اور شہاب الدین جو غوری مین تھے ہندو کش ہو کر کابل کی طرف بھاگے اور راہ مین شیخ علی ہزارہ نے اونکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ میر اتالیق مر چکا تھا اور اوسکا بیٹا سلطان مراد قتاغان کا گورنر تھا وہ میرے سلام کو حاضر ہوا اور پانچ سو گھوڑے۔ دو سو شتر۔ دو ہزار بھیڑین۔ چار ہزار بوجھہ غلہ چالیس ہزار روپیہ اور دیگر مختلف تحائف پیش کیے۔ مین نے اوسکے والد کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا اور کہا "جب میرے والد نے ملک قتاغان تمہارے والد کو دیا تھا تو اونھون نے تاجک۔ عرب اور قدیم افغان اور ہزارہ قومون کو اپنے ماتحت رکھا تھا اور تم کو صرف قتاغان کے لوگون کی حکومت دی تھی۔ مین بھی اس انتظام کو برقرار رکھون گا" اوسنے جواب دیا کہ امیر شیر علی خان نے بھی یہی کیا تھا لیکن ایک لاکھہ روپیہ سالانہ خراج لیتے تھے اور اخیر مین اسپر بھی اکتفا نکر کے تین لاکھہ تک نوبت پہونچی تھی اور اس سے بھی زیادہ کی طلبی تھی۔

اس زمانہ مین چچا صاحب کا ایک خط میرے پاس بدخشان سے آیا جسمین لکھا تھا کہ وہ فیض آباد مین مقیم تھے اور میر اتالیق کی لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ تھا۔ بعد شادی کے مجھسے آکر ملین گے۔ چونکہ سفر کا سب انتظام کر چکا تھا موسم سرما بھی چلا آرہا تھا اور امیر شیر علی خان ہنوز کابل نہین آئے تھے مین بامیان روانہ ہوا اور قراکوتل اور درہ

† امیر شیر علی خان نے اپنے بھتیجے سردار فتح محمد کو بلخ کا گورنر مقرر کیا تھا۔

با د قاغ پار کر کے باجگاہ مین قیام کیا اور وہان سے بامیان پہونچا - میر ہاے ہزارہ کو خلعت دیئے اور اون سے دو ہزار خروار گیہون اور جو - ایک ہزار خروار کہن اور تین ہزار بہیڑین یا جمع کرنے کو کہا - اس سامان کے مہیا ہونے تک اور نیز چچا صاحب کے انتظار مین مین باجگاہ ٹہیرا رہا - ایک مہینے بعد وہ تشریف لائے اور مین معہ اپنی فوج کے اونکے استقبال کے لئے گیا - چترال کے سفر مین جو جو مصیبتین اونہین پیش آئی تہین اون سب کا ذکر مجہہ سے کیا اور بیان کیا کہ گورمنٹ انگریزی کی سرد مہری اونہین اچھی نہ معلوم ہوئی اسلئے کہ جس زمانہ مین وہ جمرود مین تہے تو اونکی وساطت سے اونکے والد دوست محمد خان اور برٹش گورمنٹ مین تعلقات دوستانہ پیدا ہوئے تہے - اونہون نے یہ بہی کہا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد سب لوگ دوست محمد خان کو سمجہاتے تہے کہ انگریزون سے نہلو ممکن ہے کہ صوبہ پنجاب پہر مثل سابق افغانستان کی حکومت مین آجاے - اور اگر اونہون نے یہ صلاح سنی ہوتی تو اسمین شک نہین کہ پنجاب افغانون کے قبضہ مین آجاتا لیکن صرف اون ہی نے اپنے والد کو اس سے باز رکہا اور صلاح دی کہ انگریزون سے جو وعدہ ہوا ہے اوسے نہ توڑنا چاہیئے اسلئے کہ ایسا کرنے سے وہ تمام دنیا مین بدنام ہو جائین گے - میرے چچا کو امید تہی کہ اسکے صلہ مین گورمنٹ برطانیہ اون سے اچہا سلوک کریگی اور اسی غرض سے وہ ہندوستان گئے تہے -

انگریزی گورمنٹ کا برتاؤ جب ایسا پایا تو میرے چچا بنو بہاگ گئے اور سوات پہونچکر نجم الاولیا آخوند احمد کے پاس گئے - وہان تہوڑے عرصہ قیام کر کے دیر اور کوتل لوری کی راہ سے چترال پہونچے اور وہان سے دورہ کوتل ہو کر بدخشان پہونچے اور پھر قناغان اور غوری ہوتے ہوئے باجگاہ آئے - اونکے بخیریت پہونچنے سے مجہے نہایت خوشی ہوئی اور مین نے اون سے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ آپ بجاے والد کے میرے

ساتھہ ہین - ہم نے فوراً سرداران کابل کے ساتھہ خط وکتابت شروع کی اور دس روز بعد غوربند کی طرف سے کوہستان پہونچے - مین پہلے لکہہ چکا ہون کہ سردار امین خان قتل ہو چکے تہے - اوسی لڑائی مین سردار شریف خان کو بہی امیر شیر علی نے قید کر لیا تہا - اس وقت انہین شریف خان کو رہا کر کے بمقام تتم درہ مجہہ سے لڑنے کے لئے بہیجا لیکن جب اونکو میرے چچا کا خط ملا تو وہ چلے آئے اور سلام کیا اور اپنے بہائی سے ملے جو ہمارے ساتھہ تہا - امیر شیر علی خان کس قدر کوتاہ اندیش تہے کہ ایسے لوگون کو اپنے بہائی کے حامیون سے لڑنے کے لئے بہیجتے تہے -

شریف خان نے اپنی فوج کو رخصت کر دیا اور وہ کابل واپس گئی - مین چارہ کار سے سعید آباد ہو کر تتم درہ مین داخل ہوا - موسم سرما شروع ہو گیا تہا اور کمر تک برف زمین پر پڑی ہوئی تہی - سوارون کی مدد سے مین نے اونٹون کے لئے سڑک صاف کرائی اور اونکے پیرون سے برف دب گئی اس کے بعد پیدل فوج اوسپر سے گذری - اخیر مین توپخانہ بہی بڑی دقت سے کہینچکر لایا گیا -

راہ اس قدر دشوار تہی کہ روز دو گہنٹہ سے زیادہ نہین چل سکتے تہے اور اسلئے پیشقدمی سستی کے ساتھہ ہوئی لیکن آخرش ہم طسرح خیل پہونچگئے - شیر علی خان کی فوج بمقام خواجہ تہی - مین نے پہاڑیون سے فائدہ اوٹہایا اور اپنی فوج چوٹیون پر نصب کی جہان تہوڑی دیر دشمن کی جانب سے تقدیم کا انتظار کیا گیا لیکن کوئی کارروائی ادہر سے ظہور مین نہ آئی مین نے دوربین سے دیکہا کہ کابل کو حملہ سے محفوظ رکہنے کے لئے کسی قسم کا انتظام نہین کیا گیا ہے -

رات اوسی مقام پر بسر کی - دوسرے دن صبح پسر امیر شیر علی خان کا کابل سے خط آیا جس مین لکہا تہا کہ اگر کابل پر چالیس روز تک حملہ نکرو تو مین تمہارے والد کو قید سے

رہا کر دونگا اور ترکستان بہی چہوڑ دونگا۔ اسے مین نے منظور کر لیا اس لئے کہ کثرت
برف مین لڑنا نہایت ہی دشوار ہوتا اور دوسرے اگر وہ اپنے وعدہ کے سچے نکلے تو ہملوگ
موسم بہار مین بلخ واپس جا سکین گے۔ اسی درمیان مین سردار محمد رفیق خان اور جنرل
شیخ میر جو سردار ابراہیم کے درباری تہے آپس مین لڑے تہے اور چونکہ شیخ میر کے ہواخواہون
کی تعداد زیادہ تہی محمد رفیق کو شکست ہوئی تہی۔ یہہ محمد رفیق نہایت ہوشیار شخص تہا اور امیر
شیر علی خان کا وزیر تہا اس شکست کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ اوسکی جان لینے کے لئے
بعض لوگون نے سازش کی تہی اسلئے وہ کابل سے شب کے وقت بہاگا اور ننگاو
مین پناہ لی۔ جب مین چارہ کار پہونچا تو وہ مجہے وہان ملا تہا اور اوس سے امیر شیر علی خان
کی بد انتظامی کا پورا حال معلوم ہوا۔ یہہ شخص اوسوقت بہی ہمارے ساتہہ تہا اور چالیس دن
تک حملہ نکرنے کے عہد و پیمان کے بعد ہماری فوج کے ساتہہ کوہستان واپس آیا۔ میرے چچا
چارہ کار مین رہے جو کابل سے ستائیس میل ہے۔

ماہ مارچ آپہونچا اور امیر شیر علی خان کے بیٹے کے وعدہ کی مدت بہی منقضی ہوگئی۔ جب
مین نے دیکہا کہ ایفاے وعدہ کی کوئی امید اوس طرف سے نہین تو کابل پر پیشقدمی کی
اور قلعہ دودہ مست پہونچگیا۔ عظیم الدین خان جو ایک ہزار ملیشیا کے ساتہہ میرے مقابلہ
کو بہیجا گیا تہا دو چار گولیان چلنے کے بعد کابل واپس گیا۔ میرے چچا بہت سے سپاہیون
کے ساتہہ کابل مین داخل ہوئے+ اور جب سردار شیرین خان کے مکان مین پہونچے تو
وزرا اور سردارون نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی اودہر سردار ابراہیم خان نے قلعہ کابل
کو خوب مضبوط کیا تہا جسکی وجہ سے میری فوج نے نو روز تک اوسکا محاصرہ کیا لیکن اخیر
مین جنرل شیخ میر اور دوسرے لوگون نے دروازے کہولدیے۔ پسر امیر شیر علی خان نے

+ فروری سنہ ۱۸۶۶ء۔

جواوسوقت حرام سرامین تہا باہر آکر ہمکو سلام کیا - غرضکہ ہم کابل پر قابض ہوگئے اور
امیر شیر علی خان قندہار بہاگ گیا -

چھہ ہفتہ بعد خبر آئی کہ امیر شیر علی فوج لیکر ہماری طرف آرہے ہین - مین نے اپنی فوج
کو تیار رکہا تہا - سوارون کے تین حصے کئے ایک حصہ کابل مین چچا کے پاس چہوڑا اور
دو حصے ساتہہ لیکر کوہ سرخ سنگ کی جانب روانہ ہوا - کابل مین سوار رکہنے کی یہہ وجہہ تہی
کہ فتح محمد خان کی ایک لڑکی کابل پر جلال آباد کی طرف سے حملہ کر رہی تہی چہانکہ فوج موسم
سرما مین رہ چکی تہی - تین ہزار سپاہی اور بہی جو مین نے حال مین نوکر رکہے تہے چچا کے
پاس چہوڑے اور نو ہزار سوار اور تیس توپین اپنے ہمراہ لین - میر رفیق خان کو حکم دیا کہ میرے
ہمراہ غزنی چلے اور شیخ میر کو چچا کے ساتہہ کابل رہنے دیا - جب غزنی پہونچا تو دیکہا کہ
نذر خان وردک نے پیشتر ہی سے قلعہ مضبوط کرلیا تہا مین نے اوسکا محاصرہ کیا لیکن وہ
نہایت مستحکم تہا اور میری خبر باہر ہی کی توپون سے فتح نہین ہوسکتا تہا - اس لئے مین نے
مناسب نہ سمجہا کہ گولہ بارود اوس پر ضایع کرون جو کہ میرے پاس وافر نہ تہا - اور محصورین
کی ہمت بہی اس وجہ سے زیادہ ہورہی تہی کہ اونکے امیر کے پاس سے روزانہ خبر آتی تہی
کہ چالیس ہزار فوج کے ساتہہ وہ اونکی امداد کو آرہے ہین - غرضکہ گیارہ دن تک کچھہ نہ کیا
گیا حتی کہ امیر شیر علی خان کی فوج غزنی سے ایک کوچ کے فاصلہ پر آپہونچی - میرے
مخبرون نے مجہے اطلاع دی کہ امیر شیر علی خان کی فوج کی تعداد چالیس ہزار تہی اور نہایت
تعلیم یافتہ تہی - یہہ سنکر مین نے میر رفیق خان سے مشورہ کیا اور یہہ راے قرار پائی کہ اتنی
بڑی فوج سے کہلے میدان مین لڑنا ہماری تہوڑی فوج کے لئے ناممکن ہے اس لئے
ہم ایک تنگ درہ مین واپس گئے جہانکہ ہماری قلیل التعداد فوج کو بہتر موقع لڑنے کا
مل سکتا تہا - اولاً میر رفیق نے اس تجویز سے اختلاف کیا تہا اس لئے کہ واپس جانے

سے سپاہیون کے دل ٹوٹ جائینگے اور ممکن ہے کہ وہ ہمین چھوڑکر چلے جائین لیکن مین نے اس اعتراض کی تردید کی اور سمجھایا کہ میری فوج کو ایسی تعلیم دیگئی ہے کہ جہان مین جاؤن میرے ہمراہ چلے معمولی افغانی سپاہی اوسمین شامل نہین ہین - سعید آباد نہایت تنگ درہ تھا اور اوسکے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھوٹی چھوٹی پہاڑیان تھین - ہم اوسی شب وہان پہونچے - جس وقت کہ ہم سعید آباد واپس جارہے تھے امیر شیر علی خان نے دس ہزار ہراتی اور قندہاری سوارون کو ہمارے عقب پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہہ بھی ہدایت کی کہ کابل والی سڑک پر قبضہ کرلین تاکہ دوسرے روز اگر وہ فتحیاب ہون تو ہمارے بھاگنے کی راہ مسدود ہوجائے - دشمن کی فوج کے ان حصون سے میرے چھہ سو سپاہیون سے مقابلہ ہوگیا جنھین مین نے بطور ہراول کے آگے بھیجا تھا - میرے سوار دلیری سے لڑے اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے اور مجھے اپنی مشکل کی اطلاع بھی دی - مین نے خبر پاتے ہی دو پلٹنین پیدلون کی اونکی مدد کو بھیجین جو کہ اچانک جا پہونچین اور چونکہ امیر شیر علی خان کے سوار سب ایک ہی جگہہ جمع تھے تھوڑی ہی گولیون نے اونہین بہت نقصان پہونچایا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے - میرے سپاہی خوشی خوشی مال غنیمت لے کر واپس آئے اور ہم سعید آباد کیطرف پھر روانہ ہوئے -

جب امیر شیر علی خان نے اس شکست کی خبر سنی تو اوسی قدر سپاہی اپنی فوج کی مدد کے لئے روانہ کئے لیکن اونھون نے آکر میدان خالی پایا اور میری فوج کو واپس جاتے دیکھا - اسلئے وہ خود واپس چلے گئے اور امیر کو مژدہ سنایا کہ اونکی فوج کی کثرت دیکھکر مین نے ہمت ہار دی تھی اور لڑائی سے منہ موڑکر بھاگا جاتا تھا - یہہ سنکر امیر نے حکم دیا کہ فتح کی خوشی مین سلامی فیر کی جائے اور سوارون کو تعاقب کے لئے بھیجکر ہدایت کی کہ مجھے گرفتار کرلین - نو بجے دن کے ہم ششگاؤ پہونچے تو یہہ سوار ہمین اچانک دکھلائی دے - مین رسد اور

بار برداری کے سامان کے پیچھے پیچھے کوچ کرتا تھا اور چار پلٹنین اور بارہ خچر باتری کی توپین میرے ساتھ تھین - سردار رفیق کو ایک حصے کے ساتھ اسباب کے داہنی طرف تعینات کیا تھا اور جنرل نصیر اور عبد الرحیم آگے آگے تھے - جب دشمن کے سوار قریب پہونچے تو مین نے بہت تیزی کے ساتھ بڑہنا شروع کیا اور سڑک کے کنارے ایک بڑے غار مین ایک پلٹن پوشیدہ کردی اور حکم دیدیا کہ میری توپون کی آواز سنتے ہی بندوقین چلانے کے لئے تیار ہوجائین - اسکے بعد مین نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ آہستہ چلین اور جیسے ہی دشمن کی فوج کو دیکھا کہ غار کے سامنے ہے اپنی بارہ توپونکے منہ اونکی طرف پھیر دیئے اور گولہ باری شروع کردی - ساتھ ہی چھپی ہوئی پلٹن نے جو کہ دشمن کے بالکل قریب تھی گولیان چلائین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر شیر علیخان کے ایک ہزار سوار کام آئے اور تھوڑے سے مقابلہ کے بعد باقی سوارون نے پشت دکھائی - لیکن بہت جلد وہ پھر سنبھل گئے اور میری فوج کے پیچھے پڑے لیکن اونہین حملہ کرنے کی ہمت نہوئی - تھوڑی دور تک وہ اسی طرح ساتھ آئے یہانتک کہ مین نے ایک ہزار سوارون کو اونپر حملہ کرنے کا حکم دیا - اسمین مجھے کامیابی ہوئی اور ڈیڑہ سو سوار دشمن کے قید کرلئے - لیکن ان لوگون کو مین نے رہا کردیا اور کہدیا کہ میری تعلیم یافتہ فوج کا مقابلہ کرنا ناممکن اور فضول تھا - میرا اچھا سلوک اور میرے سپاہیون کی دلیری دیکھکر وہ شیر علی خان کے پاس واپس گئے - راہ مین اہل وروک کے سو آدمی اونہون نے قتل کئے اور اونکے سر کاٹ کر ہمراہ لے گئے اور امیر شیر علی خان کو دکھلا کر کہا کہ یہہ افغان سوارون کے سر ہین - لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ مقتولین کے رشتہ دار پہونچے اور امیر شیر علی خان کے پاس اونکے سوارون کے ظلم کی شکایت کی - اونکی فریاد سنکر اونہون نے رسالہ کے افسر اعلیٰ کو بلایا اور حقیقت حال دریافت کی - اوسنے کہا کہ عبد الرحمن کے سپاہیون سے لڑنا بہت مشکل ہے اگر لڑائی کسی صحرا مین ہوئی ہوتی تو اوسکے سوار گھر گئے

ہوستے اور ایک بہی نہ بہاگ سکتا۔

امیر شیر علی خان غزنی کی طرف روانہ ہوسئے اور وہان پہونچکر چار روز قیام کیا اور میرے والد کو قلعہ مین مقید کر کے میری طرف جانب سعید آباد بڑہے۔ سعید آباد مین مینے ایک مضبوط مقام منتخب کیا تہا اور پہاڑیون کی چوٹیون پر توپین نصب کر کے لڑائی کا انتظام کیا تہا۔ چار روز کوچ کر کے امیر ہمارے مورچون کے سامنے آکر ٹہرے۔ مین نے اس سے پہلے ایک گانون اُنچی نامی اس غرض سے لوٹا تہا کہ فوج کے لئے بیس روز کا سامان رسد مہیا کرون۔ اس گانون کے لوگون نے مجہے کہانے پینے کی چیزین خریدنے سے روکا تہا۔ میری فوج کی تعداد سات ہزار تہی اور امیر کے پاس پچیس ہزار سپاہی اور پچاس توپین تہین۔ بہت جلد نہایت زور شور سے لڑائی شروع ہوگئی بندوقون اور توپون کے دہوئین سے آفتاب تک پوشیدہ ہوگیا اور چار بجے شام کو جنگ موقوف ہوئی۔ میرے دو ہزار آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے لیکن امیر شیر علی خان کا نقصان تخمیناً اس سے سہ چند ہوا۔ جیسے ہی مجہے یقین ہوا کہ خداوند کریم نے مجہے فتحیاب کیا مین نے چند تیز سوار غزنی بہیجے کہ میرے والد کو قید سے رہا کرین لیکن اون کے پہونچنے کے پہلے ہی سنتریون نے میری فتح کی خبر پاکر والد کو رہا کر کے اطاعت قبول کی تہی دیگر سردار جو والد کے ساتہہ رہا ہوئے وہ یہہ تہے۔ سردار سرور خان پسر سردار اعظم خان۔ سردار شاہ نواز خان۔ سردار سکندر خان۔ اونکے چچا۔ اور محمد عمر برادر سردار سلطان جان گورنر ہرات آخر الذکر دو تین اشخاص ہرات مین گرفتار کئے گئے تہے۔ امیر شیر علی خان قلعہ غزنی ہمارے قبضہ مین چہوڑ کر قندہار بہاگ گئے اور اونکے شکست پاتے ہی اونکا رسالہ (جو اصل مین میرے والد کا تہا) اونہین چہوڑ کر ہماری طرف آگیا۔

لڑائی شروع ہونے کے پہلے مین نے چچا کو لکہا تہا کہ اگر میری مدد کرین اور حالانکہ وہ

+ ۱۰ مئی ۱۸۶۶ء

میرے قریب پہونچگئے تھے میرے شریک نہوئے اور دور ہی سے جنگ کی کیفیت دیکھتے
رہے ۔ اونکا بیٹا سردار محمد عزیز خان جسکی عمر صرف سترہ سال تھی میری طرف نہایت دلیری
سے لڑا ۔ میرے والد نے بھی اس فتح پر اظہار خوشی کیا اور مجھے خط لکھا جسے پاکر مین نہایت
خوش ہوا اور خدا کی حمد وثنا کی ۔ جواب مین مین نے لکھا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہوکر شرف
قدمبوسی حاصل کرون لیکن اونہون نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ تم فوج سے علیحدہ نہو مین خود
بہت جلد آکر تم سے ملونگا ۔

میرے سپاہیون نے چار روز تک امیر شیر علی خان کا خزانہ اور اسباب لوٹا اور پانچوین روز
میرے والد تشریف لائے ۔ مین نے معہ اپنی کل فوج کے اونکا استقبال کیا ۔ گھوڑے
سے اوترکر اون کے قدمون کو بوسہ دیا اور اونکی رہائی پر خدا کا شکر ادا کیا ۔ دوسرے دن مین نے
ہرات تک امیر شیر علی خان کے تعاقب کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور والد نے میری غیر
حاضری مین دیگر امور کی نگرانی اور انتظام اپنے ذمہ لینا قبول فرمایا لیکن میرے چچا نے میرے
جانے کی مخالفت کی ۔ یہہ دیکھکر مجھے غصہ آیا اور مین نے کہدیا کہ اگر آپ خطرات جنگ سے
محفوظ رہنا چاہتے ہین تو امیر شیر علیخان کے گرفتار ہونے کے بعد مجھہ سے آکر ملیگا لیکن
میرے چچا کے اعتراضات کا والد پر بھی اثر ہوا اور اونہون نے بھی اون سے اتفاق کیا
جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مجھے اپنا ارادہ فسخ کرنا پڑا اور ہم سب کابل روانہ ہوئے ۔ وہان کے لوگون
نے نہایت خوشی سے ہمارا استقبال کیا اور بہت کچھہ خیرات بھی کی ۔ ہم محل مین داخل
ہوئے اور مین نے والد کے نام کا خطبہ پڑہا ۔ تمام سردار جمع ہوکر اونہین امیری کی مبارکباد
دینے کے لئے آئے اور کہا کہ چونکہ آپ امیر دوست محمد خان کے بڑے بیٹے ہین اور اونکے
بعد آپ ہی حقدار ہین اسلئے ہم نہایت خوشی سے آپکو اپنا فرمانروا تسلیم کرتے ہین ۔ نیز یہہ کہ صرف
چند فوجی افسرون نے شیر علی خان کو امیر گردانا تہا ورنہ اونکی حکومت سے کوئی راضی نہ تہا اور

اپنے حقیقی بہائی کو مار ڈالنے اور میرے والد کو قید کرنے کے سبب خلاف تھے۔ اسلئے کہ والد اون سے عمر مین بڑے تھے اور عزت و تعظیم کے مستحق تھے۔ شیر علیخان کے بیٹے کے مارے جانے کا ہم سب نے افسوس کیا لیکن یہہ اون کے گناہون کا نتیجہ تہا۔

موسم گرما نہایت خوشی کے ساتہہ اچھی طرح بسر ہوا۔ میرے والد ملکی انتظام کرتے تہے اور مین اور چچا فوج کے نگران تہے۔ موسم خزان مین والد نے مجھسے کہا کہ شیر علی خان سے قندہار سے کابل پر چڑہائی کرنے کی تیاریان کی ہین مین نے جواب دیا کہ اگر بعد فتح کے مجھے اونکے تعاقب کی اجازت دیگئی ہوتی تو پہر دوبارہ وہ لڑائی کا انتظام ہرگز نہ کر سکتے۔ تب اونہون نے دریافت کیا کہ کتنے دن مین تم روانہ ہونے کے لئے تیار ہو سکتے ہو مین نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجھا ہوا تہا کہ یہہ واقعہ ضرور پیش آئے گا اور اس لئے تمام انتظام درست کر رکہا ہے۔ اور آج ہی روانہ ہو سکتا ہون وہ سخت متعجب ہوئے اور کہا یہہ پہلی مرتبہ ہے کہ افغانی فوج جس روز اعلان جنگ ہو اوسی روز روانہ ہونے کے لئے تیار رہے۔ مین والد کی حضوری مین رہا اور ضروری احکام جاری کر دیئے۔ چار گھنٹے مین بارہ ہزار سپاہی محل کے قریب جمع ہو گئے اور مین دہبری روانہ ہوا۔ میرے روانہ ہونے سے پہلے والد نے فوج کا خود معائنہ کیا اور میرے انتظام مین کسی قسم کی خامی نہ پائی۔ اِسکے بعد وہ میرے چچا سے مخاطب ہوئے اور پوچھا کہ آپ کی فوج ہمراہ جانے کو تیار ہے یا نہین۔ جواب ملا کہ سوائے خیمون کے اور کوئی سامان تیار نہین لیکن ایک مہینے مین تمام انتظام ہو جائے گا۔ مین نے کہا کہ غزنی مین آپ کا انتظار کرونگا اور والد کے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اوس طرف روانہ ہوا۔ وہان تین روز قیام کے بعد مین نے سنا کہ شیر علی خان کلات تو چی پہونچگئے ہین۔ یہہ خبر پاکر مین نے والد کو لکہا کہ چچا کب آئین گے اس لئے کہ اونکے ساتہہ

صرف تین ہزار سوار ہونگے اور اتنے تہوڑے آدمیون کے لیئے میری فوج کا پڑا رہنا قابل افسوس
تہا۔ مین نے یہہ بہی عرض کیا کہ میرے پاس سوار صرف چار ہزار ہین اور چونکہ یہہ کافی نہونگے
اسلیئے اگر چچا کے آنے مین دیر ہو تو تہوڑے سوار میرے پاس فوراً بہیجدیئے جائین۔ خط بہیجکر
مین تکاور روانہ ہوا۔ شیر علیخان کو جب یہہ خبر ہوئی تو اونہون نے کلات مستحکم کیا اور وہین
رہے۔ مگر مین بارہ روز چچا کا انتظار کرکے مین کلات کی طرف بڑہا۔

دوسرے روز شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان شاہ پسند خان اور فتح محمد
میری خیمہ گاہ کے چارونطرف ملک لوٹنے کے لیئے مقرر کیئے۔ مین نے ایک مخبر سے
سنا کہ یہہ لوگ چھہ میل کے فاصلہ پر پوشیدہ تہے اور پہر آگے بڑہکر شیہ نیجک نامی مقام پر
معلوم ہوا کہ اونہون نے شب ایک پرانے قلعہ مین بسر کی۔ مین نے جنرل نظیر خان اور
عبد الرحیم کو ایک ہزار رسالہ کے سوار ایک ہزار درانی سوار۔ دو پلٹن پیدل۔ اور چھہ توپین دیکر
قلعہ پر رات کو حملہ کرنے کے لیئے بہیجا۔ اونہون نے اسکی تعمیل کی اور دشمن کی فوج گہبرا کر
بہاگی۔ تین سو آدمی مارے گئے اور ایک ہزار قیدی ہاتہ آئے۔ میری فوج کا صرف ایک
شخص ضایع ہوا اسلیئے کہ دشمن کی فوج نے لڑنے کی ہمت نہ کی بلکہ سراسیمگی کے ساتہ
بہاگ کہڑی ہوئی۔ یہہ قیدی مین نے غزنی بہیجدیئے۔ شیر علیخان یہہ بری خبر پاکر نہایت
افسردہ ہوئے اور گیارہ روز تک لڑائی کی کوشش نہ کی۔ اس درمیان مین میرے چچا
بہی سوار اور پیدل فوج لیکر آپہونچے اور اون سے مین نے اس واقعہ کا ذکر کیا جس
مقام پر ہم تہے وہان سے دو سڑکین جاتی تہین ایک کلات غلزئی ہوکر قندہار کو اور دوسری
قوم ہوتکی کے ملک سے ناوہ ارغستان مین اور پہر منڈی حصار ہوکر قندہار۔ ان دونون
سڑکون کو ایک بلند پہاڑ ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا ہے اسلیئے مجہے خیال ہوا کہ چونکہ
شیر علی خان نے کلات کے مضبوط کرنے مین بڑی محنت کی تہی اگر ہم ارغستان والی

سڑک سے کوچ کرین تو اونکی تمام محنت بیکار ہوجاۓ گی۔ مین نے چچا سے اسکا ذکر کیا۔ اونہون نے میری راۓ سے اتفاق کیا اور ہم اوسی سڑک سے روانہ ہوۓ۔

مین عموماً کوچ اِس طریقہ سے کیا کرتا تہا کہ باربرداری وغیرہ کا سامان آگے بہیجدیتا تہا اور حکم دیدیتا تہا کہ جب تک مین نہ پہونچون کوئی چیز نہ اوتاری جاۓ۔ اِسکے بعد ہی جنرل نظیر خان عبدالرحیم اور چند دیگر افسر ہوتے تہے اور مین خود فوج کے بازو پر رہتا تہا تاکہ مین ویسا رسے حملہ ہو تو اوسے روک سکون۔ ویوالک ایک مقام پر پہونچکر مین نے فوج کو ٹہیرنے کا حکم دیا۔ مین اور چچا ایک چوتہائی میل کے فاصلہ پر پیچہے رہے اور صرف دوسو سوار دو توپین ہمارے ساتہہ تہین۔ اوسوقت چند سوارون نے مجہ سے آکر کہا کہ ایک گلہ بہیڑ ونکا ہماری جانب آرہا ہے لیکن مین نے دوربین لگا کر دیکہا تو معلوم ہوا کہ یہہ دشمن کی فوج کا ایک حصہ تہا۔ مین نے اپنے دوسو سوارون کو حکم دیا کہ چار چار یا پانچ پانچ ایک ساتہہ ہو کر پہاڑی پر چڑہین اور اوترین تاکہ معلوم ہو کہ اونکی تعداد زیادہ ہے اور عبدالرحیم کو کہلا بہیجا کہ فوراً ہماری امداد کو آۓ اور لڑائی کی تیاری کرۓ۔ تہوڑے عرصہ مین شیر علی خان کی پوری فوج اس ترتیب کے ساتہہ دکہلائی دی۔ دس ہزار لشت رود کے سوار۔ تین ہزار ہرات کے۔ دس ہزار قندہاری اور چار ہزار شیر علی خان کے اپنے کابل کے سوار۔ یہہ سب ہماری طرف بڑہے آتے تہے۔ میرے افسرون نے آکر مجہے صلاح دی کہ سوار ہو کر فوج سے ملجائیے لیکن مین نے اس بنا پر عذر کیا کہ دشمن کو ہماری قلیل التعدادی معلوم ہوجاۓ گی اور اوسکے سوار ہمارے جانے کی راہ مسدود کردینگے۔ برخلاف اسکے اگر ہم برابر چلتے پہرتے رہین اور مختلف موقعون پر آگ جلائین تو حملہ کرنے سے پہلے وہ ہماری اصلی تعداد دریافت کرنے مین کچہہ وقت صرف کرین گے الغرض وہ راضی ہوگئے لیکن اونکو یہہ نہ معلوم تہا کہ مین کس قدر بے قرار ہو رہا تہا اور مجہے کتنا اضطراب تہا۔ اودہر تو دشمن کی فوج لڑائی کے لئے صف آرا ہو رہی تہی لیکن ظاہرا

اس وجہ سے توقف کرتی تہی کہ پہلے ہماری تعداد معلوم ہوجائے اور ادہر میری فوج اتنی
دور تہی کہ اگر مین کسی کو اوسکے بلانے کے لئے بہیجتا تو اوسکے پہونچنے اور فوج کے آنے مین
دیر ہوتی۔ آخرش مین نے عبدالرحیم کو دور آتے ہوئے دیکہا لیکن اوسکے پہونچنے سے پہلے
ہی دشمن نے ہماری توپون پر حملہ کر دیا اسلئے کہ دو توپون کا بہت کم اثر اتنی بڑی فوج پر ہو سکتا
تہا اور دو توپچیون کو مار کر اور ایک کو زخمی کر کے اونپر قبضہ کر لیا۔ باقی توپچی بہاگ گئے۔ جس
وقت کہ میری توپین کہینچکر لیجا رہے تہے مین نے چار پلٹنین زیر حکم عبدالرحیم اونہین چاروں طرف
سے گہیر لینے کے لئے بہیجین۔ اس جد وجہد مین پانچ سو آدمی اور بہت سے گہوڑے دشمن
کے مارے گئے اور ہم نے توپین چہین لین باقی ماندہ سوارون کا مین نے کلات کی دکہن
جانب تعاقب کیا۔ یہہ سوار سہ پہر کے وقت کسی قدر دیر سے قریہ تلہ نامی تک پہونچکر ٹہیر گئے
اور طبق سر نامی پہاڑیون پر مقیم ہوئے۔ ہم بہی قریب ہی خیمہ زن ہوئے جہان سے شیر علیخان
کو قلعہ کلات مین بلا دوربین کی مدد کے دیکہہ سکتے تہے۔ مین نے دیکہا کہ ہزیمت خوردہ
سوارون کو دیکہکر باقی فوج پست ہمت ہو گئی ہے اور سپاہی اپنے مورچون مین بیدلی سے
چل پہر رہے ہین۔ مین نے نہایت دشواری سے اپنی فوج کو صف آرا کیا اور توپین نصب
کرنے کیلئے پہاڑیان منتخب کین میرے پاس اوس وقت بارہ پلٹنین چہہ چہہ سو سوارون
کی۔ دو ہزار رسالہ کے سوار اور ایک ہزار درانی سوار تہے۔ باقی فوج پیچہے خیمہ زن تہی۔ شام
تک مین پہاڑی پر کہڑا رہا اوسکے بعد نیچے اوتر آیا اور دشمن کو اسکی خبر بہی نہ ہوئی۔ پہر اندہیرا ہوتے
ہی واپس ہوا اور دو بجے شب کو اپنی پوری فوج سے آملا۔ خدا کا شکر ہے کہ اوس وقت سے
صبح دس بجے تک خوب بارش ہوئی جسکی وجہ سے سڑکین کیچڑ سے بہر گئین اور خیمے تر ہو گئے
دو روز وہان قیام کر کے ہم قندہار کی طرف روانہ ہوئے اور یہہ خبر پاکر شیر علی خان بہی اوسی
جانب چلے لیکن چونکہ ہم دونون مین ایک سلسلہ پہاڑون کا حائل تہا اس لئے اون کی

فوج ایک جانب کوچ کرتی تھی اور میری دوسری جانب - ہم کو امید تھی کہ شیر علی خان سے پہلے قندہار پہونچ جائینگے اور اونکا ارادہ تھا کہ ہمین راستہ ہی مین وہان پہونچنے سے باز رکھین - اسی طرح پانچروز متواتر ہم چلتے رہے - دونون فوجین ایک دوسرے سے پانچہزار قدم کے فاصلہ پر تھین لیکن ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ تھی -

پانچوین روز ہم ایک ایسے مقام پر پہونچے جو کہ لڑائی کے لئے نہایت موزون تھا اور شیر علی خان نے بھی وہان قیام کیا - کچھ توپین جھنڈون کے ساتھ پہاڑیون کی چوٹیون پر نصب کین اور باقی پیچھے چھپادین - ضرورت سے زیادہ اسباب وسامان آگے بھیجدیا اور جنرل نظیر اور عبدالرحیم کو حکم دیا کہ تین پلٹنین پیدلون کی اور ایک ہزار ملیشیا کے سپاہی لیکر اون غارون پر قبضہ کرلین جو کہ اوس سڑک کے کنارہ تھے جس سے کہ شیر علی خان آئینگے - یہہ دیکھکر کہ مین نے سڑک پر قبضہ کرلیا ہے شیر علی خان لڑنے پر مجبور ہوئے اور اپنی فوج کو جنگ کے لئے آراستہ کیا - لیکن یہہ دیکھکر کہ چوٹیون پر صرف تھوڑے ہی آدمی تھے اور سامان باربرداری وغیرہ آگے چلا گیا تھا اونہون نے اپنے افسرون سے کہا کہ ایک ہی حملہ کرین اسلئے کہ دشمن کی فوج زیادہ نہ تھی - یہہ کہکر اونہون نے پہاڑ کی چوٹیون پر جو میرے سوار تھے اون پر حملہ کیا اور ساتھہ ہی جو فوج کہ پوشیدہ تھی اوسکے باہر نکلنے کا مین نے حکم دیا - جس وقت کہ لڑائی بڑے شد ومد کے ساتھہ ہو رہی تھی اور دونون فوجین خستہ ہو چلی تھین مین نے عبدالرحیم اور جنرل نظیر کو بلایا اور اونہون نے دشمن کے بازو اور عقب پر حملہ کیا - اس کے تھوڑے ہی دیر بعد شیر علی خان کی فوج کے پاؤن اوکھڑ گئے اور وہ قندہار کی طرف بھاگی - مین نے سوارون کو دشمن کا اسباب وسامان لوٹنے دیا - پینتیس توپین بھی ہمارے ہاتھہ آئین - اسکے بعد مین اپنی خیمہ گاہ واپس آیا جو کہ تیرہ میل کے فاصلہ

پرہتی اور خوب لمبی نیند سویا اس لئے کہ گذشتہ پندرہ روز کی کشمکش و اضطراب و دشمن
کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے روز دو تین گھنٹے سے زیادہ نہین سویا تہا۔ دوسرے دن شام
کے وقت میری آنکھہ کہلی لیکن کہانا کہا کر پہر سو رہا اور دوسری صبح کو جاگا۔ اتنا سونے
کے بعد میری طبیعت بالکل درست ہو گئی اور اپنی فتحیابی پر خداوند کریم کا شکر
ادا کیا۔

دوسرے روز چچا کے ساتہہ قندہار کی طرف روانہ ہوا اور پانچوین دن وہان پہونچگیا۔
شیر علیخان سیدہے ہرات بہاگ گئے۔ قندہار پہونچکر میرے چچا نے کابل جانے کا اشتیاق
ظاہر کیا اور کہا کہ تم یہین رہو۔ لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ مین کابل جاؤنگا اور آپ
یہان گورنر رہین۔ مین نے باربرداری کے جانورون اور اپنے ساتہیون اور توپخانہ کے
لئے گہوڑون کا انتظام کیا اس لئے کہ موسم سرما مین میرے ساتہہ کے جانور نہایت کمزور ہو گئے
تہے اور چرنے اور فربہ ہونے کے لئے چہوڑ دیئے گئے تہے۔

اس موقع پر اپنے چچا کی فوج کے ایک افسر فتح محمد پسر سلطان احمد خان کا بہی ذکر کرنا
ضروری ہے۔ جنگ ہرات مین سلطان احمد خان کو شیر علی خان نے گرفتار کر لیا تہا لیکن
میرے والد نے اوسے رہا کر کے ہزارہ جات کا گورنر مقرر کر دیا تہا۔ یہہ شخص اوس عہدہ
سے دست بردار ہو کر چلا آیا اور شیر علی خان سے جا ملا۔ اونہون نے اوسے اپنے
رسالہ کا سردار مقرر کیا اور اس لڑائی مین وہ برابر میرے مقابل رہا ایسے شخص کی
نسبت کیا رائے قایم کی جا سکتی ہے جو اپنے آزادی دہندہ اور محسن سے لڑے

اور جس نے اوسے قید کیا تہا اوسکا طرفدار ہو؟

سچ ہے ایک بدطینت شخص تعلیم و تربیت سے کبھی درست نہین ہوسکتا۔

باغون مین گل بوٹے پیدا ہوتے ہین اور جنگلون مین خار ہ

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے
ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ زار خس
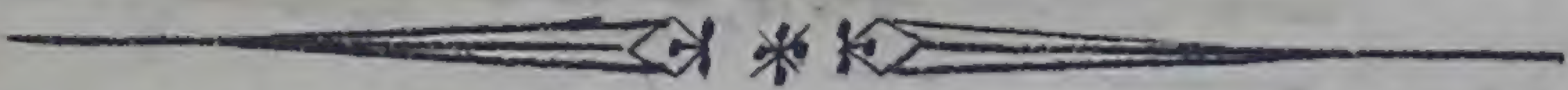
باب چہارم

شیر علی خان سے مقابلہ

و

حالات امیر محمد اعظم خان

سنہ ۱۸۶۷-۷۰ء

اب بلخ کا حال سنئے - مین بیان کر چکا ہون کہ اوس ملک کو فتح کر کے مین نے فیض محمد ناظر حیدر خان اور جنرل علی عسکر خان کو وہان کا گورنر مقرر کیا تھا - جب مین بامیان پہونچا تو سنا کہ ان تینون اشخاص مین آپسمین ناچاقی ہے مین نے اونہین لکھہ بھیجا کہ ایسے وقت مین جبکہ مین کابل پر حملہ کرنے والا ہون - آپس کی پرخاش سے باز رہین - موسم سرما مین مین نے فیض محمد کو لکھا کہ ایک ہزار بار برداری کے ٹٹو بھیجدے لیکن اوس نمکحرام نے یہ دیکھکر کہ مین جنگ مین مصروف ہون انکار کیا - فتح سعید آباد کے بعد میرے والد نے اوسے لکھا کہ آکر اون سے ملاقات کرے اس سے بھی اوس نے انکار کیا - اسی درمیان مین میرے

پیچھیر سے بھائی سردار سرورخان آٹھ ہزار سوار اور غلام علی خان کے ہمراہ ہزارہ کا انتظام کرنے کے لیے بامیان بہیجے گئے تھے۔ اور اسی زمانہ مین شیر علی خان قندہار سے غزنی جارہے تھے کہ کلات مین مین نے اونکا مقابلہ کیا جیساکہ اوپر ذکر کرچکا ہون۔

سردار فیض محمد روز بروز زیادہ تکلیف دینے لگا اور مجبور ہوکر میرے والد نے سرورخان کو اوسپر فوج کشی کا حکم دیا۔ وہ فوراً بلخ روانہ ہوئے اور ہیبک سے پانچ کوچ کے فاصلہ پر آب کلی نامی گانون مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ سرورخان نے شکست کہائی لیکن دوبارہ فوج جمع کرکے پہر باجگاہ مین لڑے لیکن اس مرتبہ بہی فیض محمد کو فتح ہوئی۔ سردار سرورخان بہاگ گیے اور بہت سے افسر اور سپاہی فیض محمد نے قید کرلیے۔ نائب غلام اور غلام علی خان اور دو یا تین بڑے افسرون کو اوس نے قتل کروایا۔ اسکے بعد وہ قتاغان و بدخشان کی طرف واپس گیا اور میر جہاندار سے یہ دونون ملک خفیف لڑائی کے بعد چہین لیے میر جہاندار میرے والد کے پاس کابل شکایت کرنے کیلئے گیا لیکن اون کے پاس خود فوج نہ تہی اور چونکہ معلوم ہوا کہ فیض محمد کابل کی طرف بڑہ رہا ہے اوںہون نے اوسے روکنے کے لیے مجہے لکہا۔ گو مین اوس وقت عارضہ گردہ کی وجہ سے نہایت کمزور تہا تاہم خط پاتے ہی فوراً روانہ ہوا۔ گہوڑے پر سوار نہین ہوسکتا تہا۔ اس لیے تخت روان پر چلا اور ڈبل کوچ کرکے پانچوین دن غزنی پہونچ گیا۔

وہان والد کا ایک خط ملا جسمین لکہا تہا کہ چندان جلدی کی ضرورت نہین ہے اس لیے کہ نمکحرام فیض محمد بلخ اور قتاغان کی طرف واپس چلا گیا۔ مجہے یہ سنکر خوشی ہوئی اس لیے کہ گومین اچہا ہوگیا تہا لیکن میری فوج دوہرے کوچون کی وجہ سے بہت تہک گئی تہی۔ پانچ روز غزنی ٹہیر کر مین کابل روانہ ہوا۔ والد نے بہت سے لوگ میرے استقبال کے لیے بہیجے اور اون سے مینے دوستانہ برتاؤ کیا۔ والد کے ہاتہہ کو بوسہ دیا۔ اور والدہ کی قدمبوسی حاصل کرکے نہایت خوش ہوا

دریاے کابل کے کنارہ مین سنے اپنی فوج کوٹھیرایا - روزایک مرتبہ والدین کو دیکھنے جاتاتھا لیکن ہمیشہ واپس آکر فوج کے ساتھ سوتاتھا - غرضکہ اسیطرح رہنے لگا یہانتک کہ موسم گرما آیا اور کابل مین ہیضہ شروع ہوا - اوس وقت والد نے فرمایا کہ خیمہ گاہ کی ہوا اچھی نہین بہتر ہے کہ تم بالاحصار جاکر رہو - مین سنے اپنے سپاہیون کو رخصت کیا اور وہ اپنے اپنے مکان چلے گئے - اور خود بالاحصار جاکر اقامت کی -

زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ خبر آئی کہ والد بہی اس وبائی مرض مین مبتلا ہوئے اور اس ملک کے جاہل عطارون کی دواؤن کی اون پر آزمایش ہونے لگی یہانتک کہ بخار بہی آگیا اور وہ سخت بیمار ہوگئے ساتھ ہی یہ بھی سنا گیا کہ شیر علی خان بلخ پر پہونچ گئے تہے جہانکہ فیض محمد بہی اون سے ملگیا تھا اور دونون کابل کی طرف بڑہ رہے تہے - مین سنے فوراً چچا کو اپنے والد کی خطرناک و نازک حالت سے مطلع کیا - شیر علی خان اور فیض محمد کی فوج کشی کا حال لکھا اور عرض کیا کہ گو مین ازحد خواہشمند ہون کہ بڑہکر اون دونون سے لڑون لیکن بلا آپ کے آئے والد کے پاس سے علیحدہ نہین ہوسکتا - عرصہ تک اس خط کا کوئی جواب نہ آیا اس لیے مین سنے یہ انتظام کیا کہ مخبر تعینات کیئے کہ شیر علی خان کی پیشقدمی کی روزانہ کیفیت مجھسے بیان کرین تاکہ جب کابل پہونچنے مین دو دن کی راہ باقی رہ جائے تو مین باہر نکلکر اون سے لڑون - ایک روز مجھے یہ سنکر تعجب ہوا کہ دشمن پنج شیر واپس گیا اور چاہتا تھا کہ یکایک کوہستانِ کابل مین داخل ہو - یہ سنکر مین والد سے رخصت ہوا اور چارہ کار روانہ ہوا - اونہون سنے میری فتحیابی کے لیے دعا مانگی - چچا بہی غزنی پہونچ گئے لیکن لڑائی کے اختتام تک وہین مقیم رہے چارہ کار پہونچکر مجھے خبر ملی کہ فیض محمد کا ارادہ وادی پنج شیر سے آنے کا تھا اسلیئے مین سنے تمام شب کوچ کیا اور طلوع آفتاب تک گل بہار نامی مقام اور قلعہ الہ داد پہونچا جو کہ گھاٹی کے منہہ پر واقع ہے - اِدہر تو مین اپنی پوری فوج کے ساتھ وارد ہوا اور اُدہر فیض محمد بہی

پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گیا۔ بعدۂ مجھے معلوم ہوا کہ ہماری فوج سامنے دیکھکر اوسے سخت تعجب ہوا اس لیے کہ سرداران کوہستان نے اس غرض سے اوسے اپنے ملک سے ہوکر جانے کے لیے بلایا تہا کہ راہ مین کسی قسم کی مزاحمت کا کم موقع ہوگا لیکن مین آفت ناگہانی کی طرح اوس وقت پہونچ گیا تہا۔ علاوہ برین ایک خط شیر علی خان کا اوسے ملا جسمین فہمایش کی گئی تھی کہ اونکے آنے تک اوسے آگے نہ بڑہنا چاہئے کیونکہ دو روز کے عرصہ مین وہ وہان پہونچ جائینگے۔ یہ خط پاکر فیض محمد کے ہاتھ پیر چہوٹ گیے اور شیر علی خان کو ملامت آمیز خط لکھکر اطلاع دی کہ عبد الرحمن پہونچگیا ہے۔ اگر تم نے آنے مین زیادہ توقف کیا تو دونون جان سے جائینگے۔

فیض محمد نے شب ہی کو پہاڑی کی چوٹیون پر مورچہ بندی کی اور دوسرے روز صبح کے وقت مین نے اوسپر حملہ کیا۔ لڑائی نہایت سخت ہوئی اور گو فیض محمد بلندی پر ہونے کی وجہ سے ہم سے زیادہ فائدہ مین تہا تاہم چند گھنٹے کے بعد مین نے اوسکے بعض سنگرون پر قبضہ کرلیا۔ یہ سنکر وہ پہاڑیون کے پیچھے سے سامنے آیا اور مین نے اوسپر ایک ایسا سیدہا گولا چلایا کہ اوسکے ٹہیک شکم مین جاکر لگا۔ ہمارا نمک جو اوس نے کہایا تہا وہ اس طرح پہوٹ کر نکلا اور ایسے نمک حرام کی زندگی کا اس موزونیت کے ساتہہ خاتمہ ہوا۔ مین نے تقریباً اوسکی تمام فوج گرفتار کرلی اور شیر علی خان صرف دو ہزار سوارون کے ساتہہ جو وہ ہرات سے لاے تہے بلخ بہاگ گے[^۹۵]۔ مین نے فیض محمد خان کی لاش اوسکے بڑے بہائی ولی محمد اور اوسکی ہان کے پاس بہیجدی اور تین چار روز بعد مین بھی کابل واپس گیا۔

چند روز بعد میرے چچا کو اس فتح کی خبر غزنی پہونچی۔ کابل پہونچتے ہی مین والد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اونکو حالت نزع مین پایا۔ خواتین حرم سرا نے باواز بلند کہا کہ عبد الرحمن

[^۹۵]: ۱۳ ستمبر ۱۸۶۶ء

آگیا ہے اور قدمبوسی کے لیے حاضر ہے۔ لیکن اونہین یارا سے کلام نہ تھا تاہم مجھے
دیکھکر میری طرف ہاتھ بڑہایا۔ یہ دیکھکر کہ وہ اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہوجائینگے میں
رونے لگا۔ تہوڑی دیر تک وہان رہکر مین اپنی خیمہ گاہ مین آیا اور اپنے فوجی فرائض کی طرف
متوجہ ہوا۔ والد کو روز دوبار جاکر دیکھتا تہا۔ میری واپسی کے تیسرے روز جمعہ کے دن
اونہون نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور مجھے اپنی مفارقت کا داغ دے گئے لیکن
مین نے مشیئت ایزدی کے روبرو سر تسلیم خم کیا اور صبر کیا۔ اسکے بعد تجہیز و تکفین کا انتظام
کیا گیا اور اپنی وصیت کے مطابق وہ قلعہ ہوشمند خان مین جو اونکی ملکیت تھی دفن کیے گئے
مین دل شکستہ کابل واپس آیا اور غربا اور مساکین کو کہانا کہلایا۔

تین روز بعد مین نے اپنے چچا سردار محمد اعظم خان سے کہا کہ جب تک والد زندہ تھے
آپ اونکے چہوٹے بہائی تھے اور مین بمنزلہ آپ کے چہوٹے بہائی کے تہا۔ اب جو والد
نے وفات پائی تو مین آپکو بجاے اونکے سمجھونگا اور آپکی جگہ خود لونگا۔ اور آپکا بڑا لڑکا میری
جگہ تصور کیا جائیگا۔ اونہون نے جواب دیا کہ تم اپنے باپ کے تخت کے حقدار ہو اور مین
تمہارا نوکر رہونگا۔ مین نے کہا "آپ کی ریش سفید کے لیے زیبا نہین کہ آپ کسی کے ملازم ہون
مین جوان ہون اور جسطرح والد کی خدمت کرتا تہا۔ اوسیطرح آپکی بھی کرونگا" چار روز بحث کے
بعد جمعہ کی شب کو مین نے اہل خاندان امرا اور صوبجات کے سرداروں کو طلب کیا اور حکم دیا
کہ چچا صاحب کے نام مین خطبہ پڑہا جائے۔ اسکے بعد سب سے پہلے مین نے اونکے ہاتھہ پر
بیعت کی اور دوسرے سرداروں نے بھی ایسا ہی کیا اور اونہین مبارکباد دی۔ مین اپنی خیمہ گاہ
مین واپس آیا چالیس شبانہ روز والد مرحوم کی روح کو ثواب پہونچانے کیلئے قرآن شریف ختم کروائے
اور محتاجون کو خیرات دی۔ چند مہینے بعد مفسدون نے میرے چچا کو مجھ سے بدظن کردیا
اور اونہین باور کرایا کہ میرے کابل مین رہنے کی وجہ سے اون کا رعب کم ہے بہتر ہو کہ مجھے

بلخ بہیجدین اور میری جگہ اپنے بیٹے کو مقرر کرین - وہ بیوفا اور نمکحرام لوگ جنکے ہاتہہ مین امیر کی لگام تہی یہ تہے۔، سرفراز خان (غلزئی) صاحبزادہ غلام جان ملک شیرگل (غلزئی) نواب خان صوفی خان (کیانی) محمد اکبر خان (غلزئی) میر اکبر خان (کوہستانی) میر جان عبدالخالق پسر احمد کشمیری (جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے) اور ملک جبار خان - اِن کے بہکانے سے امیر اس قدر مجھسے بدگمان ہوگیے - کہ ایک روز حسب معمول مین سلام کے لیے گیا تو دربان نے روکا اور کہا کہ امیر صاحب آرام فرماتے ہین - مین دروازہ پر صبح سے ایک بجے دن تک بیٹہا رہا حالانکہ دیگر ملازمین اور اراکین متواتر آتے جاتے تہے - اسکے بعد خاصہ چنا گیا تب مجہے تعجب ہوا کہ امیر صاحب کی عجیب قسم کی نیند تہی کہ خواب مین کہانا بہی کہاتے تہے - اب مجہے بہی اندر جانے کی اجازت دی گئی - دیکہا کہ سب اراکین امیر کے چارون طرف بیٹہے ہین - مین بہی بیٹہہ گیا لیکن جب مجہ سے کہانے کیلئے کہا گیا تو مین نے جواب دیا کہ مین کہانا کہا چکا ہون اور کہانا ختم ہونے تک ایک گوشہ مین بیٹہا رہا - پہر مین نے دیکہا کہ درباری آپسمین سرگوشی کرنے لگے اس لیے مین اوٹہکر چلا آیا - یہ پردہ داری اور سازش دو تین روز تک رہی جسکے بعد امیر نے کہا کہ تمہارا بلخ جانا بہتر ہے - مین نے اونہین یقین دلایا کہ بہترین انتظام یہ ہوگا کہ وہ اپنے بیٹے عبداللہ کو عبدالرحیم اور جنرل نظیر اور میری فوج کے دیگر افسرون کے ہمراہ جو کہ بلخ کے رہنے والے تہے چوبیس توپون کے ساتہہ بہیجدین اور مجہے کابل مین اپنی خدمتگذاری کے لئے رہنے دین - مین نے خیال کیا کہ اگر شیر علی خان نے ہرات کی طرف سے لشکر کشی کی تو مین اونکا مقابلہ کرون گا - میرے چچا نے کہا کہ بلخ کا انتظام سوائے تمہارے اور کسی سے نہین ہوسکتا - مین سمجہہ گیا کہ اونکا اصل منشاء مجہے وہان سے نکالنا تہا اس لیے دس روز مین بلخ روانہ ہوگیا اور اپنے اہل و عیال کو کابل مین رہنے دیا - جاڑے کا موسم تہا اور زمین برف سے چہپی ہوئی تہی - مجہے راہ مین سخت تکلیف ہوئی اور میرے تین سو آدمیون کے دست و پا پالے

سے بیکار ہو گئے۔

یہ لکہنا بہی ضروری ہے کہ میری روانگی سے پہلے امیر نے محمد اسمعیل پسر سردار امین خان کو ایک پلٹن چہہ توپین اور پانچ ہزار سوار دیکر ہزارہ اور کرنل سہراب کو چار سو سوار اور چار توپین دیکر باجگاہ تک جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ جب مین وہان پہنچون۔ تو مجہہ سے آکر ملین اس حکم کے مطابق یہ افسر میرے سلام کو آئے۔ مین نے اون سے بلخ تک ساتہہ چلنے کیلئے کہا تاکہ وہان جو لوگون نے علم بغاوت بلند کیا تہا اوسے زیر کرین اور وعدہ کیا کہ موسم بہار مین کابل واپس بہیجدونگا اونہون نے منظور کر لیا لیکن کرنل سہراب کے پاس چچا صاحب کا خط آیا کہ میری اجازت لیکر یا بلا اجازت جس طرح ہو فوراً واپس جائین۔ چند روز بعد گورنر بامیان نے۔ (جسے مین نے مقرر کیا تہا) لکہا کہ حساب فہمی اور موقوفی کیلئے کابل سے طلبی کا حکم آیا ہے۔ مین نے یہی جواب دیا کہ تعمیل حکم کرنا لازم ہے۔ بہت سے تکلیفین اور راہ کی سختیان اوٹہا کر جب مین ہیبک پہونچا تو میر قتاغان سلام کیلئے حاضر ہوا اور بہت سے تحائف معہ چار سو شتر اور ایک ہزار گہوڑون کے لایا۔ وہان سے مین تاشقرغان گیا۔ شیر علی خان کی بدنظمی کی وجہ سے ملک کی حالت بالکل متغیر پائی۔ میر ہاے بلخ کو جنہون نے بخارا کولاب اور حصار وغیرہ مین پناہ لی تہی شیر علی خان نے اپنے ملک کو واپس آنے کیلئے لکہا تہا بشرطیکہ وہ ملک اور توپین روپیہ دیکر خرید کر لین۔ ان بیوقوفون نے یہ سمجہکر کہ شیر علی خان کو ملک فروخت کرنے کا اختیار تہا روپیہ دیدیا اور افغان باشندون کو یہ کہکر فوراً لوٹ لیا کہ اون کو شیر علی خان نے بیچ ڈالا تہا۔ افغانون نے جواب دیا کہ ہم شیر علی خان کو امیر نہین مانتے۔ عبدالرحمن ہمارا بادشاہ ہے۔ اسطرح بات بڑہتی گئی حتی کہ بہت کشت وخون ہوا اور اسلئے جب مین وہان پہونچا سب امیر خوف زدہ ہو کر آقچہ اندخوی۔ شبرغان۔ اور سیمنہ بہاگ گئے اور قلعہ نملک کو مستحکم کر کے میرے مقابلہ کے لیے فوج جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

مین تاشقرغان سے مزارشریف اور وہان سے تختہ پل گیا۔ میرے پہونچنے کے چند روز بعد اسمعیل خان کے توپخانے اور پلٹن کے افسرون نے مجھ سے آکر کہا کہ اسمعیل خان آپ سے صاف تو برتاؤ نہین رکہتا ہے ہم بہایت خوش ہونگے اگر آپ ہمین اپنی فوج مین داخل کرلین۔ مین نے جواب دیا وہ میرے چچا امیر اعظم خان نے تمہین اسمعیل خان کے ماتحت مقرر کیا ہے۔ جب تک اونکی اجازت نہ ہو مین تمکو تبدیل نہین کرسکتا" لیکن مین نے چچا کو اسکی نسبت لکہنے کا وعدہ کیا اور لکہا بہی جسکا جواب یہ آیا کہ جو کوئی میرے نورچشم محمد اسمعیل خان کی شکایت کرے وہ مفسد و کذاب ہے۔ یہ خط مین نے اون افسرون کو دکہادیا اور تملک روانہ ہوا جہان کہ میرے مقابلہ کی تیاریان کی گئی تہین۔ مین نے صلح اور آشتی کے ساتھہ وہان کے لوگون کو سمجہایا کہ لڑکر اپنے آپ کو تباہ نکرین اور قسمین کہائین لیکن اونہون نے اس خیال سے ایک نہ مانی کہ قلعہ فتح نہو سکے گا۔ قلعہ کی خندق کا طول ۳۳ گز اور عرض پچاس گز تہا اور اس لیے اوسے عبور کرنا تقریباً ناممکن معلوم ہوتا تہا۔ دوسرے دن مین نے اپنی توپون کو آراستہ کیا اور طلوع آفتاب کے وقت حملہ کا حکم دیا۔ نو بجے صبح تک قلعہ کا دروازہ اور دو مینار مسمار کردئے گیے میری فوج نے دس ہزار پولے خشک گہاس کے خندق مین ڈالدئے اور اونپر چلکر قلعہ کی دیوارون تک پہونچ گئے۔ باغیون اور قلعہ کے لوگون نے بید کے بڑے بڑے گٹھون مین آگ لگائی اور اونہین میری فوج پر پہنیکا اور جو سپاہی دیوارون پر چڑہے اون پر سنگینون سے حملہ کیا۔ باوجود اس سب کے وہ قلعہ خرد مین داخل ہوگئے حالانکہ اس کوشش مین سات سو آدمی کام آئے۔ قلعہ کے تمام لوگ جنکی تعداد اڑہائی ہزار تہی قتل کئے گئے صرف ایک شخص زندہ بچا اور وہ بہی اسطرح کہ اوس نے اپنے تئین ایک اندہے کوئین مین گرادیا تہا۔ اوس نے بیان کیا کہ جب میر ہاے بلخ نے سنا کہ مین آرہا ہون تو اڑہائی ہزار سب سے زیادہ دلیر اور بہادر شخص انتخاب کئے جنہون نے از خود کہا کہ اس قلعہ کی حفاظت کے لئے جان تک دینے سے

دریغ نہ کرینگے اسکے صلہ مین خلعت تلوارین - بندوقین وغیرہ اونہین بطور انعام دیگئی تہین -
مین نے قلعہ کے حاکم قراخان پسر ایشان صدور میر بلخ سے دریافت کیا کہ تم نے
میری قسم کیون نہ مانی اور کیون لڑے - اوس نے جواب دیا وہ جسطرح مین جانتا ہون
آپ بہی واقف ہین کہ پہلے کبہی یہ قلعہ فتح نہین ہوا ہے اور اسلیے ہمکو یقین کامل تہا کہ
اِسے آپ نہ لے سکین گے" مین جانتا تہا کہ سچ کہتا ہے اسلئے کہ میرے چچا نے اٹھارہ
مہینے اسکا محاصرہ کیا تہا اور سامان رسد ختم ہوجانے کی وجہ سے مجبوراً محصورین سے صلح
کی تہی - خدا کے فضل سے مین نے چہہ گہنٹہ مین اوسے فتح کیا اور اوس ملک مین جو ظلم
افغانون پر ہوئے تہے اون سب کا عوض لیا - دوسرے روز اوس ایک شخص کو مین نے
رہا کردیا اور میر ہاے بلخ کے پاس بہیجدیا کہ اونکو قلعہ کے فتح کی کیفیت سنائے اسکے بعد مین آقچہ
کی طرف بڑہا - وہان کے باشندے میرے استقبال کیلئے شہر کے باہر آئے میری عزت اور
تعظیم کی اور میر ہاے بلخ کے افعال کی معافی چاہی - مین نے معاف کردیا اس لیے کہ اونکے
قصور کا اصلی سبب شیر علی خان کا اونکے پاس ملک بہیجنا تہا - تمام میر ہاے بلخ میمنہ کی طرف
بہاگ گیے سواے میر حکیم خان کے جس نے کہ میری اطاعت قبول کی اور محمد خان میر سرپل
کے جس نے مجہے بہت سے تحائف بہیجے - اس شخص کا مین پہلے بہی ذکر کرچکا ہون جہانکہ
اوسکے بخارا مین رہنے کا بہی حال لکہا ہے - اوسکے تحائف مین نے واپس کردئے اور ایک نیے
گورنر کو خط دیکر بہیجا کہ اوسکے ملک پر قبضہ کرلے - الغرض وہ بہی میمنہ کی طرف بہاگ گیا - شبرغان
پہونچکر مینے سابق میر حکیم خان کو بحال کیا اور اندخوی مین نیا گورنر بہیجا - میر حکیم نے ممنون احسان
ہوکر اپنی بیٹی میرے عقد مین دینا چاہی - اولاً مین نے انکار کیا لیکن بعدہٗ منظور کرلیا - محمد اسمعیل خان
کے محافظون نے مجہے اطلاع دی کہ وہ ہماری گورنمنٹ کا دشمن ہے اوس سے ہوشیار رہنا چاہیے

چونکہ اسی قسم کی شکایت اسمعیل خان کے افسرون سے پہلے سن چکا تھا اس لیے مین نے صلاح دی کہ براہ راست امیر کو اطلاع دین اور اوس تحریر پر اپنی مہرین کر دین - مین نے چچا صاحب کو بہی لکہا لیکن اونہون نے مطلق خیال نہ کیا اور اوٹا ہمکو سخت سست کہا - مجھے حکم بہیجا کہ فوراً میمنہ چلے جاؤ لیکن چونکہ یہ مضر ثابت ہوتا مین نے عذر کیا کہ میری فوج موسم سرما مین برابر سفر کرتی رہی ہے بہت صعوبتین اوٹھائی ہین - اور لڑائی مین فتح بہی پائی ہے مناسب ہے کہ اوسے اچھی طرح آرام کرنے دین - دوسرے ملک کی حالت بہی قابل اطمینان نہ تھی اور اس وجہ سے اوس وقت تک میرا وہان رہنا مفید تھا جب تک کہ لوگ ہماری حکومت کے عادی نہ ہو جائین - اسکے جواب مین اونہون نے لکہا کہ شیر علی خان میرے بیٹے سردر خان اور عزیز خان کے مقابلہ مین ضرور قندہار فوج بہیجیگا اور اگر ایسا ہوا اور اونہین شکست ہوئی تو مین اسے تمہارا قصور تصور کرونگا - مین نے کہا میمنہ اور فوج بہیجدیجئے اور مجھے یہان اپنے قریب رہنے دیجئے تاکہ اگر شیر علی خان قندہار پر حملہ کرین تو مین اون کا مقابلہ کرون - علاوہ برین میمنہ کے محاصرہ مین گئے مہینے صرف ہونگے اور ممکن ہے کہ شیر علی خان مجھے اس قدر دور دیکہکر کابل پر فوج کشی کرین - لیکن چچا صاحب نے میری صلاح پر کان نہ دیا اور کہا کہ اگر تم میرے خیرخواہ اور دوست ہو تو ضرور تعمیل کروگے - مجھے سخت نا امیدی ہوئی اور دل مین آیا کہ لکہدون کہ شیر علی خان کی دشمنی کا مجھے خوف نہین ہے تو آپکی دشمنی کا کیا ہوگا لیکن یہ سوچکر باز رہا کہ چونکہ مین نے ہی اونہین تخت پر بٹہایا تھا اس لیے ہر بات مین اونکی تائید کرنی چاہیئے لہذا مین نے ہر طرف گورنر مقرر کئے اور اندخوی کی راہ سے میمنہ روانہ ہوا - ساتھہ ہی اپنی روانگی کی اطلاع امیر کو بہی دیدی اور لکہا کہ ایک دن آپکو میرے یہان سے جانے کا افسوس کرنا پڑیگا -

جب مین ایک گانون مین پہونچا جہان سے کہ میمنہ ایک دن کی راہ ہے تو امیر کا خط آیا کہ شیر علی خان کے بیٹے قندہار کی طرف بڑھ رہے ہین اور اونہون نے فرح لے لیا ہے اپنی نصف فوج فوراً کابل بہیجدو اور باقی سے میمنہ کا محاصرہ کرو اور نور چشم اسمعیل خان کو بھی اوس فوج کے ساتھہ روانہ کردو۔ مین نے جواب دیا کہ مین آپکو پیشتر ہی متنبہ کرچکا ہون آخر وہی ہوا۔ اور اوسوقت آپ نے میری ایک نہ مانی اب میرا خود آنا یا فوج بہیجنا ناممکن ہے اس لیے کہ نصف فوج سے میمنہ کا محاصرہ نہین ہو سکتا ہے۔

مین پھر آگے بڑھا اور میمنہ پہونچکر قلعہ کے باہر مورچہ بندی کا انتظام کیا۔ قلعے سے پندرہ سو قدم کے فاصلہ پر تل عاشقان نامی پہاڑی پر جو قلعہ سے زیادہ بلند تھی خیمہ زن ہوا۔ محاصرہ شروع کرچکا تھا کہ ایک اور خط چچا صاحب کا آیا جس سے معلوم ہوا کہ اونکے بیٹے محمد عزیز خان کو محمد یعقوب خان نے شکست دیکر قید کر لیا تھا اور صوبہ پشت رود پر قبضہ کر لیا تھا اسلئے مجھے حکم ہوا کہ نصف فوج فوراً بہیجدو۔ لیکن مین نے پھر انکار کیا اور کہا کہ چونکہ دشمن سے مقابلہ ہوچکا ہے اور قلعہ کا محاصرہ بھی شروع ہوگیا ہے اتنی فوج میرے پاس نہین ہے کہ نصف آپکے پاس بہیجدون۔

مین نے قلعہ پر نہایت زور کے ساتھہ حملہ کیا لیکن اوسے فتح نہ کرسکا اسلئے کہ محمد اسمعیل خان نے دشمن کو پیشتر سے مطلع کردیا تھا کہ کس وقت حملہ کیا جائیگا تاہم اونہین یہ یقین ہوگیا کہ دوسرا حملہ برداشت نکرسکین گے۔ بدین وجہ میر میمنہ نے اپنے لڑکے کو چند افسرون اور علما کے ساتھہ میری خدمت مین بہیجا۔ اونہون نے قرآن شریف پر قسم کہائی اور چالیس ہزار اشرفیان سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ اسکے علاوہ گھوڑے اور نیز دیگر اشیا بطور تحائف بہیجین۔ کابل کی طرف جو دشواریان پیش تہین اونکی وجہ سے مین نے یہ شرایط قبول کرلین جسکے بعد خود میر بھی میرے سلام کو آئے۔ قلعہ پر معہ چہ توپون کے جو اوسمین تہین مین نے قبضہ کرلیا

میر حسین خان سے میرے ہاں دیگر کی جانب سے بہی معذرت کی اور مین نے اونہین معاف کر دیا۔

میرے چچا نے محمد اسمعیل خان کو لکہا کہ پانچ خط تمہارے پاس بہیجے کہ واپس چلے آو لیکن تمنے مطلق خیال نہ کیا۔ یہ خط مین نے اسمعیل خان کو دیا اور سمجہا دیا کہ پہلے خط مینے اس سبب سے تمکو نہین دئے تہے کہ مجہے تمہاری فوج کی ضرورت تہی لیکن چونکہ اب ضرورت باقی نہین ہے تم واپس جا سکتے ہو - دوسرے دن وہ چلے گئے اور مین بہی بلخ روانہ ہوگیا - چونکہ محمد اسمعیل خان دل سے دغاباز تہا اس لیے اوس نے لنبے لنبے کوچ کرنے شروع کئے تاکہ مجہہ سے پہلے پہونچکر شہر لوٹ لے لیکن مجہے شبہ ہوگیا تہا اور اوسے آگے نہ بڑہنے دیا - بلخ پہونچکر کرنل سہراب کا ایک خط مجہے ملا جسمین لکہا تہا کہ امیر کے حکم کے مطابق مین سردار شریف خان کو تختہ پل لے آیا ہون اب اسکی مناسب نگرانی آپکے متعلق ہے - یہ شریف خان محمد اسمعیل خان کا چچا تہا اس لیے مجہے خیال ہوا کہ غالباً اسمعیل خان اوسکے چہڑانے کی کوشش کریگا - لہذا مین نے دو پلٹنین اور ایک باتری اوس شب کو روانہ کی اور حکم دیا کہ دن رات کوچ کر کے تختہ پل پہونچ جائین - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور فوج صبح اپار کر کے اور آقچہ ادر بلخ ہوکر تختہ پل پہونچگئی - اسمعیل خان بہی حملہ کرتے اور چچا کو رہا کرنے کے ارادہ سے دوسرے روز پہونچا لیکن میری فوج کو وہان پاکر مزار شریف کی طرف واپس گیا - وہان پہونچکر گورنر کو دہمکیان وغیرہ دیکر جبراً تمام سرکاری روپیہ یعنی تیس ہزار تنگے لے لیے اسکے بعد خزانہ لوٹنے کی غرض سے تاشقرغان کی طرف چلا لیکن لوگون کو پیشتر ہی سے اوسکے آنے کی خبر ہوگئی اور اونہون نے اوسکے مقابلہ کی تیاری کی - یہ معلوم کر کے اوس نے بامیان کی طرف رخ کیا اور جو کچہ راستہ مین ملا لوٹتا گیا - میرے چچا صاحب اوسکی ان حرکتون سے آگاہ نہ تہے - بمقام بامیان اوسے خط لکہا کہ جس قدر

جلد ممکن ہو کابل چلے آؤ اس لیے کہ شیر علی خان نے قندہار فتح کر لیا تھا اور کلات کی طرف بڑہتے چلے آتے تھے اور وہ خود اونکے مقابلہ کو غزنی جانے والے تھے۔ محمد اسمعیل خان نے جو کہ "دو نور چشم" کہلاتا تھا جواب دیا کہ میری دو پلٹنین توپخانے کے سپاہی اور سوار کہتے ہین کہ جب تک ہمین ایک سال کی باقی ماندہ تنخواہ نہ دی جائیگی ہم نہین جانے دینگے۔ لیکن میرے چچا کو اوسکے تختہ پل سے روانہ ہونے کی خبر پہونچ چکی تھی مجھے کہلا بھیجا کہ تم سچ کہتے تھے کہ اسمعیل حیلہ باز ہے۔ مین نے جواب دیا کہ ہنوز روز اول ہے "دو نور چشم" ابھی آپکی اور بھی خدمت کریگا اور لکھا کہ خدا کے واسطے کابل نہ چھوڑئے اور ایک مہینہ توقف فرمائے اوسکے بعد مین آکر آپکی امداد کرونگا اور فوراً دو ہزار بہادر سپاہی زیر کمان غلام علیخان پوپل زئی بھیجدے کہ میرے پہونچنے تک وہان رہین۔

دوسرے روز مجھے بخار آگیا اور اکیس روز مین اوسمین مبتلا رہا۔ لیکن اچھا ہوتے ہی کابل روانہ ہوا۔ بیماری کے زمانہ مین مینے عبدالرحیم خان اور جنرل نظیر خان کو معہ دیگر افسرون کے ہدایت کردی تھی کہ سفر کا سامان درست کرلین۔ اوسکے ٹہیک ہوتے ہی مین تاشقرغان گیا اور وہان سے ہیبک پہونچا جہانکہ میرے حرم سرا کا ایک غلام بچہ فقیر کے بہیس مین مجھے ملا اور خبر لایا کہ امیر اعظم خان غزنی چلے گئے تھے اور سردار اسمعیل چند کوہستانی سردارون کے ساتھ کابل کا محاصرہ کر رہا تھا۔ قلعہ مین صرف دو سو سپاہی تھے اور چھہ روز لڑے لیکن کابل کے لوگ اسمعیل سے مل گیے اور شہر کے دروازے کہولدئے اسمعیل نے میرے اور امیر کے اہل وعیال کو محل سے باہر نکال دیا۔ اور شیر علی خان کو امیر قرار دیا۔ غلام بچہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میری والدہ نہایت پریشان و پراگندہ خاطر تھین۔ علاوہ اسکے سردار سرور خان نے غوری سے لکھا کہ غزنی مین اونکی فوج نے شکست کھائی اور چونکہ بھاگنے مین وہ امیر سے علیحدہ ہوگیے اسلیے یہ نہین معلوم کہ امیر کس طرف گئے۔

یہ خبر سنکر مجھے نہایت ملال و افسوس ہوا اور ناظر حیدر گورنر بلخ کو مین نے لکھا کہ میرے چچا
صاحب کو تلاش کرے - بلحاظ بین اونکا پتہ لگا جہان کہ وہ ہزارہ ہوکر گئے تھے - گورنر بلخ
کو مین نے ہدایت کی کہ اونہین ایک لاکھ تنگے اور سواری کے گھوڑے دیوے اور
جس چیز کی ضرورت ہو اونکے پاس بہیجدیوے اسکے بعد کابل جانیکا ارادہ ترک کرکے مین غوری
روانہ ہوا اور جنرل نظیر خان کو لکھدیا کہ باجگاہ جانے سے باز رہے -

جب ہم غوری پہونچے تو میر جہاندار شاہ نے جو کہ میرے ہمراہ تھے اپنی بھتیجی دختر میر شاہ
کو میرے نکاح مین دینا چاہا - مین نے انکار کیا اور کہا کہ جو رشتہ داری میرے چچا کے ذریعہ
سے اونکے خاندان سے قایم ہوگئی ہے وہ کافی ہے - لیکن اونکے اصرار سے مین نے
اوس لڑکی سے عقد کرلیا - میر محمد شاہ نے جسے کہ فیض محمد نے میر جہاندار شاہ کا ملک دیدیا
تہا مجھے تحائف بہیجے لیکن مین نے یہ کہکر واپس کردئے کہ یا تو ملک واپس کردو یا خود ملک
چہوڑکر کہین چلے جاؤ - اور خود میر جہاندار کو مین نے دو سو سوار شاہ الدین خان کے ماتحت دئے
کہ جاکر اپنے ملک پر قبضہ کرلین - مین غوری مین رہکر قطاغان کا انتظام درست کرتا رہا اور چچا
صاحب کو لکہا کہ مجھ سے آکر ملین - اسکے جواب مین اونہون نے مجھے بلایا لیکن چونکہ مین
غوری مین ہندوکش اور کابل کے راستون کی نگرانی کرتا تہا نہ جاسکا - میرے نہ جانے کی
وجہ اونہون نے معقول سمجھی خود ملنے آئے اور مین نے اونکی تعظیم و تکریم کی - اونکو کابل
پر دوبارہ قبضہ کرنے کی ازحد خواہش تہی اور مصر ہوئے کہ شیر علی خان سے لڑنا چاہیئے مین نے
سمجھایا کہ موسم بہار تک انتظار کرنا نہایت ضروری ہے اسلیئے کہ برف کے زمانہ مین تمام کوشش
بے سود ہوگی - لیکن حسب معمول اونہون نے ایک نہ مانی اور کہا کہ اگر تم ابھی نہین چلتے ہو تو
مین بخارا چلا جاؤنگا - مین نے وعدہ کیا کہ چہہ مہینے مین مین جنگ کے لیئے تیار ہوجاؤنگا
اور حتی الامکان کوشش کی کہ وہ بہی میرے ساتھ اتفاق رائے کرین لیکن بیکار - آخر شش

مجبور ہوکر اونکے ہمراہ باوقائع وشاوتوتول راہ سے بامیان روانہ ہوا۔ بامیان سے ہم گردن دیوال پہونچے جہانکہ تین ہزار ہراتی سوار شیر علی خان کے مقیم تھے۔ میرے پہونچتے ہی وہ سر جسیمہ بھاگے جسپر میری فوج کی راے ہوئی کہ تعاقب کرنا چاہیئے تاکہ شیر علی خان کی ہمت پست ہو۔ مین نے اسے منظور کیا لیکن چچا صاحب نے انکار کیا اور اصرار کیا کہ فوراً اور درہ سوختہ ہوکر غزنی جانا چاہیئے۔ موسم خراب ہونے کی وجہ سے بہت سی تکلیفون کے بعد ہم غزنی پہونچے۔ خدا ے نذر خان وردک نے قلعہ مستحکم کیا اور ہم روضہ مین خیمہ زن ہوئے۔ میرے چچا نے پیشتر ہی سے اپنے بیٹے سردار سرور خان کو سرفراز غلزئی کے پاس تازان کیطرف بھیجدیا تھا۔ اہل اندرہ کی وفاداری پر اونہین بہت کچھ اطمینان تھا اور چونکہ اونکے ملک سے ہم صرف ایک روز کے کوچ کے فاصلہ پر تھے چچا نے اون سے امداد چاہی۔ چند روز بعد وہ لوگ ہمارے پاس آئے لیکن کسی قسم کی امداد کرنے یا خلعت لینے سے انکار کیا اور میرے چچا صاحب نے پھر دہوکا کہایا۔

شیر علی خان نے جو سنا کہ ہم غزنی مین ہین تو وہ ہم سے لڑنے کے لیے بڑہے۔ یہ ہمارے لیے مضر تھا اور کابل جاکر ہم نے اونپر حملہ کیا ہوتا تو کامیابی کی زیادہ امید ہوتی۔ شش گاؤ پر پہونچکر اونہون نے کمر تک برف زمین پر پائی دہوپ نہ تہی اور رسد کا بہی سامان موجود نہ تھا۔ بر خلاف اوسکے ہم ایسے مسطح مقام پر تھے جہانکہ برف نہ تہی۔ دہوپ برابر رہتی تہی اور رسد کا سامان بہی کافی تھا۔

ایک روز حسب معمول ہم نے سامان رسد لانے کیلئے اونٹ بہیجے تھے بحفاظت دو پلٹن اور چھہ توپون کے کہ شیر علی خان کے دس ہزار سوارون سے مقابلہ ہوگیا۔ اتفاق سے مین اوسوقت دوربین لگاے ہوئے تھا۔ دشمن کی بڑی فوج آتے دیکھکر مین نے دو ہزار سوار اپنے سپاہیون کی کمک کو بہیجدے۔ یہ سوار جلد موقع پر پہونچگئے اور دشمن کے عقب پر

پر تلوار سے حملہ کیا۔ اس امداد سے میرے پہلے سپاہیون کو بھی خوب ہمت ہوئی اور توپون سے
اچھی طرح کام لیا۔ دشمن کا بہت سخت نقصان ہوا اور چونکہ اوسکے سوار ابھی تازہ نوکر تھے اور اچھی
طرح تعلیم و تربیت نہین پائی تھی بھاگنے کی کوشش مین ایک دوسرے پر گر پڑے اور اسوجہ
سے تقریباً ایک ہزار گھوڑے چار توپین اور بہت سے قیدی ہمارے ہاتھہ لگے۔

اوسی شب شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان فتح محمد خان میر سے بار برداری کے
جانورونپر بمقام نانی اور شاندیپ حملہ کرنے کے لئے تعینات کئے۔ یہ خبر پاکر مین نے مخبر
مقرر کیے کہ جس مقام پر وہ شب باش ہون اوس سے مجھے مطلع کرین اور دو ہزار سوار چھہ خچیر
باٹری کی توپین چھہ اسپی توپین دو پلٹنین اور پانچ سو ملیشیا کے سپاہی زیر حکم عبد الرحیم خان اور
جنرل نظیر خان اون پر اچانک حملہ کرنے کے لیے بھیجے۔ تمام رات کوچ کر کے ان دونون
افسرون نے قبل از طلوع آفتاب حملہ کیا اور دشمن کو پسپا کر دیا۔ اسمین ایسی کامیابی ہوئی
کہ ہراتی سوار ہرات بھاگ گئے قندہاری قندہار چلے گیے اور تین ہزار زخمی ہوئے مارے گیے
اور قید ہوئے۔

اس فتح کے بعد مین نے شیر علی خان کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ مین تم سب کو بہت
چاہتا ہون تم مجھہ سے کیون لڑتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا کہ آپ کے چچا سے ہمین سخت
نفرت ہے اونکے ظلم و تعدی سے تنگ آکر شیر علی خان سے ملے ہین اگر وہ آپکے ساتھ
نہوتے تو ہم آپکی اطاعت قبول کر لیتے۔ مین نے یہ خط چچا صاحب کو دکھایا اور کہا کہ جب
تک مین کابل مین رہا سب لوگ خوش تھے صرف آپ کے برے سلوک کی وجہ سے لوگ
ہمارے مخالف ہو گئے ہین اسکا وہ کچھ جواب نہ دیسکے۔

رسد کی تکلیف کی وجہ سے شیر علی خان اپنی فوج ہٹا کر زنا خان دشتہ گاؤ کے قریب
ایک مقام ہے) مقیم ہوئے جہانکہ چھہ سات قلعے ہین اور کھانے پینے کا سامان بھی ہو سکتا تھا

میرے چچا نے خیال کیا کہ بہتر ہو جو زنا خان پر حملہ کیا جاے تا کہ اگر ہمارا قبضہ اوسپر ہو جائے تو شیر علیخان کو رسد نہ مل سکیگی - مینے اونہین سمجہانے کی کوشش کی کہ ایسے خراب موسم مین جبکہ کمر کمر تک برف زمین پر پڑی ہوئی ہے ہمارا اپنی جگہہ سے حرکت کرنا از حد نامناسب ہے اس لیئے کہ نہ تو مورچہ بندی ہو سکیگی اور نہ اسقدر برف مین سوارات کو کہڑے ہو سکین گے - میرے چچا نے اپنی ضد کو پہر راہ دی اور مجھ سے اتفاق نکر کے اصرار کیا کہ زنا خان کے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے - یہ قلعے میری خیمہ گاہ کی بہ نسبت شیر علیخان کی قیامگاہ سے زیادہ تر نزدیک تہے - اگر چند ہی ساعت مین اونپر قبضہ ہو گیا تو خیریت ہو گی لیکن شیر علی خان غالباً اس موقع کو ہاتہہ سے نہ دیکر پوری فوج کے ساتھ علی الصباح حملہ کرینگے اور اوسوقت تک اگر قلعے فتح نہ ہوئے تو اونکے مقابلہ مین سبمجہے کامیابی کی بہت کم امید باقی ہے ہماری فوج کو تقریباً شب و روز گہری برف پر کوچ کرنا پڑے گا - علاوہ برین نصف فوج چچا صاحب کے ساتہہ چہوڑنی پڑیگی اور جو باقی رہیگی وہ شیر علی خان کے مقابلہ کے لیے کافی نہوگی - مین نے یہ سب امور بصراحت اپنے چچا کے روبرو پیش کیے لیکن وہ نہ مانے اور اونکے اصرار کی وجہ سے مین مجبوراً بوقت غروب آفتاب روانہ ہوا -

قلعہ کے نزدیک پہونچکر مین اوسکے سامنے ٹہیرا اور جب ملیشیا سوارون نے صلح و آشتی کے ساتہہ سمجہانے سے اوسے نہ چہوڑا تو مین نے جنرل نظیر خان کو پانچ پلٹنین چوبیس توپین - دو ہزار ملیشیا پیدل اور چار ہزار سوار یعنی تقریباً اپنی پوری فوج دیکر اطراف کی پہاڑیون کی چوٹی پر جانے کا حکم دیا تا کہ رات کی رات مورچہ بندی کر لین - توپین مناسب موقعون پر نصب کرین اور دوسرے روز جنگ کے لیے تمام انتظام درست کر رکہین اسلیے کہ مجہے یقین تہا کہ کل کی لڑائی ہم مین اور شیر علی خان مین قطعی تصفیہ کر دیگی - اوسوقت اندہیرا ہو گیا تہا اور سردی نہایت ہی سخت تہی - تمام شب برف مین بیٹہے رہنے کی وجہ سے ہمین بہت زیادہ اور شدید تکلیفین ہوئین -

صبح ہوگئی اور قلعہ فتح نہ ہوا - مین نے چچا کے پاس ایک آدمی بہیجا کہ ایک ہزار رسالہ کے
سوار اور پانچ سو قتا غان کے سوار لیکر فوراً چلے آئین اور سلطان مراد کو بہی معہ تین پلٹن اور اسپی
توپخانہ کے بہیجدین - یہ بہی صاف لکہدیا کہ شیر علی خان ہم پر حملہ کرینگے اور جو اچہا یا برا نتیجہ ہوگا
اوسی پر سب کچھ منحصر ہے - لیکن اونہون نے جواب دیا کہ سردی ایسی تیز ہے کہ ذرا کم ہو تو
مین فوراً روانہ ہون - حالانکہ اوس شخص نے سمجہایا کہ چونکہ تین گہنٹے زنا خان پہونچنے مین
صرف ہونگے آپکو فوراً روانہ ہونا چاہیئے اور لڑائی آفتاب نکلتے ہی شروع ہو جائیگی -

ادہر شدت سردی سے جنرل نظیر خان بہت زیادہ شراب پی کر بلا توپین پہاڑیون
پر نصب کئے ہوئے اور بلا کسی قسم کی مورچہ بندی کے سوگیا - طلوع آفتاب کے وقت
ایک سوار گہوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ شیر علی خان معہ اپنی تمام فوج کے
پہونچگئے - میرے پاس صرف چالیس سوار تہے اونہین لیکر مین پہاڑیون پر چڑہ گیا لیکن دیکہتا
ہون کہ نہ تو توپچی ہین نہ توپخانہ ہے نہ میگزین ہے اور تمام توپین نیچے گہاٹی مین پڑی ہوئی
ہین - پہاڑی کی چوٹی سے دیکہا کہ شیر علی خان کی فوج بالکل قریب اور لڑائی کے لیے
آراستہ ہے اور جنرل نظیر خان ابہی تک شراب کے نشہ مین پڑا ہوا ہے - مین نے
اوسے جگایا اور کہا "تمنے کیون ایسی حرکت کی؟ اسکا جو نتیجہ ہوگا اوسکے تم ذمہ دار
ہوگے - توپچی - سپاہی اور بار برداری کے جانور کہان ہین؟" اوس نے جواب دیا
"سردی ایسی سخت تہی کہ مین نے اونہین خیمہ گاہ مین سونے کی اجازت دی وہ ابہی
آئے جاتے ہین" مین نے کہا "تم ابہی دیکہ لوگے کہ کیا ہوتا ہے" وہ بولا "مین
شیر علی خان کا منہ چیر ڈالونگا" باوجود اسقدر افسردگی اور ملال کے اوسے مخمور دیکھکر اور
اوسکی اس قسم کی گفتگو سنکر مجھ سے نہ رہا گیا اور ہنس پڑا - چونکہ لڑنے کیلیے فوج نہ تہی
اور جو چند لوگ کہ میرے ساتھ تہے وہ بہی ادہر اودہر بہاگ گئے تہے دشمن نے پہلے

ہماری توپین لینا شروع کین۔ دشمن کو چارون طرف دیکھکر مجھے جان بچانے اور بہا گنے کی فکر ہوئی اور اس لیے مین اون چند سوارون کے ساتھہ ہولیا جو کہ تہوڑے لوگون کا تعاقب کر رہے تھے "اور پکڑو۔ پکڑو" کہتے جاتے تھے۔ اس طریقہ سے مین دو میل نکل گیا اور موقع پاتے ہی بھیس بدلکر اپنے چند سوارون سے ملگیا جو میرے متلاشی تھے۔ ان کو ساتھہ لیکر مین میمنہ کی طرف چلا جہان کہ چچا صاحب سے ملاقات ہوئی اور اون کو تمام سرگذشت سناکر کہا کہ اگر آپ نے میری راے پر عمل کیا ہوتا تو اس وقت مین اس مصیبت مین گرفتار نہوتا۔ پہر مین نے بیس بوجہ اشرفیون کا حال دریافت کیا جو کہ اونکے پاس چہوڑکر آیا تہا۔ اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ مین سو گیا اور خزانچی نے وہ بوجہہ علیحدہ کر دئے۔ مین نے کہا کہ مین نے اشرفیان آپ کے سپرد کی تہین نہ کہ خزانچی کے اور اب ہم نے شکست بہی کہائی اور روپیہ بہی نہین ہے۔ چونکہ بلخ کی راہ برف سے مسدود تہی ہم وہان نہین جا سکتے تھے اس لیے مجبوراً وزیری پہاڑیون کی طرف جانیکا ارادہ کیا۔ لیکن روانہ ہونے کے پہلے دشمن کے دو یا تین سو سوار آپہونچے۔ میرے داہنی جانب ایک نہر یخ بستہ تہی سوارون کو دیکھکر مین نے صرف اپنے چار سوارون کے ساتھہ اوسے عبور کیا باقی سوارون کا دشمن کے رسالہ نے تعاقب کیا اور اونہین میری آنکھون کے سامنے گرفتار کر لیا۔ مجھے نہایت مایوسی ہوئی کہ یہ سب میری آنکھون کے سامنے ہو رہا ہے اور مین بالکل لاچار ہون بہت دیر بعد میرے چچا اور عبدالرحیم معہ تین سو شتر کے مجھ سے آکر ملے۔ رات ہوتے ہوتے ہم خستہ تباہ حال اور شکستہ دل قلعہ زرمست مین پہونچ گئے۔

دو گھنٹہ گانون مین آرام کرکے ہم پہر روانہ ہوئے اور صبح آٹھہ بجے سر روضہ پہونچ گئے وہان کے باشندون نے یہ سمجھکر کہ ہم شیر علی خان کی فوج کے آدمی ہین نکل کر ایک گولہ

چلایا لیکن جب پہچانا تو معذرت کی اور اونکے ملِک اور مُلّا ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے لیے کہانا وغیرہ لائے ایک ملا نے مجھے پانی پینے کے لیے تانبے کا کٹورا ہدیۃً دیا۔ اور دوسرے نے ایک آفتابہ۔ حقہ اور تماکو مین نے خود خرید کیا اور چونکہ دو روز سے حقہ کی بو بھی نہین سونگھی تھی اوس وقت حقہ پینے مین نہایت لطف آیا۔ میرا کل اثاث البیت یہ تھا۔ ایک تانبے کا کٹورا۔ ایک آفتابہ۔ ایک حقہ۔ ایک کمبل اوڑہنے یا بچہانے کیلئے۔ ایک جوڑا کپڑون کا جو کہ لڑائی مین پہنے ہوئے تھا۔ تلوار۔ پیٹی۔ تمنچہ اور ایک سواری کا گھوڑا۔ حالانکہ چند روز پیشتر میرے خزانہ مین آٹھہ لاکھہ بخاری کی اشرفیان۔ بیس ہزار انگریزی پونڈ پینتیس ہزار ماشے سونا۔ گیارہ لاکھہ روپیے کابلی۔ پانچ لاکھہ روپیے قندہٰ کے (ہندوستانی روپیہ کے برابر) دس ہزار خلعت۔ دو ہزار آدمیون کے لیے کہانا پکانے کے برتن (اسی قدر آدمی روز میرے دسترخوان پر کہانا کہاتے تھے) ایک ہزار اونٹ۔ غرضکہ افغانستان مین سب سے زیادہ مال ومتاع میرے پاس تہا۔ لیکن اس سب کا مجھے زیادہ افسوس نہ تہا صدمہ تہا تو اس بات کا کہ مین اپنے سچے خیرخواہ اور مہربان ملازمون سے علیحدہ ہوگیا جنہون نے مجھے ایسی محبت سے پالا تہا اور جنکی اسوقت بجھے مطلق خبر نہ تہی۔

اوسی روز سہ پہر کے وقت مین سرروضہ سے روانہ ہوا اور امیر محمد نامی ایک شخص خروٹی قوم کا بطور رہنما کے ساتھہ لیا۔ آٹھہ بجے شب کے بعد ہم ہیرمال پہونچے۔ گھوڑون سے اوترے اور ایک مقام پر جہان سے برف علیحدہ کر دی گئی تہی تاپنے کے لیے آگ روشن کی۔ قلعہ ہیرمال کے لوگ ہم سے ملنے کے لیے آئے اور مجھ سے نزاع شروع کی میرے سوار اور چچا صاحب مجھے اوسی حالت مین چھوڑ کر آگے بڑہ گئے۔ تہوڑی ہی دیر بعد موقعہ پا کر مین نے ہیرمال کے ایک باشندے سے گھوڑا چہین لیا جسپر وہ سوار ہونا

چاہتا تھا اور ایک پیر رکاب مین رکھ کر کود کر گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ اوس شخص نے مجھے نیچے
گرانا چاہا لیکن جب مین نے تلوار نکالی تو وہ علیحدہ ہو گیا۔ مین نے تیزی سے گھوڑا دوڑایا
اور اپنے ساتھیون سے جا ملا۔ چچا صاحب نے مجھے دیکھکر تعجب کیا لیکن جب مین نے
دریافت کیا کہ مجھے چھوڑ کر کیون سب بھاگ آئے تو اونکے پاس اسکا کچھ جواب نہ تھا۔ ہم
مین سے کسی کو بھی راہ معلوم نہ تھی اسیلیے آگے بڑھنے مین دقت ہوئی اور سب نے آپسمین
مشورہ کیا۔ مین نے کہا کہ آج شب یہین قیام کرنا چاہیئے صبح کے وقت راستہ معلوم
ہو جائیگا اور سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ مین نے آگ جلائی تو چچا صاحب نے
کہا کہ ہم پہچان لیے جائینگے اور ممکن ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے۔ مین نے جواب دیا
کہ مین ایسا بزدل نہین ہون اسکی ذمہ داری میرے سر ہے۔ اگر آگ نہ جلائی جائے تو سردی
سے میرے ساتھیون کے ہاتھ پیر جاتے رہین گے۔ تھوڑے عرصہ بعد چالیس خروٹی
شخص آگئے اور کہا کہ ہم آپ کے متلاشی تھے اور آگ سے پہچانا کہ آپ یہان ہین۔ اونھون
نے اپنے مکان ہمین ٹھیرنے کو دیے۔ ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے کھانے اور دانے کا
انتظام کیا اور ہر طرح خاطر و مدارات کی۔ مین اونکا نہایت ممنون احسان ہون۔ صبح کو
ایک رہنما ساتھ لیکر ہم اون سے رخصت ہوئے اور شام کے قریب پیر کوٹی قوم کے
قلعہ مین پہونچگئے۔ اون لوگون نے دروازہ بند کرنا چاہا لیکن مین بلا تامل اندر داخل ہو گیا اور میرے
ساتھی بھی ہمراہ گئے۔ مجبوراً اونہین ہماری خاطر تواضع کرنی پڑی اور ہماری دعوت بھی
کی لیکن ہمنے منظور نکیا اور صرف چاء پیکر روانہ ہو گئے۔ پھر کوئی رہنما ساتھ نہ تھا اور چونکہ
ہر طرف راہین اور گھاٹیان تھین ٹھیک راستہ دریافت کرنے مین دقت ہوئی۔ بہر حال
مین آگے بڑھا اور اپنے ساتھیون کو اوسی راہ پہ چلنے کی فہمایش کی اور کہا کہ کوئی بستی ملیگی
تو رہنما ساتھ لے لینگے۔ اسطرح ہم چار میل گئے ہونگے کہ ایک سوار ملا اور ہم سے

پوچھا کہ کون ہو - یہ سنکر کہ مین عبد الرحمان ہون وہ گھوڑا دوڑا کر آیا اور قدمبوس ہوا اور کہا کہ
مین آپکے والد کا پرانا ملازم ہون اور دوست محمد خان کی بھی خدمت کر چکا ہون - پھر اوس نے
میرے لڑکپن کی بہت سی باتین یاد دلائین - چونکہ اوسکا پیشہ رہنمائی تھا اور وہ خود ہمارے
ساتھہ چلنے کے لیے مستعد تھا مین نے اوسپر بھروسہ کرنا مناسب سمجھا - اوس نے
کہا کہ سیدھی سڑک سے وزیریون کا ملک دور روز کا راستہ ہے لیکن آپکو ایک
اونچے پہاڑ پر سے ایسے نزدیک راستہ سے لے جاؤنگا کہ اوسی روز سہ پہر کے
وقت وہان پہونچ جائینگے - میرے چچا کو اتنا خوف تھا کہ کہین رہنما دھوکا نہ دے کہ اونھون
نے دور کے راستہ سے جانا چاہا لیکن مجھے یقین تھا کہ رہنما سچ کہتا ہے اور اس لئے
ہمنے پہاڑ کی راہ لی - ایک بلند پہاڑی کی چوٹی پر چڑھکر ہمکو یہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہ ایک
فوج ہمارا تعاقب کرتی معلوم ہوتی ہے - یہ دیکھتے ہی میرے سب سوار مجھے چھوڑ کر
بھاگ گیے سوائے چالیس[۵۱] بہادرون کے جو کہ میرے ساتھہ رہے -

یہ لوگ اور چند سوار مڑے اور دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار ہوئے - لیکن کسی وجہ سے
دشمن کی فوج جسطرح دکھائی دی تھی اوسیطرح جلدی سے غائب بھی ہو گئی صرف دس آدمی

---

[۵۱] اون کے نام یہ ہین - عبد الرحیم خان پروانہ خان (جو آجکل نائب سپہ سالار فوج ہے) عبد اللہ خان (جو بالفعل ناظم بدخشان و قتاغان ہے) جان محمد خان (جو آجکل میر اخزانچی ہے) فرامرز خان (سپہ سالار ہرات) سید محمد (کرنل باڈی گارڈ) محمد شیر خان (کرنل رسالہ) احمد خان رسالدار (جس نے سمرقند مین وفات پائی) محمد اللہ خان - رسالدار حیدر خان (جسے مین نے قندہار کا سپہ سالار مقرر کیا تھا لیکن اپنے جور و ظلم کی وجہ سے وہ کاکر بھاگنے پر مجبور ہوا) کمیدان نائب اللہ خان - کرنل منصور علی (جو فی الحال کابل مین ہے) کرنل محراب خان (برادر جنرل نظیر خان) اور میر عالم خان (جو آجکل بلخ مین توپخانہ کا جنرل ہے) -

رہ گیے سو وہ بہی ہماری بندوقون کی آواز سے بہاگ کہڑے ہوئے - اِسکے بعد ہم پہر روانہ ہو گیے اور چند میل آگے بڑہکر چچا صاحب اور دیگر سوار بہی ملگئے - ایک دوسرے پہاڑ پر ہم چڑہے تو اوسی قبیلہ کے دوسو سوارون نے ہمین روکا - چونکہ ہم تین سو جوان ستہے مین گہوڑے سے اوترکر لڑائی کے لیے تیار ہوا لیکن لڑائی شروع ہونے سے پہلے مین نے اونہین سمجہایا کہ بلاوجہ لڑانے سے اونہین نقصان ہوگا - اونہون نے جواب دیا کہ تمنے ہمارے پانچ آدمی زخمی کیئے ہین اونکا عوض ضرور لینگے - مجبور ہوکر مین نے اپنے آدمیون کے تین حصہ کیئے - ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا بائین جانب کسیقدر بلندی پر بہیجدیا اور تیسرے حصہ کے ساتہہ خود دشمن پر حملہ کیا - اونکو پسپا کرکے ہمنے پہر اپنی راہ لی -

بہت جلد وزیریون کے قلعجات مرغا ہمین دکہائی دیئے - چونکہ چچا صاحب وہان کے لوگون سے واقف تہے اپنے رہنما کے ذریعہ سے ملکون کے نام خط لکہکر روانہ کیئے - جواب مین سو سوار ہمارے استقبال کیلئے آئے اور ایک ہزار پیدل اس خوشی مین ڈہول باجا بجاتے تہے - دوروز تک ہماری دعوت ہوئی اور ہمارے گہوڑون کو بہی دانہ پانی دیا گیا - ہم نے اس سب کے عوض اونہین روپیہ دینے کی کوشش کی لیکن اونہون نے انکار کیا - سردار عبداللہ خان پسر عبدالرحیم خان نے دوسو اشرفیان مجہے دیدی تہین - بس یہی ہمارا سرمایہ تہا - عبداللہ نے اونہین اپنے کارتوس کی پیٹی مین رکہا تہا اسلیئے وہ بارود لگ کر سیاہ ہو گئی تہین - دوروز بعد ہم پہر چلے اور ملک کے دوسرے حصہ مین قیام کیا جہان کہ ہمکو سب سامان خرید کرنا پڑا - لیکن جب مین نے وہ اشرفیان دین تو وہان کے لوگون نے تانبا سمجہکر اونکے لینے سے انکار کیا اور روپیہ طلب کیا - یہ معلوم کرکے کہ شیر جان کے پاس ہزار روپے تہے مین نے اوس سے اشرفیان بدلنی چاہین لیکن اوس نے نہ مانا اور کہا کہ جب آپ کے ہاتہہ سے کوئی نہین لیتا ہے تو مجہہ سے کون لیگا - مین نے مجبور ہوکر جبراً اوس سے روپیہ چہین لیا

لیا۔ اور سوا اشرفیان دیدین۔ اس روپیہ سے اپنے ساتھیون اور گھوڑون کے لیے تمام کہانے پینے کا انتظام کیا۔

دو دن بعد ہم ملک آدم خان وزیری کے قلعون مین پہونچے۔ اوس نے نہایت گرمجوشی سے میری تواضع کی اور اوس شب کو ہمین قلعہ ہی مین رکہا۔ اگلے دن ہم دوسرے گانون مین پہونچے اور وہان کے لوگون نے بہی ہماری تعظیم و تکریم اور دعوت کی۔ دوسرے دن دونون ملک جو ہمارے ہمراہ رہنمائی کیلئے آئے تہے رخصت ہوئے اور اپنے ملک واپس گئے۔ ہم داوا مین داخل ہوئے جو کہ ایک افغانی گانون ہندوستانی سرحد کے نزدیک واقع ہے۔

اس موقع پر ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر کرنا ضرور ہے جو کہ کچھہ دن پہلے پیش آیا تہا۔ جب سے مجھے شکست ہوئی تہی اوسوقت سے اوس شب تک جبکہ ہم وزیریون کے ملک مین پہونچے مین نے کچھہ نہین کہایا تہا۔ وہان پہونچکر مین نے سوارون سے کہا کہ نہایت بہوکا ہون یک پارچہ گوشت ملجائے تو کیسا اچھا ہو۔ اونکے پاس ایک روپیہ تہا اوس سے گوشت۔ نمکن۔ اور پیاز خرید کی۔ اب یہ دقت پیش آئی کہ پکانے کے برتن ہمارے پاس نہ تہے۔ اور اوس ملک کے لوگ صرف گلی ظروف استعمال کرتے ہین۔ بہرحال میرے آدمی کہین سے ایک کڑہائی لے آئے اور اوسمین بینے تہوڑا شوربے دار گوشت پکایا۔ مین نے کڑہائی کو دو لکڑیون سے باندھکر آگ پر لٹکایا تہا اور گوشت کہانے کیلئے نکالنا ہی چاہتا تہا کہ ایک کتا غالباً یہ سمجھکر کہ وہ رسی جس سے کڑہائی بندہی ہوئی تہی کسی جانور کی آنتین ہین اوسے منہ مین لیکر بہاگا اور کڑہائی وغیرہ سب کچھہ ساتھہ لیگیا۔ میرے سوار کتے کے پیچھے دوڑے لیکن گوشت گر پڑا تہا۔ یہ واقعہ بہی خدا کی قدرت کا نمونہ تہا۔ تین دن پہلے ایک ہزار اشتر صرف میرے کہانے پکانے کے برتن لانے کے لیے میرے پاس تہے اور آج ایک کتا میرا کہانا اور برتن دونون لے گیا! مجھے اس خفیف کن واقعہ پر تبسم آیا اور روکہی روٹی

کہاکر سو رہا۔

بمقام واوا سردار محمد خان (جسے میرے چچا نے اپنے ماموں کے پاس حاجی وغیرہ بہیجدیا تہا) چالیس سوار۔ جنرل علی عسکرخان اور معاذ اللہ کو ساتہہ لیکر ہمارے پاس آیا۔ چند روز بعد عید ہوئی اور واوا کے لوگ نمازمین ہمارے شریک ہوئے۔ اونکی مین نے خاطر تواضع کی اور مٹھائی اور دستارین دین میرا خرچ اب زیادہ ہوتا جاتا تہا۔ چھ سو آدمی میرے ہمراہ تہے اور روپیہ کی مجھے سخت ضرورت تہی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ عبدالرحیم خان کا ایک نوکر کابل سے پیدل آیا اور دوہزار اشرفیان ہمراہ لایا۔ اس وفاداری کا ہم پر نہایت اثر ہوا۔ یہ شخص سابق مین عبدالرحیم خان کا خزانچی تہا اور چونکہ جوتا اوسکے پاس نہ تہا پیرون پر دری کے ٹکڑے لپیٹ کر چلا تہا۔ پیر پہٹ گئے تہے اور اون سے خون نکلتا تہا عبدالرحیم کے اہل وعیال کی نگرانی اور ہماری دیگر فرمایشون کی تعمیل کے لیے اوسنے کابل واپس جانے کی اجازت چاہی۔ مین نے اجازت دیدی اور ایک گھوڑا سواری کے لیے دیا لیکن اوس نے انکار کیا اور پیدل جانا بہتر سمجھا اس لیے کہ شاید اوس گھوڑے کی ہمین خود ضرورت ہو۔ اون اشرفیون کو بدلکر مین نے بتیس ہزار روپیہ لیا اور اوس سے دوائیان۔ کپڑے اور کہانے پینے کا سامان اپنے ہمراہیون کے لیے خرید کیا۔

اسی درمیان مین اضلاع بنو و پشاور کے دو انگریزی افسرون کے پاس سے میرے چچا کے پاس خط آیا کہ آپ انگریزی عمل داری مین پناہ کیون نہین لیتے اور واوا مین کیون مقیم ہین چچا نے بعد اداے مراسم جواب دیا کہ اگر وایسراے ہند دعوت کا خط لکھین اور وعدہ کرین کہ کہ دریاے اٹک کے اوس پار ہمین نہ لے جاینگے تو ہم آسکتے ہین اس خط پر مجھ سے بہی مہر کرنے کو کہا لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے کبہی انگریزی دوستی کا فائدہ نہین معلوم ہوا اور اگر ایک مرتبہ دہوکا کہا کر آپ پہر اونپر اعتبار کرنا چاہتے ہین تو آپ تنہا چلے جایے

مین نے یہ بھی کہا کہ راولپنڈی سے واپس آنے کے بعد تو آپ نے انگریزون کی سرد مہری کی شکایت کی تھی اب آپکی راے ایکبارگی کیونکر بدل گئی- اونہون نے جواب دیا کہ مین اپنی پہلی راے پر قایم ہون لیکن صرف اس وجہ سے خط وکتابت کرتا ہون کہ بیکاری سے کچھہ کرنا بہتر ہے مین نے کہا کچھ کرنے کے کیا یہ معنے ہین کہ دروغ گوئی کیجیے؟ یہ اچھی عادت نہین ہے - صاف صاف لکھدیجیے کہ آپکو اونکے یہان پناہ لینا منظور نہین ہے اس لیے کہ آپکو اون سے فائدہ کی کوئی امید نہین - غرضکہ میرے کہنے کے مطابق اونھون نے خط لکھدیا لیکن مین نے اس وجہ سے مہر نہ کی کہ مین ایک نامعلوم شخص تھا اور میرا ذکر کافی تھا - اونہون نے اسکی شکایت کی جسپر مجھے بھی غصہ آگیا اور مین نے اپنی مہر توڑکر اوس شخص سے جو کہ خط لایا تھا زبانی کہلا بھیجا کہ مین آپ سے کسی قسم کے تعلقات پیدا کرنا نہین چاہتا- آپ میرے دوستون کے دشمن ہین اور جو اونکے دشمن ہین وہ میرے بھی دشمن ہین- وہ شخص بتو اور پشاور واپس گیا اور غالباً میرا پیغام پہونچا دیا ہوگا-

داوا مین ہم آٹھہ روز اور رہے اور پھر کان گرم روانہ ہوے جہانکہ پانچ روز بعد پہونچ گئے- ہم وہان سترہ روز رہے اور چونکہ سبز گھاس بہت تھی اس عرصہ مین ہمارے گھوڑے بھی درست ہو گیے- گو مجھے پانچ روز بخار آیا تاہم مین وانا روانہ ہوا اور دو روز قیام کے بعد دریاے گومل پار کیا- جب ہم اوس پار پہونچے تو ایک شخص کو دیکھا کہ ہماری طرف دوڑا آتا ہے اور رومال ہلا رہا ہے- مین نے علی عسکر خان کو بھیجا کہ دریافت حال کرین اور یہ معلوم کرکے وہ نہایت متحیر ہوے کہ مردانہ بھیس مین یہ ایک عورت تھی جسے کہ وزیری افغانستان سے بارہ برس کی عمر مین چورا کر لائے تھے- اب اوسکی عمر بیس سال کی تھی اور یہ موقع پاکر وہ ہماری محافظت مین آنا چاہتی تھی- مین نے اوسکو تسلی دی اور سواری کے لیے گھوڑا دیا اور اوسکے مان باپ کے پاس پہونچا دینے کا وعدہ کیا-

وہان سے چلکر ہم شیرانیون کے ملک مین ایک ایسے مقام پر پہونچے جہانکہ صرف دو مکان تھے اور اونمین رہنے والونکے پاس صرف ایک بھیڑ۔ چار بکریان اور تین مرغیان فروخت کے لیے تھین چاول نہ تھے۔ میرے ساتھہ اوسوقت تین سو آدمی تھے باقی بنّو جانے کے لیے مجھہ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ یہ جانور ہمنے خرید کر لیے اور جسطرح ہوسکا اون پر گذارا کیا۔ دوسرے روز ہم کا کڑ روب کے ایک گانون مین پہونچے جہانکہ آٹا۔ گھی اور گوشت خرید کیا اور کھانا بھی اسقدر پکایا کہ دو روز کے لیے کافی ہو۔ اوس روز سے ہم ہمیشہ اسی انداز سے کھانا پکایا کرتے تھے۔ اسکے بعد ہم ایک گانون مین پہونچے جو دہ برنج کہلاتا تھا اور وہان ہمنے بہت کچھہ کھانے پینے کا سامان جمع کیا۔ علاوہ اون چیزونکے جنکی ہمین ضرورت تھی وہان کے باشندے مختلف اقسام کی چیزین بکثرت لائے اور اونکی خریداری کے لیے اصرار کیا۔ میرے انکار کرنے پر وہ سب اشیاء وہین چھوڑ کر چلے گئے دوسرے روز جب اونہون نے دیکھا کہ اون چیزون کو کسی نے نہین چھوا اور ہمین اونکی خریداری پر مجبور نکر سکے تو وہ اونہین چارناچار اوٹھا لے گئے اور مجھے بُرا بھلا کہتے گئے۔ جب ہم چند میل وہان سے آگے بڑھے تو دو ہزار آدمی شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لیے راہ مین ہمارے منتظر ملے۔ اونمین سے ایک نے میرے چچا کے گھوڑے کی لگام پکڑی لیکن تلوار نہین کھینچنے پایا تھا کہ مین گھوڑا دوڑا کر پہونچ گیا اور اپنی بندوق اوسکے سینہ سے لگا کر چلانے کی دہمکی دی۔ اوس نے فوراً لگام چھوڑ دی اور میرے سوال کے جواب مین کہ تم کیا چاہتے ہو کہا کہ اس جگہہ کا نام ژوب ہے۔ جب تک بیس روپیہ فی کس محصول نہ دیجیے گا ہم نہین جانے دینگے۔ مین نے اونکو سمجھایا کہ اگر ہم اونہین اس قسم کا محصول دین تو تمام اہل کاکڑ ہمکو ڈرا کر محصول وصول کرینگے اسکے بعد مین نے محصول دینے سے انکار کیا اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا۔ یہ دیکھکر اونہون نے کہا کہ ہم تو مذاق کرتے تھے اور ہمارے آگے بڑھنے مین مزاحم نہ ہوئے

ابہی اوس روز کا کوچ ختم نہین ہوا تہا اور ہم مقام مقصود پہو پخنے نہین پائے تہے
کہ ایک ضعیف شخص دس مریدون کے ساتہہ سفید دستار باندہے - جٹا دونون کانون تک
چہوڑے ہوئے اور ایک موٹا عصا ہاتہہ مین لیے سڑک پر دکہائی دیا - اس صورت کے
دکہلائی دینے کے پہلے دو مریدون نے میرے چچا سے آکر کہا تہا کہ ہم اس ملک کے
سردار ہین اور اوس پیر مرد کو دیکہکر نہایت جہک کر سلام کیا اور کہا کہ یہ بڑے بزرگ ہین
اور سید ہین - یہ سنکر میرے چچا کہڑے ہوگئے اور اونکے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اپنے پہلو
مین جگہہ دی - مین نے اس قسم کے بہت سے دغاباز اور فریبی شخص دیکہے تہے اس
شخص کی صورت سے بہی مجہے شبہ ہوا کہ پارسائی کے پردہ مین ضرور کچھ دال مین کالا ہے
میری عادت تہی کہ جب مین کسی گانون مین جاتا تو وہان کسی باشندہ سے ملاقات کرتا
اور اوسے روپیہ دیکر وہان کے کل حالات دریافت کرتا تہا - ایسے ہی ایک شخص سے
یہان بہی کیفیت پوچہی تو معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد بڑا مشہور چور تہا - سو راہزنون کا سردار تہا اور
چالیس آدمی ہمارا مال لوٹنے کے لیے اپنے ہمراہ لایا تہا - مین نے چچا سے اسکا ذکر
کیا لیکن اونکو یقین نہوا اور اپنے بیٹے سردار سرور خان سے کہا کہ یہ بزرگ آج کی شب
ہماری خیمہ گاہ مین مہمان رہین گے - غروب آفتاب کے قریب چند آدمیون نے اون کنوؤن
کو گہیر لیا جن سے کہ میرے آدمی گہوڑون کو پانی پلانا چاہتے تہے - یہ دیکہکر اور چونکہ مین
ڈاکوؤن کی جانب سے ہوشیار تہا مین نے یہ چال چلی کہ اپنے گہوڑون کو دو دو تین تین
کرکے تقسیم کیا اور گانون کے مختلف حصونمین مختلف اوقات پر دوہرے گارد کے ساتھ
پانی پلانے کے لیے بہیجا اور اون کنوؤن کے نزدیک بہی وہ نہ گئے جو کہ ہماری خیمہ گاہ کے
قریب تہے اور جہانکہ چور ہمارے گہوڑون کے منتظر تہے - اس طریقہ سے ہمارے تین سو گہوڑے
بحفاظت تمام واپس آگئے - میرے چچا اور اونکے لڑکے کے پاس تقریباً پچاس گہوڑے تہے

اونکے نوکرون نے آکر کہا کہ جو آدمی کنوئین کے چارون طرف جمع تھے وہ اونہین اوسکے قریب جانے سے روکتے تھے۔ یہ سنکر وہ بزرگ نہایت خشمناک ہوئے اور کہا کہ مین گھوڑون کے ہمراہ جاتا ہون اور اون لوگون کو حکم دیتا ہون کہ آپ کے نوکرون کو گھوڑون کو پانی پلانے سے باز نہ رکھین اوس نے ایسا ہی کیا اور تھوڑی دور جاکر سائیسون کو ڈولچیون سے پانی بھرنے کے لیے بھیجا۔ جسوقت کہ سائیس اس کام مین مصروف تھے وہ اور اوسکے ساتھی تیس گھوڑے لے بھاگے جنمین سے بئیس میرے سوارون نے چھین لیے۔ اسس معرکہ مین پانچ سوار زخمی ہوئے۔ جسوقت کہ ان لوگون نے واپس آکر یہ قصہ بیان کیا مین موجود تھا اور اپنے چچا پر خوب دل کھولکر ہنسا اور کہا کہ سہ پہر کے وقت مین نے آپ کو متنبہ کر دیا تھا لیکن آپ نے نہ مانا۔ اس مشہور مثل کو آپ بھول جاتے ہین ؎

	اے بسا ابلیس آدم روکہ ہست		پس بہر دستے نباید داد دست	

میرے چچا اور اونکے بیٹے نے اپنے گھوڑون کے جانے پر افسوس اور اپنے زخمی نوکرون کی مرہم پٹی کرنے مین رات بسر کی۔

جب ہم یہان سے روانہ ہوئے تو چچا صاحب کے نوکرون کو دوسرے لوگون کے ساتھہ گھوڑون پر سوار ہونا پڑا یعنی ایک گھوڑے پر دو دو آدمی سوار ہوئے۔ گیارہوین دن سہ پہر کے وقت ایک کاکر گانون مین ہم پہونچے۔ میرے ساتھیون نے اپنے لیے کہانے پینے کی چیزین جمع کین اور مین بھی ایک جوان فربہ بھیڑ تلاش کرنے لگا۔ خوش قسمتی سے ایک ملگئی اور بیس روپیہ کابلی اوسکی قیمت قرار پائی جو مین نے ادا کر دی۔ ہم اوسے ذبح کرنے ہی کو تھے کہ بھیڑ والا آیا اور کہا کہ بھیڑ واپس کر دیجیے مین نہین بیچتا لیکن جب مین اوسے واپس کرنے لگا تو پھر وہ فروخت کرنے پر راضی ہو گیا اور آخرش وہ ذبح کی گئی۔ یہ دیکھکر اوس نے روپیہ مجھپر پھینک مارا اور کہنے لگا کہ میری بھیڑ زندہ کر دیجیے۔ مین نے

جواب دیا کہ مجھے یہ قدرت نہین ہے لیکن اگر دل چاہے تو روپیہ اور یہ مذبوحہ بھیڑ لے جا۔
اوس نے دوبارہ انکار کیا اور اصرار کیا کہ اوسے زندہ کر دیجئے۔ اب تو مجھے مجبوراً چال
چلنی پڑی۔ ایک ملّا میرے قریب کہڑا ہوا تہا اوس سے مین نے کہا کہ یہ شخص تمہاری
نسبت سخت کلامی کر رہا ہے۔ اس پر وہ ملا بھیڑ والے کی طرف دیکھنے لگا۔ مین نے
اوسیوقت کہا کہ وہ اگر تمہارا دل چاہے تو مجھے بد دعا دو لیکن اس بزرگ پارسا کی بی بی کی
نسبت کیون بدزبانی کرتے ہو۔ مُلّا یہ سنکر آگ ہوگیا اور اوس شخص کو سخت سُست
کہنے لگا یہانتک کہ بات بڑہتے بڑہتے دونون لڑنے لگے اور موقعہ پاکر مین بھیڑ اور روپیہ
دونون لے آیا۔ نصف باشندے ملا کیطرف تہے اور نصف بھیڑ والے کیطرف اور جب خوب لڑ چکے تو لوگون نے دونون
کو علیحدہ کر دیا۔ ایک یا دو گہنٹہ بعد وہ بھیڑ والا میرے لیے دو آفتابہ دہی۔ دو خوانچے
روٹی کے اور ایک بچہ بھیڑ کا بہنا ہوا لایا اور بہت سلام کیئے۔ مین نے کہا کہ ابھی تہوڑی دیر
ہوئی کہ تم اسقدر گستاخانہ کلام کر رہے تہے اور اسوقت اتنے مودب ہو اور پہر اوسکی
گفتگو سے معلوم کر کے کہ اوسکے حواس بجا تہے مین نے دریافت کیا کہ بھیڑ کے بہانہ سے
مجھ سے کیون جہگڑا نکالا تہا۔ اوس نے جواب دیا کہ سرور خان نے قندہار مین میرے ساتھ
بہت بُرا سلوک کیا تہا یہ اوسکا عوض تہا جو مین نے لیا۔ مین نے کہا سرور خان یہان ہین
تم اون سے لڑے ہوتے۔ اوس نے کہا ٹہیک ہے لیکن چونکہ سرور خان کو قندہار کا
گورنر آپ نے مقرر کیا تہا مین آپکو اسکا ذمہ دار قرار دیتا ہون۔ اسیطرح ہم کئی گہنٹے تک
گفتگو کرتے رہے جسکے بعد وہ گہر چلا گیا اور مین سو گیا۔

دوسرے دن بڑے زور شور کی آندہی مین ہم وہان سے چلے۔ جب ہم اوس گانون کے
قریب پہونچے جہان قیام کرنے کا ارادہ تہا تو وہان کا سردار دو سوار لیکر ہمارے استقبال
کو آیا۔ لیکن ہم سے ملنے سے پہلے اوسکے ایک نوکر نے آکر کہا "شاہجہان بادشاہ آپکو

لینے آتے ہین گھوڑے سے اوترئے اور اون سے معانقہ کیجئے؛" میرے چچا نے مجھسے
پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ مین نے کہا کہ اسکا تصفیہ کرنے سے پہلے مین آگے بڑہتا ہون
کچھ دور جاکر دیکھا کہ دو شخص میری طرف آرہے ہین۔ مین نے ایک سے پوچھا کہ تمہارا شاہ
کہان ہے تو اوس نے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ نام کا بادشاہ ایک ضعیف شخص
تہا اور پرانی بھیڑ کی کہال کا کوٹ پہنے ہوا تہا جسمین جابجا رنگین کپڑے کے پیوند لگے ہوئے
تہے۔ سر پر دستار اسقدر میلی کہ یہ بہی نہین معلوم ہوتا کہ کون سے کپڑے کی ہے اور اوسکے
بیچ مین کلاہ نہ تہی۔ پیر مین اونی موزے تہے لیکن جوتا نہ تھا۔ گھوڑی جسپر سوار تہا پوست
واستخوان ہورہی تہی۔ گھٹنون پر گہنٹیان بندہی تہین اور لکڑی کا زین تہا۔ بٹے ہوئے
بالون کی لگام تہی جنکے کنارونپر گہنٹیان تہین۔ اس شاندار صورت کو دیکھکر مین مسکرایا اور
نزدیک جاکر کہا کہ ہمارے امیر سے گھوڑے سے اوترکر معانقہ کرنیکی ضرورت نہین
آپ زبانی اونکا خیر مقدم کیجئے۔ اوس نے منظور کرلیا اور مین نے واپس جاکر چچا صاحب
سے کہدیا کہ شاہ جہان بغیر گھوڑے سے اوترے ہوئے آپکا استقبال کرینگے۔
جب دونون مین ملاقات ہوئی تو چچا صاحب کا گھوڑا اس عجیب وغریب صورت کو دیکھکر
بھڑکا اور گہنٹیون کی آواز سے اوچھلنے کودنے لگا۔ میرے چچا بہت ڈرے اور مجھسے
امداد کے لئے کہا لیکن مین ہنسا اور کہا کہ دو بادشاہون مین دخل نہین دیسکتا۔ وہ چلّائے
اور کہنے لگے کہ برائے خدا کوئی تدبیر بتلاؤ ورنہ گھوڑا ابھی مجھے گرادیگا۔ یہ مذاق کا موقع نہین ہے
مین نے کہا اگر آپ کچھ دینے کا وعدہ کرین تو مین آپکی مدد کرون۔ اونہون نے اپنی دو تلوارون
سے ایک مجھے دینے کا وعدہ کیا اور مین نے منظور کرلیا۔ اولاً مین نے اونکے گھوڑے
کو چمکار کر ٹھیک کیا پھر شاہ جہان سے کہا کہ آؤ میرے ساتھیون کے ٹھیرنے کا انتظام
میرے ہمراہ چلکر کرو۔ اوس نے جواب دیا کہ بکری کا شوربا اور جوار کی چالیس روٹیان مین نے

بکوائی ہین - مین نے اوسے یقین دلایا کہ یہ نہایت اعلی کہانا ہے - لیکن ہمین آگے چلکر اوسے درست کرنا چاہیئے - اس بہانہ سے مین اوسے اپنے گھوڑون سے علیحدہ لیگیا - ایک میل جانے کے بعد مین نے کہا کہ چند چیزین بہول آیا ہون اونہین لانے کے لیے واپس جانا ضرور ہے - اولاً وہ بلا میرے آگے جانے کے لئے راضی نہوا لیکن جب مین نے کہا کہ مین اپنے ساتھہ لشکر بہی لاؤنگا تو وہ نہایت خوش ہوا اور مجھے فوراً اجازت دیدی - مین نے واپس آکر چچا سے پوچھا کہ ایسے عظیم الشان بادشاہ کی نسبت آپکی کیا رائے ہے اور وہ خوب ہنسے - گانون پہونچکر ہمنے بادشاہ کو تلاش کرنا شروع کیا اور تہوڑے عرصہ تک ہم اس کوشش مین ناکامیاب رہے لیکن آخرکار ایک گہاس کے جہونپڑے مین اوسے پایا - مجھے دیکھکر اوس نے کہا کہ کہانا پکانے کے لیے جنگل سے لکڑیان منگائی ہین لیکن ابہی تک آئی نہین - روٹی بہی ابہی نہین پکی ہے اسلیے کہ توا ایک شادی مین عاریتاً گیا ہے - مین نے کہا اگر کہانا نہین ہے تو کوئی ہرج نہین ہم آپکے مہمان ہین - اسکے بعد مین نے اپنے کہانے پینے کی چیزین منگائین اور وہان کے لوگون سے پوچہا کہ کیا یہی شخص تمہارا بادشاہ اور سردار ہے - اونہون نے کہا جی ہان - مین نے کہا درحقیقت تم لوگ نہایت عقلمند ہو کہ ایسے طاقتور شخص کو بادشاہ بنایا ہے اور اسیطرح جسقدر مین تعریف کرتا گیا اوتنا ہی وہ خوش ہوتے گیے - اوس شب کو ہمنے جنگل مین قیام کیا - دوسرے دن بادشاہ نے آکر کہا کہ آپکا دوسرا مقام میرے چچیرے بہائی دوست محمد کے گانون مین ہوگا اور وہ مجھسے بہی زیادہ آپکی خاطر و تواضع کرے گا - بہتر ہوگا کہ آپ ذرا اول وقت یہان سے روانہ ہوجائین - ہمنے اُس سے رہنما کے لیے کہا تو وہ خود ہمارے ساتھہ چلنے کو مستعد ہوا - مین نے چچا سے کہا کہ اسکا ضرور کوئی باعث ہے کہ وہ خود ہمارے ہمراہ جاتا ہے لیکن اونہون نے اس سے اختلاف کیا اور ہم روانہ ہوئے -

پہلے دن کے کوچ کے بعد ہم ایک بلند پہاڑ کے دامن مین پہونچے اور دوسرے روز ایک اور پہاڑ پار کرنا پڑا۔ پھر ایک گانون مین گذر ہوا جسمین ایک باشندہ بھی نہ تہا۔ مین نے پچچا سے کہا کہ ہمارا خبیث رہنما ہمین غلط راستہ بتلا رہا ہے اور ہمارے پاس نہ تو آدمیونکے لیے کہانا اور نہ گھوڑون کے لیے گھاس ہے۔ مین نے دریافت کیا کہ اگر دو روز کا سامان ہم لیکر نہ چلے ہوتے تو کیا کیفیت ہوئی ہوتی۔ شب ہمنے صحرا مین بسر کی۔

دوسرے روز دوست محمد دو ہزار ساتہیون کے ساتہ ہمسے ملنے آیا لیکن اولاً ایک شخص سے یہ کہلا بہیجا کہ مین آپکی خدمتگذاری کے لئے تیار ہون۔ پھر اوس نے ہم سے دریافت کیا کہ ایسے دشوار گذار راستہ سے کیون آئے اور سیدہی سڑک کیون چھوڑ دی اور یہ سنکر کہ اسکا باعث اوسکا چچیرا بہائی تہا اوس نے اصرار کیا کہ اوسے مجھے دیدیجئے اس لیے کہ آپکو ان پہاڑون سے لانے کی یہ وجہ ہے کہ وہ نہین چاہتا تہا کہ آپ میرے گانون ہوکر آئین وہ میرا دشمن ہے اور اس سے میری بے عزتی ہوئی ہے اوس نے یہ بہی کہا کہ میرے مکان پہونچنے کے لیے آپکو دور تک واپس جانا چاہیئے۔ وہان آپکی تواضع و تکریم کی جائیگی آپ کے لیے گانجہ اور آپکے ساتہیون کے لیے کہانے پینے کا سامان سب مہیا کر لیا گیا ہے مین نے چچا سے کہا کہ اگر آپ نے میری بات سنی ہوتی تو یہ مصیبت پیش نہ آتی۔ ان دو شیطانون سے کس طرح نجات ملیگی؟ جسوقت یہ گفتگو ہو رہی تہی چند چورون نے جنہین دوست محمد نے اس غرض سے بہیجا تہا کہ جو کچھ ہمارا مال ہاتہ لگے اوٹہا لے جائین۔ ہمارے اسباب چورانے کی کوشش کی جسکی وجہ سے اون پر گولی چلائی گئی اور وہ زخمی ہوئے۔ یہ سنکر شاہ جہان چلا گیا اور کہین جاکر چھپ گیا۔ میری رائے ہوئی کہ اوسی شب کو وہان سے روانہ ہو جانا چاہیئے ورنہ دوست محمد کے آدمی ہم سے ضرور لڑینگے۔ آخرش تلاش سے شاہ جہان ملگیا۔ ہمنے اوس سے کہا کہ جسطرح تو ہمین یہان

لایا ہے اوسیطرح ہمکو یہان سے واپس لے جانا پڑیگا۔ اوس نے اپنے پوشیدہ ہوجانے
کی یہ وجہ بیان کی کہ اوسکو خوف تہا کہ ہم اوسے اوسکے دشمن دوست محمد کے حوالہ نہ کردین۔
ہمنے وعدہ کیا کہ ایسا نہ کرینگے اور رات بہر اوسکو ساتہ لیکر کوچ کیا حالانکہ سردی نہایت سخت
تھی۔ کوئی گانون راہ مین نہ ملا جہان کہ کہانے پینے کی چیزین خرید کرسکتے اور دوسرے روز
سہ پہر کے وقت ملا بہی تو ایک اوجاڑ گانون اور پہر ہم ناکام رہے۔ مین نے اوس
سلطان الشیاطین سے پوچہا کہ اس گانون کے لوگ کہان ہین۔ جواب ملا کہ صرف موسم
بہار مین وہان آتے ہین اور موسم سرما شروع ہوتے ہی سامنے والے پہاڑ پر چلے جاتے
ہین۔ مین نے کہا تیرے باپ پر خدا کی لعنت ہم مین اور ہمارے گہوڑون مین طاقت باقی
نہین ہے اور یہ صرف تیری شرارت کا نتیجہ ہے۔ وہ بولا کہ بہتر ہے کہ ہم سب اوس پہاڑ
پر چلین اور اون لوگون سے ملین وہ ہمین کہانا دینگے۔ لیکن چونکہ وہان کے لوگون کو اوس سے
اور اوسکے خاندان سے دشمنی تہی اوس نے خود ہمارے ساتہ جانے سے انکار کیا۔
ہم خوش ہوئے کہ ایسے شخص سے نجات ملی اور اوسکو رخصت کرکے بعد غروب آفتاب
ہم اوس پہاڑ پر پہونچ گئے جسکے قریب کہ اوس قبیلہ کی بستی تہی۔ اولاً تو یہ سمجہکر کہ ہم کسی
مخالف قبیلہ کے لوگ ہین اونہون نے ہم سے لڑنے کی تیاری کی لیکن پہر ہم سے نہایت
مہربانی سے پیش آئے۔ استنے دن بعد کہانا کہا کر ہم کو نہایت خوشی ہوئی لیکن اونہون نے
ہم سے کسی چیز کی قیمت نہ لی۔

دو روز اونکے مہمان رہکر ہم کوتل سائری کی راہ سے پشین روانہ ہوئے۔ پشین کے قریب
ایک گانون مین پہونچے تو ایک مخبر نے اطلاع دی کہ وہان کے گورنر نے چالیس ہزار
روپیہ مالگذاری کا جمع کیا تہا اور اوسے قندہار بہیجنا چاہتا تھا۔ مین نے چچا سے مشورہ کیا
اور کہا کہ مین تمام رات چلونگا اور قبل از طلوع آفتاب گانون مین اچانک پہونچکر روپیہ پر قبضہ

کرونگا - لیکن اس مین مجھے اس وجہ سے ناکامیابی ہوئی کہ ہمارے چند نوکرون نے
انعام کے لالچ سے مجھ سے پہلے پہونچکر گورنر کو میرے ارادہ کی اطلاع دیدی اور اوسے
موقع ملگیا کہ دو چار سو آدمی اردگرد کے گانون سے جمع کر کے قلعہ مضبوط کرلیا - مین نے
خوش قسمتی سے اپنا ایک جاسوس پہلے سے بہیج رکہا تہا کہ وہان جاکر میرا انتظار کرے
اسی شخص سے چچا صاحب کے پانچ نوکرون کی اس نمکحرامی کا حال معلوم ہوا - الغرض بلا
حصول مدعا مین کاریز وزیر واپس آیا اور وہان دو روز ہمنے قیام کیا - وہان کے باشندے
اپنے تئین سید کہتے تہے لیکن میرے نزدیک اونکو کوئی حق نہین ہے کہ آپ کو اس
نام سے پکارین اسلئے کہ سخاوت - خوش اخلاقی اور رحم جو خاص صفات سادات کی ہین
ان لوگون مین نہ تہین وہ خوبصورت - خوش اندام اور خوشحال ضرور ہین لیکن ایک دوسرے
کے دشمن اور خون کے پیاسے جسکی وجہ سے ہمیشہ آپسمین فتنہ و فساد رہتا ہے - وہان
سے رخصت ہوکر ایک گانون مین پہونچے جسکا نام آب ریگ تہا - اور جب ہم نشکی جارہے
تہے تو راہ مین ایک روز تمام دن بارش ہوئی اور ہوا نہایت سرد تہی - ہمارے کپڑے بالکل
تر ہوگیے اور ہمارے ہاتہ پانون جم جانے کے قریب ہوگئے - بڑی دقتون کے بعد
ہم وہان پہونچے لیکن لوگ ہم سے نہایت اچھی طرح پیش آئے - دوسرے دن ہم پہر
چلے اور ایک ریتیلے صحرا سے ہمین جانا پڑا جہان کہ پانی کا نام ونشان نہ تہا - مجبوراً ہمین
واپس آنا پڑا - لوگون نے صلاح دی کہ بہتر ہوگا کہ خاران کی سڑک سے جائیے گو اس راہ
سے چار پانچ روز زیادہ صرف ہونگے لیکن مین نے اوس صحرا کے راستہ کو اس پر ترجیح
دی اور دو سو شتر کرایہ لیکر کافی سامان ساتہ لیا اور پہر اوسیطرف روانہ ہوگئے - خدا کے
فضل وکرم سے روز بارش ہوئی اور ہماری ضروریات کے لیے کافی پانی ملتا رہا - دسوین
دن چغائی دکہائی دیا - بارش سے سڑک بالکل خراب ہوگئی تہی اس لیے مجبوراً ہمکو گہوڑون

سے اوترجانا پڑا اور لگام پکڑکر گھٹنون گھٹنون کیچڑ مین اونہین لیگئے۔ اس کوچ کے خاتمہ پر آدمی اور گھوڑے خستگی سے نیمجان ہو گئے تھے۔ خود مین نے تھوڑا گوشت پکا کر اپنے آدمیون کو کہلایا اس لیے کہ وہ قریب قریب بیہوش تھے۔ گھوڑے بیٹھہ گئے اور دوبارہ نہ اوٹھہ سکے صرف میرا عربی گھوڑا جو میرے دادا کے اصطبل مین پیدا ہوا تہا کھڑا رہا۔

دو روز تک ہماری حالت نہایت خراب رہی لیکن تیسرے روز ہم چینائی پہونچ گئے ہم کو تعجب ہوا کہ وہان کے خان نے ہمارا استقبال نہ کیا۔ کچھہ دن وہین مقیم رہے اور چند روز بعد ایک ملازم نے چچا صاحب سے آکر کہا کہ خان اور میر دونون چاہتے ہین کہ اونہین قدمبوسی کی اجازت دی جائے۔ مین نے دریافت کیا کہ اب تک اونہون نے ایسا کیون نہین کیا تو معلوم ہوا کہ وہان کے تمام باشندے گھوڑے چرانے کیلئے جنگل چلے گیے تھے وہ اب واپس آئے ہین اور پانچ سو جمع ہوکر ہمارے سلام کو آنا چاہتے ہین۔ ہمنے اجازت دی اور خان قلعہ سے پیدل آیا۔ پانچ سو شخص اوسکے پیچھے ایک قطار مین تھے اور دو لڑکے نو اور بارہ برس کی عمر کے سامنے رقص کنان تھے۔ یہ دونون انسان نہین معلوم ہوتے تھے اور اونکے جسم پر سواے ایک لنگوٹی کے کپڑا نہ تھا۔ چپکتے ہوئے بالون کی یہ کیفیت تہی کہ معلوم ہوتا تہا صابن اور پانی کی صورت سے مطلق آشنا نہ تھے۔ باجا بھی ساتھہ تہا۔ غرض کہ یہ شاندار بندوبست ہمارے استقبال کے لیے کیا گیا تہا جسکے سرانجام مین پندرہ دن صرف ہوئے تھے۔ پچیس روز ہم وہان رہے اور اس عرصہ مین ہمارے گھوڑے خوب فربہ ہو گئے اسلیئے کہ گھاس بکثرت تہی۔

اسکے بعد ہم بلالک کی طرف روانہ ہوئے جو دریائے ہلمند کے کنارے پر واقع ہے اور چھہ روز بعد خیل شاہ گل پہونچے جو کہ شاہ گل ایک بلوچی سردار کے نام سے مشہور ہے اس گانون مین سواے دو ضعیف آدمیون کے اور کوئی بھی نہ تہا اور وہ دونون بھی

ہماری نظر سے بچنے کی از حد کوشش کر رہے تھے۔ میرے دریافت کرنے پر کہ گانون کیون خالی تہا اونہون نے پہلے تو یہ کہا کہ معلوم نہین پہر جب مین نے اصرار کیا تو بولے کہ میر عالم خان والی غائنات کی فوج زیر کمان سردار شریف خان سیستانی اونکا مال و متاع لوٹنے کے لیے آرہی تھی اسلیے وہان کے سب لوگ بہاگ کر قریب ہی ایک مقام پر چہپ گئے تہے۔ میرے چچا نے کہا کہ اگر وہ جگہہ ہمین بتلا دو تو ہم تمہاری مدد کرینگے وہ دونون ہکو اوس مقام پر لے گئے اور شاہ گل ہم سے اچہی طرح ملا اور ہماری امداد سے خوش ہوا۔ اوس نے ہماری دعوت کی اور آدہی رات کو اوسکے دو مخبرون نے آکر خبر دی کہ سیستانی سوار اگلے گانون سے گذر چکے تہے اور اونکے حلقہ مین کل پہنچ جائینگے۔ شاہ گل نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل اپنی رعایا اسباب لیکر کسی مستحکم مقام پر پہاڑ پر چلا جاؤن میرے چچا نے میری رائے دریافت کی۔ مین نے جواب دیا کہ اونکا دل چاہے تو چلے جائین لیکن اگر ہمین ایک رہنما دیدین تو ہم ہی سیستانیون سے مقابلہ کرین شاہ گل نے ایسا ہی کیا اور اوسکے پہاڑ جانے پر ہم اوس کے مقابل کی سمت مین روانہ ہوئے۔

چند گھنٹے چلنے کے بعد سامنے گرد اوڑتی ہوئی دکہلائی دی جس سے معلوم ہوا کہ سوار آرہے ہین اور ہم لڑنے کے لیے تیار ہوگئے۔ اپنے ساتہیون کو لیکر مین چچا صاحب سے آگے بڑہ گیا اور اونہین لڑائی کے لیے صف آرا کیا۔ سیستانیون کو ہمین دیکہکر سخت تعجب ہوا اور ہمارا مقابلہ نہ کرکے دریافت کرنے لگے کہ تم کون ہو۔ ہمنے بتلایا کہ افغان ہین بلوچی نہین یہ سنکر اونکا سردار ہمارے سلام کو آیا۔ مین نے اپنے چچا کو بلایا اور سیستانیون سے کہا کہ شاہ گل اور اوسکی رعایا افاغنہ کے ماتحت ہین اس لیے ہم اونکی امداد کے لیے آئے ہین سیستانیون کو ہیانکے معاملات مین دخل نہ دینا چاہیے

اونکے سردار نے منظور کیا لیکن اس شرط پر کہ شاہ گل آکر اوسے سلام کرے تاکہ اوسکی عزت باقی رہے - مین نے شاہ گل کی رعایا سے کہا کہ یہ کرنا چاہیئے لیکن اوسکی ہمشیر کو اسقدر اپنے بھائی (شاہ گل) کی جان کا خوف تھا کہ مانع ہوئی - مین نے کہا کہ اگر شاہ گل میرے چچا کے ساتھہ جائے تو مین بطور ضامن کے اوسکی رعایا کے پاس رہونگا - آخر شش اونہون نے منظور کر لیا اور مین نے اپنے چچا صاحب کو خوب سمجھا دیا کہ اوسے زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز مین واپس بہیجدین - سات روز گذر گیے اور شاہ گل کا پتہ نہ تھا - اوسکے تمام لوگ ایفاے وعدہ کے لیے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چونکہ دو روز زیادہ گذر گئے ہین ہمارا خان ضرور قید کر لیا گیا ہے - مین نے اونہین یقین دلایا کہ ایسا نہین ہوسکتا اور کہو تو مین جاکر اوسے لے آؤن لیکن اونہون نے منظور نہ کیا اور کہا کہ جب تک وہ نہ آئے تم ہمارے قیدی ہو - یہ سوچکر کہ شاید ہم پر حملہ کیا جائے مین نے اپنے دوسو سوارون کو تیار کر رکہا - تہوڑی ہی دیر بعد وہان کے لوگ ننگی تلوارین لیے ہوئے آموجود ہوئے - مین نے اپنے نصف آدمیون کو گولی چلانیکا حکم دیا اور نصف کو ہدایت کی کہ تلوار سے حملہ کرین - یہ دیکہکر وہ بہاگ گئے اور دوسو شتر پر اپنا اسباب لادکر مین اوسی جانب روانہ ہوا جدہر کہ شاہ گل گیا تہا - اوسکے آدمی آکر میرے شریک ہوگئے اور اپنی حرکات کی معافی چاہی - مین سیستان تک اونہین ساتہہ لیگیا اور وہان سے اونکے اونٹ دیکر اونہین واپس کیا -

دو دن بعد ایک گانون مین پہونچے اور اپنے چچا اور شاہ گل کی کیفیت دریافت کی چچا صاحب سے معلوم ہوا کہ سیستانی فوج کے دو سردار تہے سردار شریف خان سوارون کا افسر اور موسیٰ یوسف خان شہزادہ میر عالم خان کے باڈی گارڈ کا افسر - اس موسیٰ یوسف نے باوجود اونکے اعتراض کے شاہ گل کو قید کر لیا تہا - مین سیدہا اوس افسر کے پاس چلا گیا -

اور بلا گھوڑے سے اوترے ہوئے اوس سے ہاتھہ ملایا اور پوچھا کہ شاہ گل کہان ہے
اوس نے کہا خیمہ مین۔ اسپر مین نے زور سے چلا کر کہا شاہ گل باہر آؤ اور وہ آگیا۔
مین نے اوس افسر سے پوچھا کہ اسے کیون قید کیا ہے۔ اوس نے جواب دیا
کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے سردار میر عالم خان کے پاس اسے لیجاؤن۔ مین نے کہا کہ مین نے
اوسے تمہارے پاس بہیجا ہے اور خود اوسکے بسلامت واپس جانیکا ضامن ہوا
ہون۔ وہ تمہاری رعایا نہین ہے کہ تم اوسے میر عالم کے پاس لیجاؤ۔ اسکے بعد مین
شاہ گل اور ایک نوکر کو جو اوسکے ساتھہ قید ہو گیا تہا لے آیا اور اپنے دس سوارون کے
ساتھہ اوسے اپنے ملک واپس کر دیا۔ اوسکی رعایا اوسے دیکھکر نہایت خوش ہوئی۔
تین روز قیام کے بعد ہم سیستانیون کے ہمراہ اونکے ملک کو روانہ ہوئے۔ دوسرے
دن دریاے ہلمند کے کنارے پہونچ گیے۔ دیکھا کہ قندہاریون کے پندرہ مکان ہین
جنپر اوسی ہزارہ سردار کے چند سوار حملہ کر رہے ہین جس نے کہ قبیلہ بلالک کو لوٹنا
چاہا تہا۔ اون مکانون کے رہنے والون نے اپنے آپ کو خوب مستحکم کر لیا تہا اور
پچاس ہزارہ سوارون کو مار چکے تہے اور سو کو زخمی کیا تہا۔ اس عرصہ مین ارد گرد کے گانوؤن
کے لوگ بہی ان سوارون کے مقابلے کیلئے جمع ہو گئے تہے جب ہم اوس گانون
مین پہونچے تو وہان کی اوسوقت یہی کیفیت تہی۔ مین نے اپنے ساتہیون کو حکم دیا کہ
اوس ہزارہ سردار کی خوب سرکوبی کرین جس نے ان قریون گانون کو لوٹنے کیلئے سوار بہیجے تہے
اور وہان کے باشندون کو یہ کہکر مین نے خوش کیا کہ مین خود اونکے دشمنون سے اس
قسم کی شرایط کرونگا کہ آیندہ امن و امان رہے۔ مین خود قلعہ تک پیدل گیا معلوم ہوا
کہ اوسمین سوار ہین۔ میرے ساتہہ تو مین یا سیڑہیان نہ تہین کہ اونکی مدد سے اندر داخل
ہوتے اسلیے ایک نوکر کو بہیجا کہ اون سے حقیقت حال کہے۔ اس شخص کو اونہون

نے اندر جانے کی اجازت دی اوس نے سمجھایا کہ اس تمام مصیبت کا بانی ایک ہزارہ سردار تہا۔ جسے عبدالرحمن خان نے سزا دیکر نکال دیا ہے بہتر ہو کہ تم بہی بلا کسی قسم کی مزاحمت کے اپنے اپنے مکان واپس جاؤ۔ یہ سنکر کئی سردار قلعے سے باہر آئے اور مجھے سلام کیا۔ مین نے اونہین سمجھایا کہ مین تمکو بہائیون کی طرح سمجھتا ہون اس لیے کہ تم بہی افغان ہو۔ العرض ہم سب ایک ساتھہ واپس چلے اور دو شبانہ روزان لوگون کے گانون سے ہمارا گذر ہوا۔ اونہون نے ہمارے کہانے پینے کا سامان مہیا کیا لیکن سیستانی سوارون کو کچہہ نہ دیا جنہین کہ نیجار پہونچنے تک ہم کہانا کہلاتے رہے۔ وہان پہونچکر ملیشیا سوار اپنے اپنے گہر چلے گئے اور رسالے کے لوگ میر عالم خان کے پاس گئے تاکہ اوسے ہمارے استقبال کے لیے لائین۔

سردار شریف خان نے اپنے مکان واقع شریف آباد مین دو روز تک ہماری دعوت کی۔ تیسرے دن میر عالم کے پاس قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ باہر آکر ہم سے ملا۔ اور مجھ سے اور چچا سے معانقہ کیا۔ اسکے بعد ہم اوسکے نئے قلعہ مین داخل ہوئے جہانکہ ہمارے استقبال کے لیے بڑی تیاریان کی گئی تہین۔ قلعہ کے چارون طرف ہمارے سوارون کے لیے خیمے نصب کئے تہے اور میرے چچا کے اور میرے لیے اون سے بڑے خیمے لگائے تہے۔ ایک ہوشیار شخص کو صرف اس کام کے لیے مقرر کیا تہا کہ ہماری تعظیم و تکریم مین کوتاہی نکرے اور ہماری آسایش کا لحاظ رکہے۔ بارہ روز ہم وہان مہمان رہے اور پہر کولاب سیستان روانہ ہوئے۔ رخصت ہونے کے وقت میر عالم نے عرض کی کہ تمام خیمے اور اسباب ساتہہ لیجائے آپ میرے ہمسایہ ہین اس لیے ضروری کہ مین حتی الامکان مہمان نوازی کرون۔ ہمنے شکریہ کے ساتہہ انکار کیا لیکن مزید اصرار کی وجہ سے دو یا تین خیمے قبول کر لیے۔ اوس نے دس ہزار ایرانی روپیہ بہی ہمارے

بیرجند تک کے مصارف کے لیے دیا۔ مین نے یہ روپیہ چچا صاحب کو دیدیا اور کہا
کہ میرے پاس اپنے اخراجات کے لیے کافی روپیہ ہے بشرطیکہ آیندہ آپ کے خرچ
کے لیے مجھے روپیہ نہ دینا پڑے جیسا کہ مجھے کرنا پڑتا ہے۔ عبدالرحیم کا خزانچی جو زر نقد
لایا تھا اوسمین کی دوسوا شرفیان ہنوز میرے پاس تھین۔

کولاب سیتان (جسے وہان کے باشندے ہامون کہتے ہین) سے روانہ ہوکر ہم بندان
پہونچے اور وہان سے نہہ اور صحرا ے لوط ہوتے ہوئے بیرجند گئے جہان کہ میر عالم
کے دو لڑکون نے نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور اونکی والدہ نے ہماری
دعوت کی۔

بتاریخ پنجم محرم الحرام ہم بیرجند پہونچے تھے اور بارہوین تاریخ مشہد گئے جہان کہ امام رضا
علیہ السلام آٹھوین امام کا مقدس مزار ہے۔ اسکے بعد ہم شہر سرایان مین داخل ہوئے جہانکہ
آثار عمارات قدیمہ دیکھے۔ وہان سے چلکر بنسی قیام کیا۔ اس جگہہ کی آب وہوا نہایت خراب
ہے۔ پانی شور و تلخ ہوتا ہے اور باشندون نے بڑے بڑے تالاب بنائے ہین جن مین
پینے کے لیے بارش کا پانی جمع کرتے ہین۔ دو کنوئین بہی کہودے ہین لیکن پانی صرف
کہانا پکانے کے کام کا ہے پینے کے لائق نہین۔ بدقسمتی سے وہان پہونچنے کے کچہہ ہی
پہلے میرے چچا کو تیز بخار آگیا اور اونکی صحتیابی تک ہمکو مجبوراً اوسی گانون مین رہنا پڑا
ایک مہینے تک اونہین صحت نہ ہوئی اور اس عرصہ مین میرا تمام روپیہ خرچ ہو گیا۔ مین نے
چچا صاحب سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین آپکے لیے تخت روان بنوا لون اس لیے
کہ ابہی آپ کمزور ہین لیکن اونہون نے کہا کہ جس حالت مین یہان درخت ہی نہین ہین
جن سے لکڑی لی جاے تو تخت روان کس طرح تیار ہو سکتا ہے۔ اسکا کچہہ جواب نہ دیکر
مین نے اوس عمارت سے جو کہ لوگ بطور مسجد کے استعمال کرتے تہے چار ٹکڑے لکڑے کی

کاٹے۔ لیے لوگون نے اعتراض کیا تو کہا کہ ہم اجنبی ہین اور چونکہ بیمار ہین اس لیے خدا کے مال کا بہترین استعمال کرتے ہین یعنی اوسکی تکلیف زدہ مخلوق کے آرام کے لیے۔ اس جواب سے اونکی تشفی ہوگئی۔ اوسی روز شام تک تخت تیار ہوگیا اور ہم تربت عیسیٰ خان روانہ ہوئے۔ اور وہان سے کاریز شاہزادہ نامی مقام پر پہونچے جو کہ آب و ہوا کے لحاظ سے صحت کے لیے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ شاہزادہ نے ایک نہایت عمدہ عمارت اپنے لئے وہان تیار کرائی تھی۔ میرے چچا تھوڑے دنون کے لیے وہین فروکش ہوئے۔ مین خود اونکا کہانا پکاتا تھا اور اون کی تیمارداری بھی کرتا تھا۔ نوکرون کی کچھ کمی نہ تھی اور اون کا بیٹا سردار سرور بھی ہمارے ساتھ تھا لیکن بات یہ تھی کہ باوجود اونکی نامہربانیون کے مجھے اونکے بیٹے سے بھی زیادہ اون سے محبت تھی۔ اونکی چالیس روز کی بیماری مین سرور خان صرف دو مرتبہ اپنے والد کے مزاج پرسی کے لیے آیا تھا ورنہ اپنے کام مین مصروف رہتا تھا۔

ایک روز چچا صاحب کو کسی نے تھوڑی خوبانیان بھیجین لیکن چونکہ بخار چھوٹے ہوئے ابھی چند ہی روز ہوئے تھے مین نے عرض کی کہ انہین نہ کھائیے۔ لیکن اونہون نے ایک نہ سنی اور خوبانیان کھانا شروع کین۔ مین نے کہا کہ شب و روز مین نے آپکی تیمارداری کی ہے اور سوائے آخری چند روز کے بہت کم سونا مجھے نصیب ہوا ہے اگر خدا نخواستہ یہ طبیعت خراب ہوئی تو دوبارہ مجھے ویسی ہی جانفشانی کرنی پڑیگی۔ غرضکہ پوری پلیٹ اونہون نے صاف کردی۔ مجھے یہ سوچکر کہ میرے چچا کے نزدیک میری تمام عمر کی خدمات کی کچھہ حقیقت نہین ہے اتنا غصہ آیا کہ مین نے تربت عیسیٰ خان جانے کے لیے اجازت چاہی۔ میری مالی حالت ایسی خراب تھی کہ اونکی آسایش کے لیے مجھے اپنے ہتیار فروخت کرنے کی نوبت آگئی تھی۔ اونہون نے اجازت دیدی اور مین نے دو روز کی

مسافت ایک شب مین طے کی اسلیئے کہ میرے پاس آدمیون اور گھوڑون کے کھلانے کے
لیے روپیہ نہ تھا اور دوسرے یہ کہ دن کو گرمی بھی نہایت سخت پڑتی تھی۔ کسی شہزادہ کے
ایک مکان مین جو کہ طہران چلا گیا تھا مین فروکش ہوا اور چچا کے لیئے دوسرا مکان درست کیا۔
اس مقام پر ایک ہراتی سوداگر قاضی حسن علی جو کئی سال سے وہان بود و باش کرتا تھا میرے
پاس آیا اور کہا کہ خرچ کے لیے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لیجئے میرے پاس ایک
لاکھ کابلی روپیہ میرا ذاتی ہے اور دو یا تین لاکھ ایرانی سکہ ہے جو تجارت کے لیے دوسرون کی امانت
ہے۔ مین نے شکریہ کے ساتھ روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اتنی استطاعت
نہین ہے کہ روپیہ لیکر پھر ادا کر سکون لیکن آپ میرے زمانہ قیام مین میرے نوکرون اور گھوڑون
کے کھانے پینے کا انتظام کردین تو مین ممنونیت کے ساتھ منظور کرونگا۔ چھ روز بعد چچا صاحب
تشریف لائے اور اوسی قاضی نے اونکے اخراجات کی بھی کفالت کرنا چاہی اور چونکہ ہمارے
آدمیون کے کپڑے پھٹ گئے تھے اور نیز گھوڑون کے ساز اور زین خراب ہو گئے تھے
اوس نے نئے کپڑے وغیرہ دینے کی مجھ سے اجازت چاہی مین نے اپنے ملازمون
کے لیے تو انکار کردیا لیکن چچا صاحب نے اپنے آدمیون کے لیئے قبول کرلیا۔ درحقیقت
اس شخص نے ہماری اس قدر خدمت کی کہ جب تک مین زندہ رہون اوسکی تلافی نہین
کرسکتا۔ ایک معمولی شخص کے لیے ایسے بھاری اخراجات کا کفیل ہونا بڑی دریادلی کا کام
ہے۔

میرے چچا چونکہ خورونوش مین نہایت بدپرہیز تھے پھر بیمار پڑے اور دن شبانہ روز
پھر مین نے اونکی تیمارداری کی۔ چند روز بعد گورنر مشہد نے ہمارے پہونچنے کی خبر سنکر اور
حسب الحکم شاہ ایک تخت روان معہ چوبیس خچرون کے میرے چچا کے لیجانے کے لیے
بھیجا اور لکھا کہ آپکی علالت کی خبر پاکر یہ تخت روان بھیجتا ہون کہ آپ مشہد تشریف لے آئین

ہمنے اسے منظور کرلیا اور ایک مہینے بعد مشہد روانہ ہوئے۔ اوسوقت قاضی کے ستر ہزار قران (ایرانی سکہ جو کہ چھ پنیس یعنی چار آنہ کی برابر ہوتا ہے) ہم پر قرض ہو چکے تھے اس تفصیل سے کہ میرے چچا نے ساٹھ ہزار لئے تھے اور مین نے دس ہزار۔ یہ نیک شخص ہمارے ہمراہ سلام نامی پہاڑی تک گیا جو تربت عیسیٰ سے پانچ منزل ہے یہان سے امام ہشتم علیہ السلام کا گنبد مطہر دکھلائی دیتا تھا۔ اس مزار پر خدا کا نور برستا تھا جسے دیکھکر مجھے تسکین ہوئی اور بعد فاتحہ دعا کی۔ جب وہان سے روانہ ہوئے تو چھہ عربی گھوڑے زیور سے آراستہ اور ہر طرح درست دو گاڑیون مین جوتے ہوئے ملے اور ایک ہزار سوار اونکے پیچھے تھے۔ یہ لوگ اوس مبارک مزار کے خدام تھے اور گاڑیان اور گھوڑے شاہ کے چچیرے بھائی کے تھے۔ الغرض نہایت شان و شوکت سے ہم ایک محل مین فروکش ہوئے۔ تین روز ہم امام علیہ السلام کے مہمان رہے اور بعدہٗ شاہ کے۔ اونکے چچیرے بھائی ترکمان لوگون سے لڑنے گئے تھے اور وہان موجود نہ تھے لیکن دس روز بعد وہ واپس آئے اور اونہون نے میرے چچا اور اونکے بیٹے سرور خان اور میری اور چند دیگر افسرون کی دعوت کی اور نہایت خلوص سے اظہار محبت کیا۔

دوسرے روز شاہ کے چچا حمزہ میرزا ہم سے ملنے آئے۔ ملاقات کے بعد مین اوس متبرک مزار پر گیا اور خاک پر جبہہ فرسائی کی تاکہ میری آنکھون کو نور اور دل کو تقویت اور تسکین حاصل ہو۔ وزیر شاہ نے جو کہ اس مقدس مزار کا متولی ہے۔ میری دعوت کی اور مین نے خوشی سے منظور کیا۔ مشہد مین پندرہ روز مقیم رہا اور اوسی عرصہ مین مجھے خفیف بخار بھی آیا لیکن خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہو گیا۔ دوسری مرتبہ جب شاہ کے چچا سے ملنے گیا تو مین نے کہا کہ اگر مجھے درہ گز و طرن اور اُرگنج کی راہ سے ترکستان جانے کی اجازت دی جائے تو عین عنایت ہو۔ مین نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ ایک رہنما میرے

ساتھہ کر دیا جاے تاکہ مجھے سرحد ایران تک بمقام درہ گز پہونچا دے جہان اللہ یار خان گورنر تہا - اونہون نے جواب دیا کہ آپکی درخواست پر کوئی حکم بلا شاہ کی منظوری کے نہین دیا جا سکتا لیکن مین اوسے ابہی بذریعہ تار ارسال کرتا ہون - دو روز بعد شاہزادہ کا ملازم میرے پاس آیا اور حقہ اور چاء پیکر مجھ سے کہا کہ میر منشی سلطنت کے پاس شاہ کی اجازت کے لیے تار بہیجا گیا تہا لیکن قبل از منظوری درخواست شاہ چاہتے ہین کہ آپ طہران جا کر اون سے ملاقات کرین اور اوسکے بعد اگر آپ ترکستان جانا چاہین تو آپکو اجازت دی جائیگی - مین نے جواب دیا کہ بالفعل میرا طہران جانا مناسب نہین اگر افغانستان پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے اور کہین انتظام نہو سکا تب مین واپس آکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہون گا - اور یہ عقلمندی سے بعید ہوگا کہ اس وقت ایسے عظیم الشان بادشاہ سے ملکر مین کسی دوسری جگہہ جاؤن اور دوسرے سے امداد چاہون اسلئے کہ اوس حالت مین لوگ خیال کرینگے کہ شاہ نے امداد سے انکار کیا جس سے کہ شاہ کی ایک قسم کی توہین متصور ہے - میرے جواب پر غور کرنے کیلئے اوس ملازم نے دو روز کی مہلت چاہی چوتھے روز وہ پہر آیا اور کہا کہ شاہ چاہتے تو یہی تھے کہ آپ اون سے مل لین لیکن اگر آپ کا ارادہ نہو تو جب دل چاہے ترکستان جا سکتے ہین شاہ آپ پر ہمیشہ پدرانہ نظر رکہین گے اور چاہتے ہین کہ آپ بہی ایران کو اپنا وطن سمجہین - مین نے نہایت گرمجوشی سے ان تمام مہربانیون کا شکریہ ادا کیا اور ملازم سے کہا کہ شاہ کی خدمت مین کریمانہ الطاف کی میری جانب سے دست بستہ درخواست کرے - اسکے بعد اوس نے شاہزادہ کی جانب سے مجھے ایک خط علی یار خان کے نام اور ایک سردار اور دس سوار دیے - چھہ دن کوچ کے بعد ہم وہان پہونچگئے اور اللہ یار خان ایک ہزار سوار لیکر ہم سے ملنے آیا - درہ گز کے باہر ایک باغ ہمارے قیام کے لیے تجویز کیا - یہ مقام صحت کے لیے نہایت عمدہ تہا اور وہان ہر طرح کا

آرام تہا۔ اس شخص نے اسطرح ہماری خاطر تواضع کی جیساکہ کوئی قدیم دوست کرتا ہے اور ایک مہینے تک مجھے اپنے پاس رکھا۔ اس عرصہ کے لیے اوس نے ترکمانون سے کچھ ضمانت بہی میری حفاظت کے متعلق لی اس لیے یہ لوگ بڑے قزاق تہے

اوسی زمانہ مین چند ترکمان سوداگر ایک ہزار اونٹ تجارتی اسباب کے درہ گز فروخت کے لیے لائے میری حفاظت جان کے لیے علی یار خان نے اونہین لبطور ضامن کے رکہا۔ اور مین طہران کے تین سردارون کے ساتہہ وہان سے روانہ ہوا۔ ایک کا نام ازبک تہا دوسرے کا عزیز اور تیسرے کا ارتق اور یہ تینون شخص ارگنج تک میری رہنمائی کے لئے مقرر ہوئے۔ خود خان ڈیڑہ ہزار سوار لیکر عشق آباد تک میرے ہمراہ آیا۔ راہ مین چانول کے کہیتون مین شکار خوب تہا اور چونکہ ہمارے پاس بندوقین اور گہوڑے اچہے تہے دو تین گہنٹہ روز شکار سے دل بہلاتے تہے۔

جب عشق آباد سے آگے بڑہے تو خان ہم سے رخصت ہوا لیکن چند سوار میرے ساتہہ رہنے دئے کہ واپس جاکر اوسے ہمارے بخیریت پہونچنے کی خبر دین اوس روز تمام شب ہمنے کوچ کیا اور صبح کے وقت اوس جنگل مین پہونچے جو کہ ہرات کی ندیون کے چارون طرف واقع ہے۔ ان ندیون کے کنارون پر خربزے اور تربوز بوئے ہوئے تہے یہان کے باشندون کا قاعدہ ہے کہ جب یہ پہل تیار ہونے لگتے ہین تو وہ کہیتون مین آکر بود وباش اختیار کرتے ہین اور سوائے ان پہلون کے اور کچہہ نہین کہاتے۔ اون کے گہوڑے ہرے سینٹہے کہاتے ہین۔ اس لیے کہ اور کسی قسم کی گہاس وہان نہین ہوتی

دوسرے دن ہم طہران پہونچے اور ان خانہ بدوش لوگون کے ساتہہ پانچ روز اسوجہ سے رہے کہ ایک تو کہانے پینے کا سامان مہیا کرنا تہا دوسرے اپنی صحت کے لیے۔ ایک گہوڑے نے میرے پیر مین لات ماری تہی اس لیے مجہے آرام کرنے کی ضرورت تہی

چھٹے دن ہم ارگنج روانہ ہوئے - جو تین سردار رہنمائی کے لیے میرے ساتھہ آئے تھے اونمین سے ایک واپس گیا اور باقی دو عزیز اور ازبک میرے ہمراہ رہے - ہمنے تمام شب دوسرے دن دس بجے صبح تک کوچ کیا اور ایک کنوئین پر پہونچے جسکا پانی تلخ تھا - دو روز قیام کے بعد دوپہر کے وقت پہر چلے اور صبح تک چلتے رہے اور صرف گھوڑون کو دانہ کہلانے کیلئے تہوڑی دیر راہ مین ٹہیرے - چوتھے دن دس بجے شب کو ایک اور کنوان ملا جسکا پانی پہلے کنوئین سے بہی زیادہ تلخ اور غلیظ تھا لیکن ہمین مجبوراً پینا پڑا - ہمارے گھوڑے اسقدر تہک گئے تہے کہ اور آگے نہ بڑھ سکے اس لیے اونہین کامل آرام دینے کے لئے ہمین چہہ روز وہان قیام کرنا پڑا - اسکے بعد ہم شب کے وقت کوچ کرتے تھے اور دن کی گرمی کسی مقام پر سوکر گذارتے تھے یہانتک کہ ایک قافلہ ترکمانون کا ملا جو کہ یہ سمجھکر کہ ہم ایرانی تھے اور اون پر حملہ کرینگے چھپ گئے -

اس موقع پر یہ کہنا ضرور ہے کہ ایرانی اور ترکمان ایک دوسرے کے سخت دشمن ہین گو دونون مسلمان ہین لیکن اونکے ملا شیطان کے ایسے غلام ہین کہ ایک دوسرے کے قتل کی ہدایت کرتے ہین - اس خواری اور رسوائی کا باعث جہالت ہے - خداوند تعالی فرماتا ہے کہ تمام مسلمان آپسمین بہائی اور اجزاے یکدیگر ہین لیکن یہ دونون فرقے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے جہالت کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھہ ایسا برتاؤ رکہتے ہین جیساکہ مشرکون کے ساتھہ - دوسرے مذہب والے جو مسلمانون پر غالب آتے ہین اوسکی یہی وجہ ہے کہ مسلمانون مین اتفاق نہین - اسلام مین کسی قسم کا نقص نہین یہ صرف ہمارا قصور ہے کہ ہم عیبون سے پر ہین -

ہمکو چند ترکمانون سے یہ دریافت کرنے کا موقع ملا کہ کوئی کنوان بہی نزدیک ہی یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ جو رفتار ہماری تہی اوسیطرح چلتے رہے تو طلوع آفتاب کے

قبل ایک کنوان ملیگا - ہم اوس وقت تک چلتے رہے کہ آفتاب خوب بلند ہوگیا دہوپ
تیز ہوگئی - اور گہوڑے آگے بڑہنے سے رہ گئے لیکن کنوئین کا نام و نشان نہ تہا - ہماری
زبانین پیاس سے کانٹا ہوگئین اور گہوڑون کی زبانین سوکہہ کر لکڑی ہورہی تہین - بعض
گہوڑون کی زبانین مین نے چاک کرکے دیکہین مطلق خون نہ نکلا اور ایک نیبو کاٹ کر
مین نے اپنے منہ مین نچوڑا اور اپنی زبان گہوڑے کی زبان سے رگڑی لیکن مطلق
نمی پیدا نہ ہوئی -

پانی نہ ملنے کی وجہ سے مجہے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ ہر انسان کے جسم مین خود
دوزخ موجود ہے اس لیے کہ وہ پانی نہ پاکر آگ کی طرح گرم ہوجاتا ہے - شام کے قریب
ہمین ایک کنوان ملا لیکن صرف چار آدمی میرے ساتہہ پہونچے باقی شدت تشنگی سے
گر پڑے اور پیچہے رہ گئے - تہوڑا پانی پیکر مجہے ان چہوٹے ہوکے لوگون کا خیال آیا اور
اونکی مصیبتون کو یاد کرکے میرے آنسو نکل آئے - مین نے دیکہا کہ ایک گہوڑا جو کہ عشق آباد
کے لوگون سے مجہے ملا تہا دوسرون کی بہ نسبت کم تہکا ہے دو ڈول پانی کے اوسپر رکہے
اور ایک شخص سے کہا کہ واپس جاکر باقی ساتہیون کو تلاش کرے - اوسے ہدایت کی
کہ گہوڑے کی ٹاپ کا نشان دیکہتا جائے اور ایک قطب نما بہی دیا کہ اگر راہ بہولے تو
اوس سے مدد لے - اس طریقہ سے میرے تمام ساتھی اوسے ملگئے - پیاس کیوجہ سے
وہ گہوڑون پر سے نیچے گر پڑے تہے - تہوڑا تہوڑا پانی اوس نے ہر شخص کے منہ مین ڈالا
رفتہ رفتہ سب کو ہوش آیا اور وہ مجہہ سے آکر ملے - اوس کنوئین پر ہم سات روز رہے
اور ترکمانون کا وہ قافلہ بہی جسکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے پہونچا - اونکو جب میرا حال معلوم ہوا
تو اونمین سے بعض شخص آئے اور مجہہ سے معذرت کی کہ آپکو ایرانی سمجہکر ہمنے غلط راستہ
بتلادیا تاکہ پیاس سے مرجائین - میرا کہانے کا سامان بہی ختم ہوچلا تہا اس لیے اونہون نے

چار روز کا سامان ہمین دیا اور تین روز کے قابل مین نے اور خرید کر لیا - وہ دوسرے ہی دن روانہ ہو گیے لیکن ہمنے وہان تین روز اور قیام کیا - اوس کنوئین سے خیوا پانچ روز کا راستہ تھا ہم خیوا کی طرف روانہ ہوئے اور شہر کے باہر چند درختون کے نیچے ٹہیر کر خورونوش کا سامان خرید نے کے لیے چند آدمی بہیجے - خان خیوا نے میرے نوکرون سے دریافت کیا کہ کس کے واسطے یہ چیزین خریدتے ہو اور اونکے جواب دینے پر کہ ہنر

آقا سردار عبدالرحمن پسر افضل خان متوفی کے لیے جنکے دادا امیر دوست محمد خان اعظم تھے اونہون نے اپنے وزیر سے کہلا بہیجا کہ نہایت نامناسب ہے کہ آپ ایسی تکلیف کے ساتھ شب بسر کرین - اصرار کر کے ہمکو شہر مین لیگیا جہان کہ چند عمدہ مکانات ہمارے قیام کے لئے آراستہ کر رکہے تھے اور نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور خاطر و تواضع کی -

دو روز کی دعوت کے بعد خان خیوا اور ارگنج نے اپنے وزیر کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ ہمارا ارادہ ہے - کہ آپ سے آکر ملاقات کرین - مین نے جواب دیا کہ چونکہ مین ایک اجنبی اور معمولی شخص ہون زیادہ مناسب ہوگا کہ مین خود آپ سے آکر ملون - علی ہذا القیاس مین گھوڑے پر سوار ہو کر محل گیا - وہان جاکر ساٹھہ توپین اور توپون کی گاڑیان دیکھین لیکن تمام توپچی حبشی تھے - اس سے پہلے مین نے کبھی اتنے حبشی یکجا نہین دیکھے تھے اونہون نے پچاس توپین سلامی کی سر کین اور خان میرے استقبال کے لیے باہر آئے مین نے گھوڑے سے اوتر کر مصافحہ کیا اور ہم دونون ہاتھہ مین ہاتھہ دیے ہوئے دربار کے کمرے مین داخل ہوئے - اوس زمانہ مین مین ترکی زبان نہین جانتا تھا اسلیئے خان نے ایک ترجمان مقرر کیا جو ہماری گفتگو ایک دوسرے کو سمجھا دیتا تھا ہمنے دو گھنٹے گفتگو کی - اثنائے گفتگو مین اونہون نے کہا کہ مین آپکو بجائے بڑے بھائی کے سمجھتا ہون اس لیئے

کہ جب آپ کے والد بلخ مین تنے تو میرے والد سے اون سے بڑی دوستی تہی خدا کا شکر ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی۔ساتہہ ہی اپنی حکومت کے دو شہر منجملہ سات شہرون کے مجہے دینے لگے اور کہا کہ جب آپکا دل بلخ جانے کو چاہے مین ایک لاکہہ سوار اور پیدل آپکو عاریتاً دیسکتا ہون جو کہ شہر فتح کرینگے اور مین اور آپ دوست اور ہمسایہ رہینگے۔مین نے اونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ چند روز مین اس کا جواب دونگا اور چند اور باتین بطور دوستانہ صلاح کے کہونگا جو کہ آپکے لیے مفید ثابت ہونگی۔مین رخصت ہوا لیکن اونکے نوکر نے جو کہ میری رہنمائی کر رہا تہا کہا کہ خان نے ایک اپنے ہی مکان مین آپکے قیام کا بندوبست کیا ہے آپ اپنے ساتہیون کو باغ مین پائینگے۔یہ باغ اور مکان شہر سے دو سو قدم کے فاصلہ پر تہا اور باغ مین نہایت عمدہ عمارتین تہین۔

قریب دو گہنٹے بعد خان کے خزانچی نے آکر کہا کہ میرے آقا نے مجہے حکم دیا ہے کہ جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو آپ مجہسے لین۔دو لاکہہ اشرفیون تک مین دیسکتا ہون وزیر نے بہی اسکی تصدیق کی۔مین نے کہا خدا تمہارے خان کو سرسبز رکہے اور ترقی دے میرے پاس کافی الفاظ نہین ہین کہ مین اونکی نوازش و عنایتون کا شکریہ ادا کرون دو لاکہہ اشرفیان لیکر مین کیا کرونگا۔میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران ہے۔دوسرے دن خزانچی ایک ہزار اشرفیان لایا اور کہا کہ خان کا حکم ہے کہ روز ایک ہزار اشرفیان حاضر کیا کر۔بہت سے انکار کے بعد مین نے اونہین قبول کیا اور اوس شخص سے کہا کہ اشرفیان میرے خزانچی کو دیدو۔اسطرح روز وہ اشرفیان لاتا تہا حالانکہ جیسا کہ مین کہہ چکا ہون میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران تہا۔

پانچ روز بعد وزیر نے آکر اوس گفتگو کا جواب مانگا جو کہ مجہہ سے اور خان سے ہوئی تہی

اور نیز جس نصیحت کا مین نے وعدہ کیا تھا اوسے دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ اگر دیگر عمال اتفاق کرین تو بہتر ہوگا کہ خان مجھے بطور ایلچی کے روس بھیجین اور چند اپنی معتمد افسر بھی میرے ساتھہ کردین۔ تاکہ وہ گورمنٹ روس سے مناسب شرایط اور عہد و پیمان کرلین۔ ورنہ میرا خیال ہے کہ ایک روز روسی فوج اُرگنج پہونچ جائیگی اور حفاظت کے لیے چند سپاہی جو آپ نے وہان رکھے ہین وہ ایسی بڑی طاقت کا مقابلہ نکرسکین گے۔ خان نے میری راے کی نسبت اپنے صلاح کارون سے مشورہ لیا لیکن چونکہ اون لوگون کو کسی بڑی قوم کی طاقت کا اندازہ و تجربہ نہ تہا میری رائے سے اختلاف کیا اور کہا اگر روسی اُرگنج کے قریب آئے تو گویا موت کے منہ مین آئین گے۔ مین نے جواب دیا کہ اگر لوگ اس قدر ناواقف ہین تو مین یہان نہین ٹہیر سکتا جسے سنکر وزیر نے خان کی ایک تجویز پیش کی اور وہ یہ تہی کہ مین اونکی لڑکی سے نکاح کرلون تاکہ رفتہ رفتہ لوگ میری راے کو منظور کرین مین نے جواب دیا کہ اگر مین خان کی تجویز منظور کرون تو بہت جلد لوگ حسد کرنے لگین گے اور میرے دشمن ہوجائینگے۔ اسلئے میرا یہان رہنا مناسب نہین ہے اور مین بخارا جاؤنگا وزیر نے یہ سنکر افسوس کیا اور مجھے سمجھایا کہ شاہ بخارا نے آپکے اون ساتھیون کو جو کہ وہان گیے معمولی کہانا تک نہین دیا اور آپ کے چچیرے بہائی اسحاق خان کو نظر بند کررکہا میری راے مین آپ اپنے آدمیون کو وہان سے بلالین۔ لیکن مین نے اصرار کیا اور کہا کہ مجھے کام ہے مین ضرور جاؤنگا آپ اپنے خان سے مجھے اجازت منگادین۔ وزیر نے وعدہ کیا کہ کل جواب لادونگا اور رخصت ہوا۔ دوسرے دن اوس نے آکر کہا کہ خان کو آپ کے تشریف لے جانے کا نہایت افسوس ہے لیکن چونکہ آپ اصرار کرتے ہین اسلئے وہ مجبوراً آپکو اجازت دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ آپ دو روز اور قیام کرینگے تاکہ آپکے سفر کا انتظام کیا جائے۔

تیسرے دن خان نے مجھے ڈیڑھ سو شتر معہ رسد اور قالین اور خیمون کے دئے
اور جب مین ادن سے رخصت ہونے کے لیے گیا تو اونہون نے نہایت افسوس ظاہر کیا
پانچ روز چلنے کے بعد مین دریاے جیحون پہونچا اور سرحد غوزا اور شور آب خان
کے قریب اوسے پار کیا۔ یہ مقام اب سلطنت روس کے ماتحت ہے۔ وہان سے
سات دن کوچ کے بعد قراکول پہونچا جو شاہ بخارا کا علاقہ ہے۔ میرے نوکر جو وہان
تھے اور نیز میرے چچیرے بھائی اسحاق خان میرے پہونچنے کی خبر سنکر خوش ہوئے
اور اظہار خوشی کے خط بھیجے۔ تیسرے دن بخارا پہونچکر معلوم ہوا کہ بموجب ہدایت گورنمنٹ
روس کے شاہ بخارا امیر سرا بیگ سے حصار اور کولاب لڑنے گئے تھے اس لیے
کہ اوس نے روسی اطاعت قبول نہین کی تھی۔ چونکہ شاہ سے مجھ سے کسیقدر دوستی
تھی مین نے اونہین آپنے آنے کی اطلاع دی اور لکھا کہ چونکہ مین تھوڑے عرصہ مین
سمرقند جانے والا ہون آپ مجھ سے ملنے کی نسبت کیا فرماتے ہین آپکی واپسی تک
بخارا مین رہون یا حصار آکر آپ سے ملاقات کرون۔ اس بے مروت پادشاہ نے
مجھے اپنے پاس بلایا۔ خان خیوا نے جو اشرفیان مجھے دی تھین مین نے اونہین
نکالا اور سواری کے گھوڑے اور دیگر ضروری اشیا خریدکین۔ خان نے جو اونٹ مجھے دئے
تھے وہ بھی مین نے فروخت کر دئے اور اس طرح اپنے ساتھ پانچ سو سوارون
کے لیجانیکا انتظام کیا۔ جو غلام کہ خان نے مجھے دے تھے اونکو بھی آزاد کر دیا
اور دس روز مین حصار پہونچا۔ راہ مین ایک اونچی جگہہ دیکھی جو کہ شاہ کی خیمہ گاہ کے لیے
تجویز کی گئی تھی اور خون سے سرخ ہو رہی تھی۔ پہلے مین نے خیال کیا کہ نئے ملک
کی فتح پر خوشی کرنے کی غرض سے خیرات کے لیے گائین ذبح کی گئی ہونگی اور دریافت
کیا کہ خیمہ گاہ سے دور کیون نہین ذبح کی گئین۔ گانون والون نے آہ سرد بھر کر جواب دیا

کہ یہ آدمیون کا خون ہے گایون کا نہین - معلوم ہوا کہ پندرہ روز ہوئے شاہ کا خیمہ اوس مقام پر نصب تہا کہ قلعہ ہرات کی فتح کی خبر آئی اور ایک ہزار قیدی اونکے روبرو لائے گیے - اونہون نے اپنے سامنے اونکے قتل کا حکم دیا - اِس بیرحمی اور سنگدلی کی کیفیت سنکر مجہے صدمہ ہوا اور کہا کہ ممکن ہے کہ وہ خطاوار ہون لیکن قیدیون کو کوئی نہین مارتا ہی لوگون نے جواب دیا کہ سیکڑون بیچارے بے قصور اور بلا کسی قسم کی تحقیقات کے شاہ کے حکم سے قتل ہو چکے ہین - یہ سنکر مجہے تعجب ہوا اور مین نے خیال کیا کہ ترکستان پر جو روسیون کو فتح حاصل ہوئی ہے اوسکی وجہ یہی ہے کہ مسلمان فرمانروا اپنے خدا اور اوسکے پاک مذہب سے غافل ہین - وہ مسلمانون کو غلام بناتے ہین اور خدا کی مخلوق کو بلا قصور قتل کرتے ہین - پادشاہ کو خدا اور اوسکے رسول کے احکام کی پروا نہین اور علما جو کہ اون احکام کے محافظ اور سکہلانے والے ہین اونکے خلاف ورزی عمل درآمد ہونے کا مطلق خیال نہین کرتے - مجہے نہایت ملال ہوا کہ بخارا مین جسکی نسبت مشہور تہا کہ وہان مذہبی پابندی زیادہ ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے کس قدر خلاف کارروائی کی جاتی تہی - مسلمانون کی اس قسم کی لاپروائی دیکہکر مجہے افسوس ہوا کہ وہ اپنے زعم اور خود بینی مین ایسے مدہوش ہین کہ دوسرے مذہب والے اونکی جہالت اور آپس کی نزاع سے فائدہ اوٹہاتے ہین - اون بیگناہون کی موت پر مین رویا جنکا وہان خون بہایا گیا تہا اور چند سوارون کو حکم دیا کہ خون پر مٹی ڈالکر قبرون کی صورت بنا دین -

وہ شب یاس اور رنج کی حالت مین گذری اور صبح حصار کی طرف روانہ ہوا جہانکہ شاہ نے ایک ہزار سوار اور چند افسر میرے استقبال کے لیے بہیجے تہے ایک مکان مین فرو کش ہوا جو کہ میرے لیے مقرر کیا گیا تہا - تین دن بعد شاہ نے مجہے بلایا اور مین

اون سے ملنے کے لیے گیا۔ جب واپس آیا تو اونہون نے دس ہزار تنگے اور چند پارچہائے کمخواب میرے پاس بہیجے۔

چند روز حصار مین قیام کر کے مین سمرقند روانہ ہوا۔ روسی گورنر مجھ سے نہایت مہربانی سے ملا اور مجھے اور میرے نوکرون کو رہنے کے لیے مکانات دئے اور ہر طرح مہمان نوازی کی۔ تہوڑے عرصہ کے بعد وایسرائے ترکستان نے میری دعوت کی اور تاشقند بلایا۔ میرے سفر کا انتظام گورنر سمرقند نے کیا۔ وہان بہی نہایت مہربانی سے لوگ پیش آئے اور دوسرے دن وائسرائے نے ملاقات کے لیے بلایا۔ مجھ سے نہایت اچھی طرح ملے اور پہر میرے پاس بازدید کے لیے آگئے۔ اسکے بعد ایک جلسہ مین اونہون نے میری دعوت کی جہان کہ یوروپین عادات و اطوار کو مین نے نہایت دلچسپی سے دیکھا۔ ان کے ہان قاعدہ ہے کہ مہمان ایک بڑے کمرے مین جمع ہوتے ہین اور مختلف کمرون مین چل پہر کر آپسمین گفتگو کرتے ہین چرٹ پیتے ہین یا پہل کہاتے ہین دو بجے شب تک یہ جلسہ رہا اور پہر سب اپنے اپنے گہر چلے گئے۔ دوسرے روز وایسرائے بازدید کی ملاقات کے لیے آئے اور مین اپنے مکان کے دروازہ تک اونکے استقبال کو گیا۔ مزاج پرسی کے بعد مین نے چند تحائف پیش کئے یعنی ایک مرصع تلوار۔ چھ عدد کشمیری شال اور دو پارچے کمخواب کے دو گھنٹہ بعد وہ مجھ سے رخصت ہوئے۔ دوسرے دن جنرل علی خانوف نے کہانے کی دعوت کی اور وہ دن نہایت اچھی طرح گذرا۔

اور جتنے روز مین وہان رہا دیگر جنرلون نے اپنے اپنے مکانون پر میری دعوتین کین۔

اس درمیان مین روسیون کا تیوہار جسے کرسمس کہتے ہین واقع ہوا۔ یہ اونکے خدا کے بیٹے کی پیدائش کا دن ہے۔ اوس روز وایسرائے نے اپنی گاڑی بہیجدی اور سکرٹری کے ذریعہ سے اپنے مکان پر میری دعوت کی۔ ہم دونون ایک ساتھ سوار ہوئے اور

حسب معمول وایسرائے مجھ سے پیدل آکر ملے اور اوسی کمرے مین لے گئے جہانکہ پیشتر ملاقات ہوئی تھی - تمام افسر اور اونکی بیبیان اور بیٹیان وہان تہین - ہر قسم کے کہانے پینے کی چیزین حلال اور حرام دونون موجود تھین - نصف شب تک لوگ کچھہ نہ کچھہ برابر کہاتے رہے لیکن بارہ بجتے ہی ایک دوسرے کا بوسہ لینا شروع کیا اور "کرسٹاس کرسٹاس" کہتے جاتے تہے - اسکے بعد ہم اپنے میزبان سے رخصت ہوئے اور اپنے اپنے مکان واپس گیے -

تین روز بعد وایسرائے نے پہر اپنا سکرٹری گاڑی لیکر بہیجا اور فوجی پریڈ دیکھنے کیلئے میری دعوت کی - پلٹن اور رسالہ اور توپخانے کے سپاہیون نے سلامی دی - سب انتظام نہایت عمدہ تہا اور اخیر مین ایک مصنوعی سرنگ بہی اوڑائی گئی - دوسرے روز سکرٹری پہر آیا اور کہا کہ میرے آقا آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہین - مین اوسکے ہمراہ گیا - چاء پینے کے بعد وائسرائے نے کہا کہ زار روس نے بذریعہ تار آپکی مزاج پرسی کی ہے مین نے شکریہ ادا کیا - اسکے بعد اوس نے کہا کہ شہنشاہ روس نے آپکی دعوت کی ہے کہ پیٹرسبرگ جاکر اون سے ملاقات کرین تاکہ وہ اپنے دوستانہ تعلقات کا اپنی زبان سے آپکو یقین دلائین - مین نے جواب مین اونہین یقین دلایا کہ مین سلطنت زار کو امن و سلامتی کا ماوی و ملجا سمجھتا ہون اور ایک بڑی آرزو کے اظہار کے لیے آیا ہون جسمین امید ہے کہ مجھے کامیابی ہوگی - وائسرائے نے پوچھا کہ آپ پیٹرسبرگ جائینگے مین نے کہا کل جواب دونگا اور رخصت ہوکر مکان واپس آیا - اپنے معتمد اور رازدار صلاح کارون سے اسکے متعلق مشورہ لیا - اونہون نے بالاتفاق کہا کہ ہم آپکو نہین جانے دینگے اس لیے کہ بغیر آپ کے یہان کوئی کام نہو سکیگا - مین نے سمجہایا کہ روس مین اور بہی لوگ میری طرح پناہ گزین ہین لیکن زار نے کسی کو ملاقات کے لیے نہین بلایا اس لیے بہتر ہے کہ مین

اون سے جاکر ملون لیکن باوجود میرے اصرار کے وہ راضی نہ ہوگے - دوسرے دن
مین وائسرائے سے ملنے گیا اور چاءنوشی اور مزاج پرسی وغیرہ کے بعد اون سے کہا
کہ شہنشاہ روس نے نہایت مہربانی کی جو میری دعوت کی لیکن مین یہان ابھی تازہ
وارد ہون اور پانچ سو آدمی میرے ہمراہ ہین جو کہ دور دراز مسافت طے کر کے یہان آئے
ہین اسلیے مین یہان کچہہ روز آرام کرنا چاہتا ہون اور سفر کی تیاریان بھی کرون گا اسکے بعد
اگر زار نے مجھے بلایا تو مین جاؤنگا - وائسرائے نے جواب دیا بہت اچھا مین زار کو
تار دیتا ہون -

دو روز بعد سکرٹری پھر گاڑی لیکر آیا اور مجھے وائسرائے کے پاس لیگیا - اونہون نے
کہا کہ وزیر اعظم کو تار دیا گیا تھا جسکا جواب یہ آیا ہے کہ زار نے آپکی تجویز کو منظور فرمایا اور حکم دیا ہے
کہ آپکے قیام کے لیے سمرقند یا تاشقند مین جہان آپ بہتر سمجھین ایک جگہہ خرید کی جائے
نیز ساڑھے بارہ سو سُم (ایک روسی سکہ) ماہوار میرے اخراجات کے مقرر کیے - مین نے
کہا کہ مین شہنشاہ کی پناہ مین آیا ہون اور جو عنایت وہ فرماتے ہین اوسے منظور کرتا ہون -
مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ زار نے آپکی اور آپ کے افسرون کی تصویرین طلب کی ہین -
مین نے اس سے بھی انکار نہ کیا اور یہ کہکر کہ کل تیار ہو جائینگی رخصت ہوا - دوسرے دن
سکرٹری ہمین ایک فوٹوگرافر کے ہان لیگیا لیکن میرے ملازمون نے تصویر کھچوانے سے
انکار کیا اور کہا کہ جو تصویر کھچواتا ہے وہ بیدین ہو جاتا ہے - اب تک تو میرا خیال تھا
کہ میرے ساتھیون مین کچہہ عقل ہے لیکن یہ سنکر میری رائے تبدیل ہوگئی - سکرٹری نے
مجھ سے دریافت کیا کہ ان لوگون کی تصویر کیون نہ کھچوائی - مین نے کہا کہ اونمین سے کوئی
میرا افسر یا کسی قبیلہ کا سردار نہین بلکہ سب میرے معمولی ملازم ہین اسلیے گو مین اونکی عزت
کرتا ہون تاہم وہ اس درجہ کے نہین ہین کہ اونکی تصویر شہنشاہ کے پاس بھیجی جائے - سکرٹری

نے کہا کہ واقعی آپکی راے نہایت باصواب ہے اس لیے کہ اگر زار نے دریافت کیا ہوتا کہ ان لوگون کا کیا عہدہ ہے تو اسکا کوئی جواب ہمارے پاس نہ تھا - آیندہ مین نے اپنے ملازمون سے کبھی اس بارہ مین دریافت نہ کیا اسلئے کہ دوبارہ وہ انکار کر چکے تھے دوسرے اون کی فہم وفراست کی میرے نزدیک زیادہ وقعت نہ تھی - چندروز بعد سکرٹری مجھے گورنر کے ہان ایک جلسہ مین لیگیا جہانکہ نصف شب تک گانا بجانا خورد ونوش اور تماشہ رہا - اس موقعہ پر مین نے اپنے ساتھیون کی نگرانی کے لئے سمرقند جانے کی اجازت چاہی جسے کہ گورنر نے منظور کیا اور جنرل ابراموف کے نام مجھے ایک خط دیا -

دوسرے دن مین جنرل کاف مین دوائسراے سے ملنے گیا اور رخصت ہو کر اوسی راہ سے سمرقند روانہ ہوا جس راہ سے کہ آیا تھا - وہان پہونچکر جنرل ابراموف سے ملاقات کی اونہون نے کہا کہ وائسراے کا حکم ہے کہ جو مکان اور باغ آپ پسند کرین آپکے لیے خرید کیا جائے اور ایک لاکھ روبل تک قیمت دینے کی اجازت دی ہے مین نے جواب دیا کہ شاہ بخارا کے چند باغ ہین مین اپنے نوکرون کو دیکھنے کے لیے بھیجونگا اور اوسکے بعد آپکو جواب دونگا - چندروز میرے نوکرون نے دیکھا بھالا اور مین نے بھی تلاش کی اور پھر جنرل کو لکھدیا کہ قلندرخانہ کے دروازہ پر ایک باغ ہے جو کہ گورنمنٹ بخارا کا ہے اوسمین دو ایکڑ زمین ہے - اچھی جگھہ واقع ہے اور اوسمین پانی کے چشمے بھی ہین - مین اس لیے اسے پسند کرتا ہون کہ یہ سرکاری باغ ہے آپ اور کوئی باغ خرید کرکے روپیہ ضایع نہ کرین - الغرض مین وہان رہنے لگا - اپنے چچیرے بھائی سردار اسحاق خان کے لیے ایک مکان شہر مین مینے رہنے کو لیا اور سمرقند کے لوگون سے ایک مکان اپنے نوکرون کے واسطے لیا -

چندروز بعد وہی سردار جنہون نے میرے زار کے پاس عرض حال کے لیے جانے کی

مخالفت کی تہی ایک ایک کرکے مجہہ سے رخصت ہونے لگے اور بعض بلا اجازت چلے گئے۔ سپاہیون نے وفاداری سے میری خدمت کی اور میر اساتہہ نہ چہوڑا۔ لیکن سرداردن سے تو ہمیشہ مجہے تکلیف رہی۔

باب پنجم

اقامت سمرقند

(سنہ ۱۸۷۰ء لغایتہ سنہ ۱۸۸۰ء)

سمرقند کے زمانۂ قیام مین بہت سے واقعات پیش آئے جنکا اگر ذکر کرون تو یہ کتاب کبہی ختم نہو۔ اس لیے مین صرف اون امور کو بیان کرون گا جن سے کہ میری رعایا کو فائدہ پہونچے۔ کل گیارہ سال مین سمرقند مین رہا اور اپنا تمام وقت شکار کہیلنے مین صرف کیا۔ بیٗس سواری کے گہوڑے دٗس باربرداری کے خچر ہمیشہ میرے اصطبل مین رہتے تہے اور پندرہ سوار یک نالی اور دو نالی بندوقون سے مسلح میرے ہمراہ جاتے تہے۔ نیز شکرے باز اور دیگر شکاری چڑیان میرے ساتہہ ہوتی تہین۔ الغرض اسی قسم کی تفریح سے اپنا غم غلط کیا کرتا تہا۔ اپنے سپاہیون کو پانچ پانچ روپے ماہوار تنخواہ دیتا تہا اور دیگر ملازمون کو اونکے درجہ کے مطابق۔ جیسا کہ مین پہلے لکہہ چکا ہون میرے بہت سے ساتہی مجہے

چھوڑکر چلے گئے تھے لیکن اسکا مجھے کچھ افسوس نہ تھا - ہمکو اکثر روپیہ کی تکلیف رہی اس لیے کہ ہمارے اخراجات بہت زیادہ تھے اور گورمنٹ روس سے جو وظیفہ ملتا تھا وہ نہایت قلیل تھا - لیکن چونکہ روسیون پر میرا کسی قسم کا حق نہ تھا جو کچھ وہ مجھے دیتے تھے اوسکے لیے مین اونکا نہایت ممنون ومشکور رہتا - سرکاری افسرون سے جب کبھی مجھ سے خرچ کے بارہ مین گفتگو ہوئی مین نے برابر یہی کہا کہ جو کچھ مجھے دیا جاتا ہے اوس کا بھی مین مستحق نہین ہون - اور اونکی اس مہربانی کی تلافی کے لیے دعا مانگتا تھا کہ خدا اونکی سلطنت کو قایم رکھے - اپنے تیوہارون کے موقعون پر جنرل ابراموف اور دیگر افسر میری دعوت کرتے تھے اور مین خوشی سے اونکے ہان جایا کرتا تھا - جنرل ابراموف مجھ سے ہمیشہ دوستانہ برتاؤ رکھتے تھے اور جب کبھی مجھے روپیہ کی ضرورت ہوتی تھی تو مین اپنے خزانچی (سردار عبد اللہ خان پسر عبد الرحیم خان متوفی جو کہ اس وقت قطغان اور بدخشان کا گورنر ہے) کو اونکے پاس بھیجدیتا تھا اور وہ مجھ سے ملاقات کا وقت مقرر کرتے تھے - ان ملاقاتون کے وقت مین اون سے اپنی پوری کیفیت بیان کر دیتا تھا - غرضکہ میری خوب تعظیم وتکریم ہوتی تھی اور درباری آداب ورسومات کی پابندی سے مین بری تھا - روسی افسرون کے ساتھہ ملنے مین مجھے ہر طرح کی آزادی تھی اور جب کبھی ضرورت ہوتی تھی مین اون سے ملتا تھا اور وہ مجھ سے ملاقات کرتے تھے - میری عادت تھی کہ مہینہ مین دس یا پندرہ روز اپنے مکان پر رہتا تھا اور باقی شہر کے باہر شکار کھیلنے مین صرف کرتا تھا -

اس طرح یہ گیارہ سال روسی عملداری مین بسر ہوئے - مجھے فکر اور غم تھا تو اس کا کہ اپنی بی بی - والدہ اور اپنے بیٹے عبد اللہ کی خیر وعافیت کی مطلق خبر نہ تھی اور یہ سب قید تھے - سمرقند مین دو سال رہنے کے بعد روسیون اور افغانون مین راہ ورسم

بڑہتی گئی اور شیر علیخان اور روسی گورمنٹ مین خط و کتابت بہی زیادہ ہوتی گئی - مجھے
معلوم ہوا کہ محمد عالم خان گورنر بلخ - امیر مظفر شاہِ بخارا کے پاس ایلچی بہیجا کرتا تہا اور وہان
سے جنرل ابراموف اور وائسرائے تاشقند کے پاس خطوط بہیجے جاتے تہے - روسی
اِن خطون کا جواب بہی اوسی ذریعے سے ارسال کرتے تہے یہانتک کہ یہ بات عام طور پر
مشہور ہوگئی اور اخبارون مین بہی شایع ہوئی - لیکن چونکہ ناظرین اِن واقعات سے واقف
ہونگے مین صرف اپنا قصہ بیان کرتا ہون -

سمرقند پہونچکر مین نے میر بدخشان کی لڑکی سے شادی کی اور دوسرے سال
خداوند تعالی نے مجھے فرزند عطا فرمایا جسکا نام مین نے حبیب اللہ رکہا - اس وقت
میری اولاد مین وہ سب سے بڑا ہے اور ولیعہد بہی ہے - دوسرے سال خدا نے
مجھے ایک اور فرزند عنایت کیا جسکا نام نصر اللہ رکہا اور اس طرح دو اور لڑکے اور ایک
لڑکی پیدا ہوئی لیکن اون تینون نے چہوٹی عمر مین قضا کی -

میرے قیام کے چند سال بعد روسیون نے شہر سبز کی طرف فوج بہیجی اور
جنرل ابراموف نے مجھے بہی معہ اپنے ساتہیون کے ہمراہ جانے کے لیے کہا - مین نے
جواب دیا کہ پہلے ہی وائسرائے اور آپ سے کہہ چکا ہون کہ روسی ملازمت مین ہرگز
قبول نہین کرونگا لیکن اگر آپ چاہین تو مین سمجہا کر میر ہائے شہر سبز کو آپ کے سلام
کیلیے لاسکتا ہون تاکہ وہ آپکی شرائط قبول کرلین - جنرل ابراموف نے کہا کہ اب یہ ممکن
نہین ہے معاملہ حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اعلان جنگ کر دیا گیا ہے - مین نے
جواب دیا کہ مین آپکی فوج کے ساتہہ نہین جاسکتا نیز یہ کہ اگر سمرقند مین بلوہ ہوا تو میرے
تین سو ساتہی کیا کرینگے اسلیئے کہ اونکے پاس ہتیار نہین ہین بہتر ہوگا کہ تین سو بندوقین
اور کارتوس اونہین دیئے جائین تاکہ ضرورت کے وقت کام آئین - اِن کے دینے کا

اوس نے وعدہ کیا اور میگزین کے افسرون نے اسکی تعمیل بہی کی - دو روز بعد شہر سبز پر فوج کشی کی گئی اور اوسپر قبضہ کر لیا گیا ساتھہ ہی شاہ بخارا کو لکہا گیا کہ وہ اپنی فوج قرشی کی راہ سے اہل شہر سبز کے مرعوب کرنے کے لیے بہیجدین - روسی فوج نے قلعہ شہر سبز پر چار حملے کئے لیکن اوسے فتح نہ کر سکے - جنرل ابراموف کو گولی لگی لیکن زخم خفیف تہا - پانچ ہزار روسی سپاہیون مین سے جنہون نے کہ حملہ کیا تہا دو ہزار قتل اور زخمی ہوئے اسکے بعد روسیون نے کہلا بہیجا کہ چہہ روز لڑائی موقوف رہے روس کی ایسی بڑی سلطنت اپنی قسم نہین توڑیگی اور نہ وعدہ خلافی کریگی - شہر کے باشندون نے دہوکا کہا کر منظور کر لیا اور بارہ ہزار توپچیون مین سے جو کہ قلعہ مین تہے گیارہ ہزار اپنے اہل وعیال کو لانے کیلئے پہاڑیون کی طرف چلے گیے جس طرف سے کہ شاہ بخارا کی فوج اون پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑہ رہی تہی - روسیون کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ کی طاقت کم ہو گئی تو اونہون نے تین روز بعد آدہی رات کو ایکبارگی اوسپر حملہ کیا اور باقی ماندہ ہزار آدمیون نے از حد اونکے مقابلے مین کوشش کی قلعہ فتح ہو گیا اور میر ہائے شہر سبز تین سو سوارون کے ساتھہ پہاڑون کی راہ سے خوقند کی طرف روانہ ہوئے - روسی جنرل نے شہر سبز شاہ بخارا کے افسرون کے سپرد کیا اور آپ فوج لیکر سمرقند واپس آیا -

جنرل ابراموف کی واپسی کے دوسرے دن مین اونکی مزاج پرسی کے لیے گیا - اونہین خفیف سا زخم لگا تہا اور وہ ایک طلائی ناس دانی - ایک دونالی بندوق اور ایک بڑی دوربین اوس مال غنیمت مین سے مجہے دینے لگے جو کہ شہر سبز سے لائے تہے - مینے کہا کہ اپنے مذہب کے مطابق مسلمانون کا مال مین اسطرح نہین لے سکتا - روسیون کی وعدہ خلافی کا حال سنکر مجہے نہایت طیش آیا اور جلد جنرل سے رخصت ہو کر مکان واپس آیا - میر ہائے شہر سبز جب خوقند پہونچے تو خان شہر خدایار خان نے اونہین گرفتار

کرلیا اور اونکے ملازم اور اسباب اپنے پاس رکہکر اونہین وائسرائے کے پاس تاشقند بہیجدیا۔ یہ میر ڈیڑہ سال مقید رہکر رہا ہوئے اور اونکا وظیفہ مقرر ہوا۔ میر بابابیگ اور میر سرابیگ تومعہ اپنے بہائیون اور چند ساتہیون کے ابہی ۱۸۸۳ء تک تاشقند مین نظربند تہے اور اونکے اہل وعیال کو شاہ بخارا نے اون کے پاس بہیجدیا تہا۔

دو برس بعد روسیون نے اُرگنج پر فوج کشی کی تیاری کی اور گورنر تاشقند فوج لیکر خود جزک مین آئے چونکہ صحرائے نورعطا ہوکر جارہے تہے مجہے بہی ملاقات کے لیے لکہا مین جزک گاڑی پر گیا اور دو روز بعد وہان پہونچگیا۔ حسب معمول گورنر مجہ سے نہایت گرمجوشی کے ساتہہ ملے اور مجہے دیکہکر خوش ہوئے۔ دریافت کیا کہ آپ بہی معہ اپنے ساتہیون کے میرے ہمراہ اُرگنج جانا چاہتے ہین یا نہین۔ اور اگر جائین تو سفر کا انتظام کردیا جائے مین نے جواب دیا کہ میرے جانے کے انتظام کے لیے ایک مہینہ درکار ہے اور آپ صرف چار روز یہان رہین گے علاوہ برین آپ مسلمانون سے لڑنے جاتے ہین اور چونکہ مین بہی مسلمان ہون ہمارے مذہب مین ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے لڑنے کی ممانعت ہے۔ دوسرے نہ تو میرے پاس فوج ہے اور نہ مین بااختیار ہون کہ میرے جانے سے روسی فوج کی وقعت زیادہ ہوجائے اور میرے نہ جانے سے اوسکی طاقت کسی طرح کم ہوجائیگی۔ اسکے جواب مین وائسرائے نے کہا کہ مینے صرف اس لیے کہا تہا کہ شاید آپ چلنے سے خوش ہون ورنہ میرا ارادہ یہ نہ تہا کہ آپ پر کسی قسم کا جبر کیا جائے۔ مین نے کہا کہ مین گورنمنٹ کے ظل عاطفت مین ہر طرح خوش ہون اور میری تفریح کے لیے شکار کافی ہے۔ لڑائے کا اس قدر تجربہ ہوچکا ہے کہ اب مجہے اوس سے نفرت ہوگئی ہے۔ یہ مین نے ہنسکر مذاقیہ طور پر کہا۔ اونہون نے کہا کہ مین نے آپ کے لیے دو ترکی خیمے اپنے خیمہ کے نزدیک نصب کرائے ہین

جسکا مین نے شکریہ ادا کیا - یہ خیمے زار روس کے چچیرے بہائی کے خیمہ سے تیس قدم کے فاصلے پر اور وائسرائے کے خیمہ سے چالیس قدم کے فاصلہ پر تھے -

گورنر کی عادت تہی کہ پانچ چھہ مرتبہ روز مجھ سے ملنے آتے تھے اور بیس روز اسیطرح گذرے - ایک روز اونہون نے مجھے بلا کر کہا کہ افغانستان پر فوج کشی ہونے والی ہے آپ فوج کے ساتھہ جانا پسند کرینگے ؟ مین نے جواب دیا کہ اگر آپکا ارادہ خود افغانستان پر قبضہ کرنے کا ہے تو میرا جانا فضول ہے لیکن اگر آپ چاہتے ہین کہ ملک مجھے دیدین تو صرف یہ کافی ہوگا کہ آپ مجھے حکم دین مین ذمہ داری کرتا ہون کہ ایک ہزار پیدل - ایک ہزار سوار اور ایک باتری لیکر اوسے فتح کر لونگا - ورنہ مین آپکا دعاگو ہون اور سمرقند مین شکار کہیلنے مین مجھے زیادہ خوشی معلوم ہوتی ہے - اصل یہ ہے کہ مجھے یقین نہ ہوا کہ کئی سو سپاہی لیکر وہ افغانستان پر حملہ کرینگے اس لیے کہ اونہین معلوم تہا کہ افغان شجاع اور بہادر لوگ ہین اُرگنج کے باشندون کی طرح نہین ہین - بدین وجہ مجھے یقین تہا کہ حقیقت معاملہ کچھ اور ہی ہے اور روسیون کا مطلب یہ ہرگز نہین ہے جو کہ مجھسے بیان کیا گیا -

موسم خزان تک کوئی کارروائی نہوئی - اوسوقت تک صرف یہی بحث ہوتی رہی کہ کابل فوج بہیجنی چاہیئے یا نہین - لیکن اس درمیان مین روسی فوج مین ایک بری قسم کی وبا پہیلی اور سپاہی خوف سے چہاونی چہوڑ چہوڑ کر بہاگ گیے اور چھہ سو گاڑیان مردون اور مریضون سے بہر گئین جنہین کہ ایک علیحدہ مقام پر لے گئے جو کہ اون کیلئے مخصوص تہا - جبکہ وائسرائے مجھ سے رخصت ہوکر تاشقند روانہ ہوگیے تو مین نے اونہین پہیر یاد دلائی اور کہا کہ دیکھیے آخر آپ باوجود اتنی تیاریون کے افغانستان نہ گیے - اونہون نے اقرار کیا کہ مین نے سچ کہا تہا -

موسم سرما کے اخیر مین اور شروع بہار مین مشہور ہوا کہ امیر شیر علیخان انگریزون سے پھر گئے تھے اور اونمین اور روسی گورمنٹ مین دوستانہ اتحاد روز بروز ترقی پر تہا۔ تہوڑے ہی عرصہ بعد علما و اہل خوقند نے بغاوت کی۔

اس واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے اور یہ ایک دلچسپ قصہ ہے۔ تقریباً پچاس علما اور دو سو سردارون نے چند شرایط پر روسیون سے وعدہ کیا تہا کہ مسلمانون ہی کے خلاف اونکی امداد کرینگے۔ ان شرایط کی حقیقت بہ مجھے معلوم نہین۔ ان علما اور سردارون نے ایک کفش دوز کو بہیس بدلوا کر اوسکا نام فولاد خان رکہا۔ فولاد خان خدایار خان شاہِ خوقند کا چچیر ابہائی تہا۔ روسیون نے فولاد خان پسر موسی خان کا صرف نام سنا تہا اوسے دیکہا نہ تہا۔ بے ایمان علما نے اہل خوقند کو لکہا کہ خدایار خان کا ارادہ ہے کہ ملک خوقند روسیون کو دیدے اسلئے سب مسلمانون کا فرض ہے کہ اوسے تخت سے اوتار دین اور جیسا کہ ہمنے کیا ہے فولاد خان کو اوسکی جگہہ شاہ قرار دین۔ یہ جاہل لوگ فولاد خان کے ساتہہ ہو گیے اور خدایار خان کو تخت سے اوتار کر اوسے تخت پر بٹہایا۔ اِسکے بعد روسیون نے ملک چہین لیا اور باوجود اقرار اور وعدون کے علما اور سردارون کو کچہہ نہ دیا۔ فولاد خان دغاباز اور مصنوعی پادشاہ کو بہی کچہہ نہ ملا اور بہت سے سردار قید ہو کر مار ڈالے گیے۔ روسیون نے خوقند لے لیا اور وہان ایک نیا شہر شہر سیم کے نام سے آباد کیا جو کہ نہایت خوبصورت ہے اور ابہی تک اون کے قبضہ مین ہے۔

اب امیر شیر علیخان کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ ایک مدت کی خط و کتابت کی بعد اونہین روسی گورمنٹ کی دوستی اور اتحاد کا یقین ہو گیا اور گورمنٹ انگلشیہ سے منحرف ہو کر اوسکے افسرون کی مخالفت کی اور روسیون کی طرف منہہ پہیرا۔ اونمین اتنی عقل نہ تہی کہ جو مآل

ایک بازار مین نہ فروخت ہو سکے اُسکے دوسرے بازار مین بہی خریدار نہو نگے - یا یون کہیے کہ جو سلوک آپ اپنے دشمنون سے کرینگے وہی دوستون سے بہی کیجیے گا - ایک طرف بے ایمانی کرنے سے اونکا اعتبار روسیون کے نزدیک بہی باقی نہ رہا اور جو وعدے امیر شیر علی خان نے کیے کوئی سمجھدار گورمنٹ اونہین باور نہین کر سکتی تھی - وہ یہ تہے کہ روسیون کو ہندوستان جانے کے لیے افغانستان مین سڑکین بنانے دینگے - تارون کی حفاظت کی ذمہ داری کرینگے - ہندوستان کی طرف ریل بنانے دینگے اور انگریزون کے مقابلے مین روس کا ساتہہ دینگے - ان کے عوض روسی گورمنٹ نے وعدہ کیا تہا کہ جو ملک دریاے انڈس سے ملا ہوا تہا اور پیشتر افغانستان کے ماتحت تہا اور افغان فرمانروایون کی موروثی جائداد ہے اسیلیے کہ اونکے ملک کا حصہ ہے وہ چہین کر شیر علی خان کو واپس دیا جائیگا - روسی سپاہی یہ سنکر نہایت شاد ہوئے کہ اب ہندوستان پر فوج کشی کی جائیگی اور مال غنیمت بہت کچھ ہاتہہ آئیگا - لیکن اونکے تمام منصوبے اولٹ گیے اسیلیے کہ شیر علی خان اور انگریزون سے درہ خیبر مین اور شتر گردن پہاڑ پر جسے پیوار کوتل بہی کہتے ہین مقابلہ ہوا - امیر کی فوج تعلیم یافتہ نہ تھی اسلیے وہ انگریزون کے سامنے نہ ٹہیر سکی اور امیر شیر علی بلخ کی طرف بہاگے جبکہ اپنے اہل و عیال کو چند ہفتہ پیشتر بہیج چکے تہے - اپنے بیٹے یعقوب خان کو قید سے رہا کر کے کابل کا حاکم مقرر کر آئے - انگریزی فوج گندمک پہونچی اور جلال آباد سے یعقوب خان کے ساتہہ نامہ و پیام شروع کیا - یعقوب خان نے شالکوٹ (کوئٹہ) خیبر کرم اور پشین اونہین دیے اور ایک انگریزی افسر کیونی کا ونیری کو بطور برٹش سفیر کے کابل مین رکہنا منظور کیا - ادہر شیر علیخان بلخ جاتے ہوئے دیوانہ وار گفتگو کرتے تہے کہ افغانون نے انگریزون کے مقابلے مین میری مدد نہ کی - روس جاکر وہان کی فوج

اپنی امداد کے لیے لاؤنگا اور انعام مین روسی سپاہیون کو افغانون کی بیبیان دون گا۔
لیکن بلخ مین تہوڑے ہی دن بعد اونہون نے وفات پائی[۵۱] اور کابل کے سردارون نے
یعقوب خان کو امیر تسلیم کیا حالانکہ فوج اور رعایا اونکے تابع نہین ہونا چاہتی تہی۔
مین نے سنا کہ سفیر انگلسی متعینہ کابل اپنے تئین افغانستان کا حاکم سمجہتا تھا اور امور
انتظامی مین دخل دیتا اور یعقوب خان کو ہدایت کیا کرتا تہا۔ یہ لاف وگزاف وبلند پروازی
افغانون کو پسند نہ تہی اور اونہون نے اوسپر حملہ کیا۔ بعض کہتے ہین کہ یعقوب خان
کے علم سے یہ کارروائی ہوئی اور دوسرا بیان یہ ہے کہ عبداللہ خان ولی عہد متوفی
کی ماں نے داؤد شاہ خان کو تین ہزار اشرفیان اسلیئے دی تھین کہ کاونیزی کے خلاف
بغاوت کرنے کیلئے لوگون کو اشتعال دین اور اوسے مارڈالین تاکہ یعقوب خان کے
ہاتہہ سے ملک جاتا رہے۔ اس دوسرے بیان کو اہل کابل صحیح سمجہتے ہین۔

داؤد شاہ خان اوسوقت سپہ سالار تہے اور غلزی قبیلہ کے ادنیٰ فرقے کے تہے
لڑکپن مین وہ سبز نامی گانون مین چوپانی کرتے تہے اور بیس برس کی عمر کے بعد کابل آکر
ملازم ہوسے۔ وہ سبز حوالی کابل مین ایک گانون ہے اور خربزون کے لیے مشہور ہے
سر لوی کاونیزی کے قتل[۵۲] کی وجہ سے انگریزی فوج لارڈ رابرٹس کے ماتحت اس معاملے
کی تحقیقات اور بزدل اور دغاباز لوگون کو اونکی وعدہ خلافی کی سزا دینے کے لیے کابل
کی طرف روانہ ہوئی۔ یعقوب خان اونکے استقبال کے لیے گئے لیکن انگریزی افسر
اونکے فریب کو سمجہہ گئے اور قید کرکے ہندوستان بہیجدیا[۵۳]۔ کابل اور قندہار پر قبضہ کرلیا اور
امن اور انصاف کے ساتہہ وہان حکومت کی۔

مرض موت مین گرفتار ہونے سے پہلے شیر علی خان نے روسی گورنر کے پاس ایلچی

[۵۱] فروری سنہ ۱۸۷۹ء [۵۲] ۳ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء [۵۳] دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء۔

بھیجے تھے۔ اونکے نام یہ ہین۔ سردار شیر علیخان قندہاری۔ قاضی پشاوری۔ مفتی شاہ محمد۔ منشی محمد حسن۔ چند ملازمان امیر دوست
محمد خان مرحوم اور دو یا تین فوجی افسر۔ یہ لوگ سمرقند آئے اور شیر علیخان بلخ مین روسی فوج کی آمد کے منتظر رہے۔ ادہر روسی
گورنر کو خود شیر علیخان کے آنے کی امید تھی اور اونکی خاطر تواضع کیلیے چند عمدہ باغ آراستہ کیے تھے الغرض وہ شیر علیخان
کے منتظر تھے اور انگریزونکے خلاف مختلف بندشین اور تجویزین کر رہے تھے کہ جیسا کہ اوپر لکھہ چکا ہون شیر علی خان
نے انتقال کیا اور روسیون کی تمام تدبیرین تہ و بالا ہوگیئن۔ مین مزید حالات
دریافت کرنے کے لیے تاشقند گیا جہان معلوم ہوا کہ یعقوب خان نے روسی والیسرائے
کو خط لکھا ہے کہ اپنے والد کے جملہ عہد و پیمان پر مین قایم رہونگا اور اونہین تمام وکمال
پورا کرونگا۔ والیسرائے کو اس اطمینان دہی سے نہایت خوشی ہوئی اور یعقوب خان
کا خط پیٹرسبرگ بھیجدیا۔ یعقوب خان نے یہ بہی لکھا کہ عبد الرحمن کی طرف سے مجھے
کھٹکا ہے مین نہایت خوش ہونگا اگر وہ سمرقند سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اسی زمانہ مین
مین نے دیکھا کہ روسی خیالات میری نسبت ایسے دوستانہ نہ تھے جیسے کہ پیشتر تھے
لیکن مین نے تجاہل عارفانہ کیا اور یہ ظاہر نہ کیا کہ مین اونکے برتاؤ مین کسی قسم کا فرق
پاتا ہون۔ بجائے اسکے اس بات کی کوشش کی کہ وہ یہ سمجھین کہ مین اپنا تمام وقت
دن بہر سیر تماشہ مین گذارتا ہون۔ جب مین تاشقند پہونچا تو شیر علی خان کی سفارت
وہان پیشتر سے موجود تھی۔ مین نے جاسوس مقرر کیے کہ اونکی کارروائی کی مجھے پوری
اطلاع دیا کرین۔ اس ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اونہون نے روسی وائسرائے سے
یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ سفارت کا ہر شخص ایک ایک شرط پوری کریگا اور اس سب کے
عوض (جہانتک میرا خیال ہے) روسی فوج اونکی مدد کریگی۔ وہ شرایط یہ تھین۔
سردار شیر علی قندہار روسیون کو دیدین۔ منشی محمد حسن کابل اور ہزارہ جات کے
قزلباشون کو اونکا تابع کر دین۔ مفتی شاہ محمد تمام غلزئیون کو اور قاضی۔ پشاور۔ سوات

اور باجوری قبیلون کو روسیون کا مطیع کرین - یہ خبر پاکر مین تاشقند سے سمرقند واپس آیا۔
اور شیر علی خان کے آدمی بہی وہان گیے۔

اب اپنے چچیرے بہائیون کا ذکر کرنا لازم ہے جنکے لیے مین نے سمرقند آکر کچھ
انتظام کر دیا تہا - ان کے نام تہے محمد سرور خان - سردار عزیز خان اور سردار اسحاق خان
جبکہ متذکرہ بالا سفارت روسی وائسرائے کے پاس آئی تو سردار سرور نے شیر علی خان
قندہاری کو ایک خط میری جانب سے لکہا اور مجھ سے اوسپر مہر کرنے کے لیے کہا
مین نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مین شیر علی خان قندہاری کو ملاقات کے لئے بلانا
نہین چاہتا اسلیے کہ اوس نے اور اوسکے ساتہیون نے میرے خلاف روسیون
سے عہد و پیمان کیے ہین - سرور خان نے کہا کہ شیر علی خان نے قرآن شریف کی قسم
کہائی ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہ کریگا - مین نے ہنسکر کہا کہ ان لوگون کے دلون مین جب
قرآن شریف کی عظمت نہین ہے تو اوسکی قسم کا کیا خیال ہوگا - مین نے دیر تک
اسطرح بحث کی لیکن سردار سرور خان نے اصرار کیا کہ مہر کر دو - مجھے سخت غصہ آیا اور
اپنی مہر اونکی طرف پہینک کر کہا کہ مین اپنے ہاتہ سے مہر نکرونگا اور اون دغا بازون سے مطلق
سروکار نہ رکہونگا - سردار سرور خان نے میری مہر کر دی اور خط شیر علی قندہاری کے
پاس بہیجدیا - مین نے اونہین یقین دلایا کہ آپ نے غلطی کی ہے اور ایک روز آپکو
اسکا افسوس کرنا پڑیگا - میرے ہمراہیون مین سے ایک شخص قاضی جان محمد نے
جو کہ نہایت بے ایمان اور لا مذہب آدمی تہا حالانکہ قاضی کہلاتا تہا لوگون کو دہوکا دینے
کے لیے خوب ڈاڑہی بڑہا رکہی تہی لیکن درحقیقت اوسکا دل کوئلے کی طرح سیاہ تہا۔
یہ شخص وہ خط لیکر سردار شیر علی کے پاس بہیجا گیا جس نے اوسے پڑہکر جنرل سمرقند
کے پاس بہیجدیا اور اونہون نے کافمین کے پاس جو کہ وائسرائے تہے۔

جب پانچ روز گذر گئے اور قاضی واپس نہ آیا تو مین نے سرور خان سے کہا کہ تمنے مجھے تباہ کر دیا اور خلاف مرضی میرے اور با وجود انکار کے میری مُہر خط پر کر دی - چھٹے دن جبکہ ہم گھوڑے پر سوار ہو کر باہر ہوا کہا رہے تہے ایک نوکر گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور خبر لایا کہ گورنر شہر معہ ترجمان جنرل آئیونوف آپکے مکان پر آپکے منتظر ہین - مین نے سرور خان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہاری تخم ریزی کا یہ پہلا پہل ہے - مین واپس آیا لیکن سرور خان نے آنے مین دیر کی - مزاج پرسی وغیرہ اور چار نوشی کے بعد گورنر نے کہا کہ وائسرائے آپ سے تاشقند مین ملاقات کرنا چاہتے ہین - مین نے کہا کل دنس بجے صبح روانہ ہونگا لیکن گورنر نے کہا کہ آپ فوراً جائے - مین نے قطعی انکار کیا اور وہ چلے گیے - مین نے اپنے چچیرے بہائیون کو بلایا اور اونہین ہدایت کی کہ میری غیر حاضری مین کیا کرنا چاہیئے - مین نے کہدیا کہ مین قید ہو کر تاشقند بہیجا جاؤنگا - تم لوگ جس طرح ممکن ہو ضرور بلخ بہاگ جاؤ وہان سے ترکستان چلے جانا - اس کام کے لیے بلخ کی فوج اور رعایا سے خط و کتابت کرنا ضرور تہا اس لیے مین نے وہان کے لوگون کے نام خطوط لکہے جنکا مضمون یہ تہا کہ اپنے چچیرے بہائیون کو تمہارے ہان بہیجتا ہون جو سلوک اونکے ساتھ کروگے مین سمجھونگا کہ میرے ہی ساتھ کیا ہے - مین نے اونہین ایک اور مہر اپنی دی تاکہ اگر اونکو میری جانب سے اور خط لکہنا پڑین تو اوسکا استعمال کرین اور چار ہزار کابلی روپیہ بہی خرچ راہ کے لئے دیا - یہ روپیہ مین نے اون پندرہ ہزار رقم سے بچایا تہا جو کہ وائسرائے نے دو مہینے پہلے مجھے دئے تہے - یہ رقم پانچ ہزار ہندوستانی روپیہ کے برابر ہے - اِن ہدایتون کے بعد مین اپنے حرم سرا مین چلا گیا -

اوسی شب کو بارہ بجے گورنر معہ ترجمان و تین سو سوار اور دو سو پولیس کے سپاہیون کے آیا

اور میرے نوکرون سے کہا کہ مجھے حرم سرا سے باہر لائین - اونہون نے مجھے بیدار کیا اور
یہ پیغام پہونچایا - گورنر نے کہا کہ آپ اسی وقت میرے ہمراہ چلین اسلئے کہ وائیسرائے
نے آپ کو طلب کیا ہے - مین نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مین قید کیا جاؤنگا تو مین
آپکے ساتھہ صبح ہی گیا ہوتا - مین نے اپنی وردی پہنی اور روانہ ہوا - پولیس کے سپاہی
ہمارے آگے آگے چلے اور سوار شمشیر ہاے برہنہ لیے ہوئے میرے چارون طرف تھے
اپنے دو ملازمون کو مین نے ساتھہ لے لیا تھا ایک فرامرز خان جو کہ اس وقت ہرات کا
سپہ سالار ہے اور دوسرا جان محمد خان جو کہ ان دنون کابل مین مہتمم خزانہ ہے - جنرل آئیونوف
کے مکان پر پہونچکر مین نے دریافت کیا کہ مجھے کیون طلب کیا ہے جسکے جواب مین
اونہون نے کہا کہ جنرل کاف مین نے آپکو تاشقند جانے کا حکم دیا ہے اسکی وجہ وہ خود
آپ سے بیان کر دینگے - مین نے کہا کہ میری تقصیر کیا ہے جو آدہی رات کو اسطرح
مسلح سوار میرے لانے کے لیئے بھیجے گئے - اس پر اونہون نے گورنر سے جواب
طلب کیا کہ تم کیون انکے ساتھہ ایسی بُری طرح پیش آئے - اوس نے کہا کہ مجبوراً مجھے
اس وجہ سے اتنے آدمی لیجانے پڑے کہ شاید ان کے ساتھی مقابلہ کرین اور انہین
نہ آنے دین اسکے صحیح ہونے کے ثبوت مین اوس نے کہا کہ ان کے سب آدمی
مسلح ہین اگر یہ خوشی سے نہ آئے ہوتے تو ان کے جبراً لانے مین بڑی دقت واقع
ہوتی - جنرل نے کہا کہ تمنے غلطی کی جو انہین نظر بند کر کے لائے اور گورنر نے کہا کہ یہ
آپکی حماقت تھی جو مجھے ایسے وقت ان کے لانے کیلئے بھیجا - غرضکہ وہ ایک دوسرے
کو اسیطرح الزام لگاتے رہے اور مین خاموش سنتا رہا آخرش جنرل نے کہا کہ آپ
مکان جا سکتے ہین بشرطیکہ کل گیارہ بجے آنے کا وعدہ کیجئے اوسوقت آپکے پاس
تاشقند جانے کیلئے ایک نائب گاڑی لیکر بھیجدیا جائیگا غرضکہ مین مکان واپس آیا

اور باغ کا دروازہ بند پایا - نوکرون سے دروازہ کہلوا کر اندر گیا تو دیکھا کہ میرے بہائی
اور اونکے احباب خواب استراحت مین ہین اور مطلق خیال نہین ہے کہ اسپر
کیا گذری ہوگی - لیکن میرے بیٹے - بی بی - اور نیز پروانہ خان جوکہ اس وقت کابل
مین نائب سپہ سالار ہے اور قربان علی جسکے متعلق آجکل میرے خانگی اخراجات کی
نگرانی ہے جاگ رہے تے اور میری قسمت پر آنسو بہار ہے تہے - اپنے بہائیون
اور نوکرون کو سوتا دیکھکر میرا دل ٹوٹ گیا اور مجہے نہایت ملال ہوا - ان لوگون
کی اپنے بچون کی طرح مین نے پرورش کی تہی اور یہ اس سب کا صلہ تہا حرم سرا
مین جا کر مین نے اپنی بی بی اور بیٹیون کو سمجہایا کہ اگر خدانخواستہ مجہپر کوئی مصیبت
آئے تو اسطرح عمل درآمد کرنا - اسکے بعد مین نے اپنے سفر کی تیاریان کین -
دوسرے دن جب حسب وعدہ گاڑی آئی تو مین پروانہ خان اور ناظم الدین (جوکہ بعدہٗ
رسالہ مین کرنیل ہوئے) کو ساتہہ لیکر نائب کے مکان پر گیا دیکھا کہ خطوط لکہہ رہا
ہے مین نے اوس سے کہا کہ مین رات بالکل نہین سویا ہون اگر جانے مین توقف
ہو تو مین تہوڑی دیر سو رہون - اوس نے مجہے اجازت دی اور مین نے سونے کی
کوشش کی لیکن فکر و پریشانی کی وجہ سے اڑہائی گہنٹے سے زیادہ اپنی مصیبت کو
نہ بہول سکا جسکے بعد ہم روانہ ہوئے - میری گاڑی شیر علی قندہاری کے دروازہ سے
گذری تاکہ وہ دیکھ لے کہ مین قید ہون - رنج و غصہ سے تمام دنیا میری نظرون مین
تاریک ہو رہی تہی اور دل چاہتا تہا کہ گاڑی سے اوترکر بعض دشمنون کی جان لے لون
اس سے پہلے کہ مین خود مارا جاؤن - لیکن مین نے اپنے حواس کو درست کیا اور
اپنے تئین سمجہایا کہ ایسی باتین احمقون کا حصہ ہین عاقل لوگ انتقام لینے کیلئے
مناسب موقعون کے منتظر رہتے ہین - سچ ہے دنیا مصیبتون اور تکلیفون سے

پڑے ہے۔ دو گھنٹے تک مین بے حس و حرکت رہا اور اوسکے بعد میرے حواس ٹھکانے ہوئے اور دل اپنی جگھہ پر آیا۔ دو روز اور ایک شب چلکر ہم تاشقند پہونچے۔ وہی بنگلہ جو کہ پہلے بہی دیا گیا تہا مجھے قیام کے لیے ملا۔ ایک لاکھ روپل اسکے بنانے مین خرچ ہوئے تہے۔ اسکے ساتھہ ایک نہایت عمدہ پائین باغ تھا اور گاڑیون اور تیس گھوڑونکے لیے اصطبل بہی تہے۔ اس مکانمین مین سالمین چار روز رہا کرتا تہا جبکہ تفریحاً شہر دیکھنے کیلئے جایا کرتا تہا اس وقت وہان دوسری طرح گیا تہا اور متحیر تہا کہ میرے ساتہہ کیا کیا جائے گا۔ جبکہ خدمتگار اور باورچی حسبِ معمول حاضر ہوئے تو ترجمان اور سکرٹری رخصت ہوئے۔ دو تین روز تک حکام سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی۔ اِسکے بعد سکرٹری میرے پاس آیا اور بدستور سابق معمولی مراعات کے بعد کہا کہ گورنر آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہین۔ ہم دونون گاڑی پر سوار ہو کر گئے اور حسبِ دستور گورنر مجھ سے نہایت تپاک سے ملا۔

گورنر نے مجھے اپنے پاس جگہہ دی اور سفر کا حال پوچھا۔ مین نے کہا مجھے نہین معلوم کہ کس طرح مین نے سفر کیا ہے۔ وہ ہنسنے لگا اور کہا کہ سمرقند کے لوگ کہتے ہین کہ آپ شوخ ہو گئے ہین۔ مین نے کہا کہ آپکی گورمنٹ تعریف کی مستحق ہے کہ اوس نے مجھے شوخ بنا دیا۔ اسپر اوس نے ایک خط نکالا اور کہا کہ یہ کیا ہے۔ مین نے کہا مجھے دیجئے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی خط ہے جو کہ سرور خان نے شیر علی قندہاری کے پاس بھیجا تہا۔ مین نے کہا کہ یہ میرا لکھا ہوا نہین ہے لیکن میری مہر اسپر ہے۔ اوس نے کہا آپنے ایسا کیون کیا؟ مین نے جواب دیا کہ اگر اس خط مین کوئی بات آپکی گورمنٹ کے خلاف ہو تو مین ضرور جواب دہ ہون لیکن آپس کی معمولی خط و کتابت مین کیا ہرج ہے؟ اوس نے اِسے تسلیم کیا لیکن کہا کہ خط لکھنے سے پہلے آپ کو چاہیئے تہا

کہ اجازت لے لیتے - مین نے کہا کہ آپ مجھ سے اتنے دور تھے کہ اجازت ملنے تک افغانی سفارت بلخ واپس چلی گئی ہوتی - یہ کہکر مین نے خط چاک کردیا - اوس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ آپ سمرقند چلے جائین آپ کے اہل وعیال آپ کے لیئے پریشان ہو گئے - مین نے کہا کہ سمرقند مین قید ہونے کی وجہ سے مین اتنا بے عزت ہو چکا ہون کہ اب وہان ہرگز نہ جاؤن گا - اگر آپ مجھے مکان دین تو مین تاشقند مین رہون - اوس نے کہا بہتر ہے آپ کوئی مکان پسند کرلین - میری غرض اس سے یہ تھی کہ ایسی جگہ رہون کہ وہان سے افغانستان آسانی سے جاسکون اور موقع ملے تو بھاگ جاؤن - مین نے ایک مکان پسند کیا اور ایک شب وہان رہ کر سمرقند گیا اور اپنے اہل وعیال کو لاکر تاشقند مین بود و باش اختیار کی -

افغانستان کے سفر کی تیاریون مین مین بہت زیادہ مصروف رہا اور جنرل کاف مین کے ساتھ بہت سے بحث ومباحثہ کے بعد روسی گورمنٹ سے اپنے ملک جانے کے لیے اجازت حاصل کی - ایک روز مین اچانک چند سوداگرون کے پاس جانے اور روپیہ لانے کے لیے غائب ہو گیا اس لیے کہ اونھون نے وعدہ کیا تھا اور نیز اس غرض سے کہ دیکھون جاسوس میرا پیچھا کرتے ہین یا نہین - دو ہزار اشرفیان سوداگرون سے قرض لیکر مین واپس آیا اور مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ اسکی کسی کو خبر نہ ہوئی - مکان پہونچکر معلوم ہوا کہ میرے ملازم مجھے تلاش کرتے کرتے ناامید ہو گئے تھے اور سردار عبداللہ خان مکان کے دروازہ پر نہایت افسردہ اندوہگین کھڑا ہوا تھا - مین نے پکارا تو اوس نے سلام کیا اور میری واپسی پر نہایت خوش ہوا - اشرفیان اوسکے سپرد کر کے مین اندر گیا وہ میرے پیچھے پیچھے آیا اور پوچھا کہ اشرفیان کہان سے آئین - مین نے کہا کہ قرض لی ہین لیکن خبردار اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ مصیبت

آجائیگی۔ دوسرے دن صبح مین نے ایک گاڑی کرایہ کی اور اوس بازار مین گیا جہان گہوڑے فروخت ہوتے تھے۔ لوگون نے سلام کیا اور سوداگر یہ سنکر کہ مجھے گہوڑے درکار تھے میرے پاس آئے۔ مین نے اون سے سو عمدہ گہوڑے خرید کئے اور عبداللہ خان کو زین اور ساز اور دیگر ضروری اشیاء کے لانے کے لیے بہیجا جو کہ میرے اور میرے سپاہی اور ملازمون کو سفر کے لیے درکار تہین۔ اس طریقہ سے تین روز مین مینے سفر کا سامان درست کر لیا۔ چوتہے دن جمعہ تہا۔ نماز کے بعد اپنے دوست آشنا سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور اوس شب کو دریاے چلچک کے کنارے قیام کیا۔

دوسرے دن صبح کو اوس سڑک سے مین روانہ ہوا جو کہ نئے روسی شہر کو جاتی ہے۔ راہ مین خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ دکہلائی دیا مجھے اپنے پیچھے بہت سے گہوڑون کے آنے کی دہیمی آواز سنائی دی جنکی تعداد تقریباً بیس ہزار معلوم ہوتی تہی۔ جون جون وہ نزدیک آتے گئے آواز بہی تیز ہوتی گئی یہانتک کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے ساتہیون سے مل گیے اور قریب پانچ سو گز کے ہمراہ چلکر آگے بڑہ گئے۔ اس سے مین نے یہ بات نکالی کہ خداوند کریم نے میرے لیے راہ صاف کردی اور مجھے اپنے ارادہ مین کامیابی ہوگی۔ دریا کے قریب ایک مقام پر مین ٹہیر گیا۔ دہان کے گورنر نے جو کہ روسی تہا میری دعوت کی۔ مین نے اولاً تو انکار کیا لیکن اوسکے اصرار کرنے پر دعوت قبول کرلی۔ کہانے کے وقت اوس نے پوچھا کہ روسی گورمنٹ نے آپکو سفر کے خرچ کے لیے کیا دیا۔ مین نے جواب دیا کہ اونکی بڑی عنایت ہے کہ اونہون نے مجھے اپنے ملک جانے کی اجازت دی مجھے اور کسی شے کی اون سے ضرورت نہین ہے۔ خدا بڑا مہربان ہے وہ میری ضرورتون کو پورا کریگا۔ یہ سنکر گورنر جو کہ آنریری کرنل تہا کمرے سے

چلا گیا اور پانچ ہزار سُم لاکر کہا کہ انہین قبول کیجئے - مین نے ممنونیت کے ساتھہ اوسکا شکریہ ادا کیا لیکن روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اسکی ضرورت نہین ہے - یہ دیکھکر کہ مین راضی نہونگا وہ ایک شش نالی تمنچہ اور ایک بندوق لایا اور مجھ سے کہا کہ بطور یادگار انہین منظور کیجئے - مین نے انکار نہ کیا اور شب اوسکے ساتھہ بڑی خوشی و خورمی سے بسر کی - صبح کو بعض احباب جو میرے ساتھہ تاشقند سے آئے تھے اور نیز روسی کرنل مجھ سے رخصت ہوئے اور مین پارتیبہ روانہ ہوا - رات گئے اوس قصبہ مین پہونچگیا اور دو روز وہان آرام کیا - وہان سے پاسقط گیا اور تین دن قیام کرکے موضع جند عطا قلی پہونچا - دوسرے دن شہر خجند پہونچا اور ایک دوست کے ساتھہ وہان چھہ روز قیام کیا - تین روز بعد مین گھوڑے خریدنے کے ارادہ سے بازار گیا لیکن صرف چند خراب جانور دیکھکر مین نے لوگون سے دریافت کیا کہ باربرداری کے اچھے ٹٹو کہان ملین گے ایک شخص نے جو میرے قریب کھڑا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ میرے ہان قہوہ یا چاء نوش فرمائیے - مین نے منظور کیا معلوم ہوا کہ روسیون کے ملک لینے کے قبل وہ خوقند کا ایک سردار تھا اور چونکہ تمام سربرآوردہ باشندے اپنے عہدون سے محروم کردئے گئے تھے سردارون نے بھی مجبور ہو کر دوکانین کھولی تھین اور تجارت کرتے تھے - میرا نیا دوست دوسرے سردارون کو بھی جو کہ دوکاندار تھے مجھ سے ملاقات کرانے کے لیے لایا اور مجھے اطمینان دلایا کہ اونکے پاس عمدہ گھوڑے تھے - اونہون نے جلد سو گھوڑے منگائے جن مین سے مینے تیس ۳۰ خرید کئے اور بہت کچھ میری نسبت دوستانہ خیالات ظاہر کیے -

باب ششم

واقعات بدخشان

(سنہ ۱۸۸۰ء)
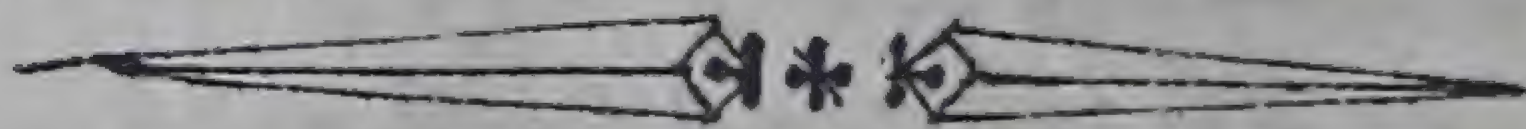
خجند مین تین روز اور قیام کر کے مین پہر آگے بڑہا۔ میرا ارادہ تہا کہ خوقند کی طرف جاؤن لیکن یہ سنکر کہ درے برف سے مسدود ہین وہ راہ چہوڑ کر اُراتیبہ کی جانب روانہ ہوا۔ اس مقام کو تیبہ فروشی بہی کہتے ہین۔ میر جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس جو کہ خوقند مین تہے مین نے ایک شخص کے ذریعہ سے چار ہزار روپیہ بہیجے اور کہلا بہیجا کہ مین اُراتیبہ جا رہا ہون جب تک میرا کوئی خط نہ ملے آپ خوقند مین رہین ناظرین یاد ہوگا کہ جہاندار شاہ میرے خسر تہے۔ شیر علی خان نے اونہین ملک سے نکالدیا تھا اور اونکے بیٹون نے جنہین مین خط لکہہ رہا تہا اونہین قتل کر ڈالا تہا جسکی سزا مین روسیون نے اونہین قید کر دیا تہا۔ تین برس بعد مین نے اونکے اچہے چال چلن کی ضمانت کر کے اونہین قید سے رہا کرایا۔

پہلے ونکے کوچ کے بعد شام کے وقت مین تیماب پہونچا۔ چونکہ اندہیرا تہا اور کیچڑ بہی تہی اور مین بالکل اجنبی تہا اسلئے ایک دوکان پر گیا اور یہ کہکر کہ مین ایک مسلمان سردار ہون ٹہیرنے کی اجازت چاہی۔ دوکاندار نے میری نہایت خاطر تواضع کی اور اون مین سے ایک ایک شخص میرے

دو دو سواروں کو اپنے مکان لیگیا اور ایک نے مجھے اپنے ہاں جگہہ دی - اونھوں نے
میرے ساتھہ نہایت ہمدردی ظاہر کی اور دوسری صبح کو روٹی اور دیگر کھانے کی چیزین
راستہ کے لیے ساتھہ کردین - دو روز چلکر اُرا تیبہ پہونچا اور ایک سراے مین فروکش ہوا
وہان کے ہندو باشندون نے آکر کہا کہ ہمارے مکان پر قیام فرمائیے وہ آپکے لیے
زیادہ موزون ہین اور دیگر سوداگرون نے بھی جنکے پاس سرائین تھین مجھے اپنے
ہان بلایا - مین نے معافی چاہی لیکن اونھون نے اصرار کیا اس لیے مین نے اپنے
چند ملازم اپنے عوض بھیجدیے - میرے ایک دوست کو جو کہ سوداگر تھا جب میرے
پہونچنے کی خبر ہوئی تو وہ مجھے اپنے مکان لیجانے کے لیے آیا اور مجبوراً مین نے اوسکی
دعوت قبول کی - مین نے اپنے چچیرے بھائیون کو لکھدیا کہ فوراً بلخ روانہ ہو جائین -
اور تاشقند مین جو ہدایتین مین نے کی تھین اونپر کاربند ہون - اُرا تیبہ مین مین بارہ
روز رہا اور خلعت اور دیگر ضروری چیزین خریدکین جسمین کہ سوداگرون نے میری نہایت مدد کی
وہان سے مین درہ آچی روانہ ہوا جو کہ بہت دور تک پہاڑ مین ہو کر جاتا ہے اور سمرقند
سے آنے والے اسی راہ سے آتے ہین یہ درہ حصار اور کولاب کے نزدیک ہے اور برف کی وجہ سے
موسم سرما مین بند رہتا ہے - بدخشان جانے کیلیے مین اس راہ سے روانہ ہوا لیکن پہاڑ برف سے مثل بیضۂ مرغ
سفید ہو رہا تھا دوسرے دن دامن کوہ تک پہونچگئے - یہ پہاڑ اسقدر بلند تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی چوٹی تک کبھی
نہ پہونچ سکینگے لیکن خدا پر بھروسہ کرکے ہمنے چڑہنا شروع کیا - جب چوٹی کے قریب پہونچے تو سردی بہت سخت تھی اور نہایت
سرد ہوا چل رہی تھی - گھٹنون تک پیر برف مین تھے - گھوڑون کو ہمنے آگے رکھا اور اون کی
دمین پکڑکر چلنے لگے - تین چار میل کی چڑہائی کے بعد میرے نوکر اور ساتھی شدت
سردی سے گھبرائے لیکن مین نے ہمت دلاکر آگے بڑہنے کی ترغیب دی تاہم
اونمین سے بعض تو بری طرح ٹھٹھرے ہوئے تھے - مین نے اپنے موذن سے اذان

دینے کے لیے کہا۔صرف سات مرتبہ اذان دی ہوگی کہ خدا کے فضل سے ہوا بند ہوگئی اور سردی بہت کم ہوگئی اسطرح خداوند تعالی نے ہماری خوش اعتقادی کے صلے مین ہماری جان بچادی۔ گھوڑے کی دم پکڑکر چلنے مین ایسا معلوم ہوتا تہا کہ میرے دونون شانے اوکھڑے جاتے ہین لیکن مجبوری تہی اوراسیطرح سے جانا پڑا۔سو ہمراہیون مین سے صرف دنش میرے ساتہہ پہاڑ کی چوٹی تک پہونچے۔مین اتنا تہک گیا تہا کہ قدم نہین اوٹہہ سکتا تہا اسلیے اوترتے وقت برف پر بیٹہکر نیچے پہسل گیا۔میرے پانچ ساتہی مجھ سے پہلے پہونچ گئے تہے جب مین بہی پہونچا تو مین نے سو پہاڑی شخصون کو لکڑی لیے ہوئے موجود پایا۔مجھے گرم کرنے کے لیے اونہون نے آگ روشن کی اور اپنے گہرے گیے اور بعضون نے پہاڑ پر چڑہکر میرے پسماندہ ساتہیون کے لانے کے لیے مستعدی ظاہر کی۔طلوع آفتاب کے قریب ہم گانون پہونچے۔جب مین گہوڑی سے اوترا تو اس قدر تہک گیا تہا کہ بیہوش ہوگیا۔گانون والون نے مجھے ایک ایسے گہر مین سلایا جو کہ آگ جلاکر پہلے سے گرم کردیا گیا تہا۔غروب آفتاب تک مین سوتا رہا اور جب اوٹہا تو میرے تمام اعضا مین شدید درد تہا اور مین نہایت مشکل سے چل سکتا تہا۔میرے تمام ساتہی بخیریت پہونچ گئے تہے اسلیئے مین نے ہر گانون والے کو ایک ایک اشرفی اور اونکے ملکون کو پانچ پانچ اشرفیان دین اور خلعت بہی دئے جس سے وہ نہایت خوش ہوئے۔

اس گانون مین مین دنش روز ٹہیرا اور اس عرصہ مین میرے تمام ساتہی اچہے ہوگئے مین نے دریافت کیا کہ حصار جانا ممکن ہے یا نہین لیکن یہ سنکر کہ چار پہاڑ اور پار کرنا ہونگے مین نے سمرقند جانیکا ارادہ کیا۔اس راہ سے صرف ایک پہاڑ ٹلگار ملتا لیکن بارہ مقام اور ایسے تہے جنکا پار کرنا نہایت مشکل تہا وہ یہ تہے:۔ فنوار۔پل خشک۔ ورزمنار۔ لق لق۔پسخندہ۔مومن۔جنت وغیرہ۔جنت کی نسبت لوگ کہتے ہین

کہ پل صراط کی طرح ہے اور اوسپر سے گذرنے والونکو قعر جہنم مین گرنے کا خوف ہوتا ہے فرق ہے تو صرف اسقدر کہ جہنم مین آگ ہے اور اس مقام جنت مین برف کی کثرت ہے الغرض اِن مقامات سے بڑی مشکل سے گذر ہوا۔ راہ مین دو شب قریہ پنج کند مین ٹھیرا۔ وہان سے قراتراش اور مغیان گیا اور دو روز وہان قیام کیا۔

میرے ساتھہ ایک جھنڈا تھا جو کہ مین شاہ خواجہ احرار صاحب کے مزار مقدس سی لایا تھا اور جسکی نسبت چند سال ہوئے مین نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا۔ مین نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی روح میرے پاس خواب مین آئی اور کہا "عزیز من سب سے بڑا جھنڈا میرے مزار سے لیے اور جب افغانستان جانے لگے تو اسکو ساتھہ لے جانا۔ تجھے فتح اور خوشی نصیب ہوگی" مین نے دو بکریان خدا کے نام پر ذبح کی تھین کہ خواجہ صاحب کی روح کو ثواب پہونچے اور خداوند کریم کی درگاہ مین دعا کی تھی۔ اس جھنڈے کو کھول کر مین شہر سبز روانہ ہوا اور جوز نامی گانون مین پہونچا جہانکہ گورنر نے مجھ سے ملاقات کی۔ اوسکے پاس میرے پہونچنے سے پیشتر شاہ بخارا کا خط آیا تھا کہ عبدالرحمن کے ہاتھہ خورونوشش کا سامان نہ فروخت کروا سلیئے کہ وہ روسی گورمنٹ سے بھاگ کر آیا ہے۔ گورنر نے میری خاطر تواضع کی لیکن کہا کہ اس بے ایمان بادشاہ نے اس قسم کا حکم دیا ہے اسیلیے آپ سے علیحدہ رہنے پر مجبور ہون۔ مین نے کہلا بھیجا کہ میری فکر نہ کرو خدا میری مدد کریگا۔ مین نے دیکھا کہ گانون والے بھی مجھ سے بھاگتے ہین اسلیئے مین ایک مسجد مین ٹھیرا اور اپنے ساتھیون سے دریا کے کنارے رہنے کو کہا۔ ہمنے زمین سے برف علیحدہ کی اپنے گھوڑے باندھے اور مسجد کی چھت پر چڑھکر گانون والون سے چلا کر کہا "اے گانون والو اگر ہمارے ہاتھہ اشیاے خوردنی فروخت کرو تو ہم ممنون ہونگے ورنہ جبراً چھین لینگے۔ اگر لڑنا چاہو تو ہم مستعد ہین۔ تم بھی مسلمان ہو اور ہم بھی

مسلمان ہین کیسا اچھا ہو کہ ہم تم دوست رہین اور اپنے اور اپنے گھوڑون کے لیے سامان خرید کرین"۔ اسکے بعد مین نے نوکرون کو حکم دیا کہ گانون مین داخل ہون - یہ دیکھتے ہی لوگ قرآن شریف لائے اور مجھ سے کہا کہ لوٹ مار نہ کیجیے ہم لوگ جو آپ چاہین آپکے ہاتھہ فروخت کرینگے شاہ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی یہ معقول وجہ ہے - وہ ہمارے لیے کھانا لاے اور کہا کہ ہم آپکے دادا دوست محمد خان کے خیر خواہ تھے اور نہایت خوش ہین کہ آپکی خدمت کرنے کا ہمین موقع ملا -

وہ شب نہایت آرام سے مین نے سردارون کے ساتھہ گذاری اور دوسرے دن شہر سبز روانہ ہوا - خواجہ امخانہ ہادی المومنین کا مقدس مزار اسی شہر کے نزدیک ہے مین وہان ٹھیرا اور شاہ بخارا کو لکھا :-

"مین سردار عبدالرحمن ہم بزرگوار کی خدمت مین گذارش پرداز ہون کہ اس مقدس مقام پر مین حاضر ہوا ہون اور افغانستان جانے کا ارادہ رکھتا ہون اگر آپ اجازت دین تو حاضر خدمت ہو کر قدمبوسی حاصل کرون اور اوسکے بعد اپنے ملک کو روانہ ہون"

دوسرے روز جواب آیا :-

"برائے خدا میرے ہان نہ آو - مین تم سے ملاقات نہین کر سکتا"

یہ جواب پاکر مین نے خیال کیا کہ وہ اس قابل نہین ہے کہ اوسکا منہ دیکھا جائے اسلئے کہ وہ روسیون کا طرفدار تھا - مین یہ ارادہ کرکے روانہ ہوا کہ اولاً شہر سبز جاؤنگا لیکن بجائے اسکے یعقوب باغ گیا یہ خیال کرکے کہ دامن کوہ سے جانا بہتر ہوگا - نصف راہ طے کرنے کے بعد دو تین ہزار گائین دور چرتی ہوئی دکھلائی دین - میرے ساتھیون نے سمجھا کہ شاہ بخارا نے لڑنے کے لیے سوار بھیجے ہین اسلئے پیچھے پھرے اور دوسرے راستے سے شہر کی طرف چلے حالانکہ مین نہین چاہتا تھا کہ شہر کے اندر جاؤن - چار میل

چلنے کے بعد دیکھا کہ دھی گائین ہماری طرف آرہی ہین - ادہر شہر کا دروازہ بند کر دیا گیا تہا
تاکہ مین اندر نہ جا سکون - میرے سینکڑون نوکرون اور درباریون نے جو سمرقند مین چہوٹ
گئے تہے شاہ بخارا کی ملازمت اختیار کرلی تہی اسلئے شاہ نے خیال کیا کہ اگر مین
داخل شہر ہوا تو اونکی نوکری چہوڑ کر وہ سب مجھ سے آملین گے - اس وجہ سے
اونہون نے مجھے تو وہان جانے سے منع کیا تہا لیکن میرے سابق ملازمین سے
کہدیا تہا کہ مین آونگا - یہ سنکر سب نے متفق ہوکر میری دعوت کا سامان کیا تہا - خاص
دروازہ بند پاکر مین دوسرے دروازہ پر گیا جہان کہ خوش قسمتی سے میرا ایک سابق ملازم
ملگیا جسکے ذریعہ سے مین نے ایک خط اپنے اون ہمراہیون کے پاس اس مضمون کا بہیجا
کہ مین تمہارے لیے افغانستان جانے کا منتظر ہون اگر سہ پہر تک آج نہ آوگے
تو مین یار تیتیبہ کی طرف روانہ ہو جاونگا - وہ شخص میرا خط جنرل نظیر - قاضی جان محمد اور
دیگر سرداروں کے پاس لیگیا جنہون نے کہ اوسے قید کرلیا اور میرے دوسرے ملازمون
سے جو شہر مین تہے خط کو پوشیدہ رکہا - اسلئے مین اون کا انتظار کرکے یار تیتیبہ روانہ
ہوا اور دن بہر چلکر شب کے تین بجے وہان پہونچا - تین روز وہان قیام کیا اور میرے دس
ملازم جو شہر سبز سے بہاگ آئے تہے مجھ سے ملے - اونہون نے کہا کہ میرا خط اون کے
پاس نہین پہونچا - اپنے اہلکارون کی یہ بزدلانہ حرکت سنکر مجھے نہایت افسوس ہوا -

تین دن بعد مین کلتا مینار نامی مقام کی طرف روانہ ہوا - شاہ بخارا نے یہ دیکہنے کیلئے
کہ مین کیا کرتا ہون اور کہان جاتا ہون سو سوار میرے پیچہے روانہ کئے تہے - جب مین
اس مقام پر قریب شام کے پہونچا تو اونہین ایک دریا کے کنارے پایا - مین نے اپنے
سوارون کو گولی چلانے کا حکم دیا جس سے دس پندرہ مارے گئے اور زخمی ہوئے اور
باقی بہاگ گئے - اس واقعہ کے بعد مین نے فوراً آگے بڑہنا مناسب سمجہا اور تین منزلین

یعنی قراچاہ - چلک شور آب - اور یانده طے کر کے آخری مقام پر دوسرے دن شب کو سونے کے وقت پہونچا - دوا خیر قصبے حصار کے متعلق ہین دوسرے دن بالیسون پہونچا اور وہان سے سر آسیہ - یورچی - اور ریگار ہو کر حصار مین داخل ہوا - معلوم ہوا کہ پسر شاہ شہر مین تہا لیکن میرے آنے کی خبر سنکر ایک مقام پر چلا گیا جو کہ قرا واغ پہاڑ پر واقع ہے حصار مین سب سے زیادہ صاف اور عمدہ جگہ سراے "ودمے نوشان و حقہ کشان" ہے اور وہین مین فروکش ہوا - چونکہ پادشاہ اور اوسکا بیٹا میرے ساتھہ نہایت بری طرح پیش آئے تھے اور غربا پر بہت کچھ ظلم کیا تہا مین نے ارادہ کیا کہ اونکے اور عمائدین شہر کے گھوڑے چھین لون - اس غرض سے مین نے سردار عبد اللہ خان سے کہا کہ شہر کے سردارون کو لکھو کہ تمھین اون سب سے ایک ہی وقت مین دو چار باتین خفیہ کہنا ہین اور یہ سمجھانا ہے کہ درحقیقت اونکا پادشاہ ہم سے خوش ہے اور یہ سرد مہری محض روسیون کے دکھلانے کے لیے ہے تاکہ اونہین کسی قسم کا شبہ نہو - سردار نے خط لکھہ بھیجا اور مین نے یہ انتظام کیا کہ جب وہ آئینگے تو ایک پردے کے پیچھے چھپ رہونگا - سردار عبد اللہ خان پردہ ہٹا کر مجھے سلام کریگا اور اون لوگون سے کہے گا کہ مین کون ہون - پھر اونکے گھوڑون کی لگام پکڑ کر کہے گا کہ چونکہ آپ شاہزادہ ہین یہ سردار اپنے گھوڑے آپکی خدمت مین پیش کرتے ہین غرضکہ جس طرح انتظام کیا تہا اوسی طرح عمل درآمد کیا گیا اور اس حکمت عملی سے چھہ گھوڑے میرے ہاتھہ لگے - مین نے پہلے ایک خط شاہ کو لکھا جسمین کہ اون کی عنایتون اور اونکے سردارون کے نذرانہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اگر روسی گورمنٹ سے کبھی آپسے بگاڑ ہوا تو کابل مین آپ کو جگہہ دونگا - اسکے بعد دریاے جیحون کی طرف روانہ ہوا - ایک شب حصار شادمان مین قیام کیا - دوسری شب تنگی قاق مین - اور قوز قون پہنچ ہو کر جہان کہ چھہ روز رہا خواجہ گلگون پہونچا - وہان ایک بری قسم کے درد اعصابی مین گرفتار

ہوا لیکن خدا کے فضل سے تین دن دوا کے استعمال سے صحت ہوگئی۔

یہان مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ حسن پسر میر شاہ اور اوسکے چچا میر یوسف علی اور میر نصر اللہ نے رستاق۔ قتاغان اور بدخشان کے مساوی حصے کر لیے تھے۔ شاہزادہ حسن فیض آباد مین حکومت کرتا تھا۔ میر یوسف علی رستاق مین اور میر نصر اللہ قشم مین۔ مین نے شہزادہ حسن کو خط لکھا جسمین کہ اپنے خواجہ گلگون پہونچنے کی اطلاع دی اور میر عالم نوکر کے ذریعے سے یہ خط بھیجا۔ یہ میر میرے خسر کا بھائی تھا۔

یہ خط بھیجکر مین سوُوچہ آب کی طرف روانہ ہوا۔ یہ ایک گانون دریاے جیحون کے کنارے رستاق کے مقابل واقع ہے۔ دو دن چلکر مین وہان پہونچگیا اور تیسرے دن دریا پار کر کے شام کے وقت رستاق پہونچا۔ شہزادہ حسن کو میرا نامہ و پیام اچھا نہ معلوم ہوا میرے ملازم کو گرفتار کر لیا اور مجھے دریاے جیحون پار کرنے کی ممانعت کی اور لکھا کہ ہمنے قسم کھائی ہے کہ ہماری زمین پر اگر کسی افغان کا قدم پڑجاے تو ہم اوتنی زمین کو اور تمکو ناپاک سمجھکر باہر پھینک دینگے۔ یہ خط مجھے رستاق مین ملا تھا جسکا مین نے یہ جواب لکھا:

"اے احمق اور احسان فراموش بزدل! مین نے تیری اور تیرے بھائیون کی مدت تک پرورش و پرداخت کی اور تیرے خاندان سے رشتہ داری کی۔ اس خیال سے کہ ضرورت کے وقت تو کام آئیگا۔ لیکن مجھے آج اپنی غلطی معلوم ہوئی اور تیری حقیقت کھلی۔ اگر موت کا خوف ہوتا تو اتنی دور کبھی نہ آتا۔ اے نامرد! کل معلوم ہوجائیگا کہ ہم دونون مین کون زیادہ طاقتور ہے"

اوسی شب کو شہزادہ نے ایک ہزار سوار تعینات کیئے کہ مجھے دریا پار کرنے سے باز رکھین۔ جب اندھیرا ہوگیا تو میرے بیس سپاہیون نے اونپر گولی چلائی اور وہ یہ سمجھکر کہ کوئی بڑی فوج ہماری اونپر حملہ کرنے والی ہے بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت اونمین سے

قید کر لیے گیے۔ میرے پاس کل سو سوار لڑنے کے لیے تھے اور دس علم بردار وغیرہ تھے اور دوسرے روز بارہ ہزار دشمن کی فوج سے مقابلہ کرنا تھا۔ مین جانتا تھا کہ کیسی ہی ہمت کیون نہو اتنے آدمیون کے مقابلے مین کامیابی ممکن نہین لیکن چونکہ اپنی زندگی خدا کی راہ مین وقف کر چکا تھا اور وہ سب آیتین قرآن شریف کی یاد تھین جنہین کہ خدا نے اون لوگون سے بڑی بڑی نعمتین دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو کہ راہ حق مین جان دین میری آنکھون مین دس ہزار اور ایک لاکھ دونون یکسان تھے۔ خدا کی محبت میرے دلمین تھی اور مین اوسی محبت کی وجہ سے لڑ رہا تھا اور خوش تھا کہ کل اوسکی راہ مین جان دونگا۔ مین جانتا تھا کہ اگر اس مرتبہ بچگیا تو اہل بدخشان اور قطغان مجھے زندہ نہ چھوڑینگے اور اون سے بھی بچ گیا تو انگریزی فوج کا سامنا تھا۔ ان سب باتون پر غور کر کے مجھے کوئی امید زندگی کی نہ تھی۔ لیکن اگر خدا ایک ادنی اور ناچیز شخص کو بچانا چاہے تو تمام دنیا اوسکا بال بیکا نہین کرسکتی۔ میرا دل اتنا مضبوط تھا کہ اگر تمام دنیا کی فوجون کا مقابلہ کرنا پڑتا تو وہ میری نظر مین پیر کے نیچے کی چیونٹیان معلوم ہوتین۔ خدا جانتا ہے کہ مین سچ کہتا ہون۔ یہ بہادری نہین ہے بلکہ صرف ایک قسم کی قلبی قوت ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ مین صاف طور پر تمام مسلمانون سے کہنا چاہتا ہون کہ مجھے کیا کچھ پیش نہ آیا لیکن میری زندگی کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ اگر تم سچے دل سے خدا کی خدمت گذاری کرو تو وہ تمہین ضرور کامیاب کرے گا۔ یہ اس عقیدے کا نتیجہ ہی جو آج مین بادشاہ ہون۔

دوسرے دن صبح کو خدا پر بھروسہ کر کے شہزادہ حسن کے مقابلے کیلیے روانہ ہوا۔ بارہ میل چلنے کے بعد مین نے دشمن کی بارہ ہزار فوج دیکھی جو کہ بارہ جھنڈے لیے ہوئے میری طرف بڑھ رہی تھی۔ جب مجھ مین اور اوسمین ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تو مجھے یہ دیکھکر

سخت حیرت ہوئی کہ دشمن کی فوج رفتہ رفتہ ادہر ادہر مختلف اطراف مین منتشر ہوگئی گویا کہ آسیب کا اثر تہا۔ میری سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا ہوا۔ اسی درمیان مین میر بدخشان یعنی شہزادہ حسن کے چچیری بہائی کے سوارون کا ایک دستہ دوسری جانب سے حمد و ثنا کرتا ہوا آرہا تہا۔ مین نے اپنے سوارون سے وہین ٹہیرنے کو کہا اور چند سردارون کو ساتہ لیکر اون سوارون تک گیا کہ اونکا ارادہ دریافت کرون۔ اونہون نے کہا کہ ہم عبدالرحمن کے سلام کو آئے ہین۔ مین نے کہا کہ اگر تمکو اون کی اطاعت منظور ہے تو تہوڑے تہوڑے آدمی اونکے پاس جاؤ ایکبارگی سب نہ جاؤ۔ اونہون نے چند سردار منتخب کئے اور میرے ساتہ واپس آئے۔ اوس وقت مین نے اون سے کہا سردار عبدالرحمن مین ہی ہون۔ وہ متعجب ہوئے اور مجہے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہین تو ہم تعاقب کرکے شہزادہ حسن کی فوج کا خاتمہ کردین۔ مین نے کہا کہ مین مسلمانون کے قتل کرنے کے لیے نہین آیا ہون بلکہ ایک مذہبی لڑائی کے لیے۔ مین نے اونہین یقین دلایا کہ اگر وہ بہاگتے ہوئے سوار مجھ سے ملجائین تو اون سب کو ساتہ لیکر مین انگریزون سے جاکر لڑون۔

مین رستاق مین داخل ہوا اور شہر کے باہر میر کے قلعہ مین مقیم ہوا۔ سردار مجھ سے ملنے کے لیئے آئے اور تحائف لائے اور اپنی ہوا خواہی کا یقین دلایا۔ مین نے اونہین خلعت عطا کئے اور وہ میری وفادار رعایا بنگئے۔ ایک عقلمند آدمی سمجھ لے گا کہ بیس ہزار آدمیون کے دل مین نے ایک دن مین کس طرح مسخر کر لیے اور وجہ اسکی صرف یہ ہے کہ آدمیون کے دل خدا کے ہاتہ مین ہین اوس نے اوس روز اونہین میری طرف پہیر دیا وہان کے سردارون اور عام لوگون کے جرگے تحائف لیکر آئے۔ مین نے حکم دیا کہ دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کرین اور زیر کمان میر باباجان فیض آباد بہیجدین۔

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور فوج کے ہمراہ وہی پیغامبر گیا جسے شہزادہ حسن نے قید کر لیا تھا میں نے ایک خط اوسے دیا جسکا یہ مضمون تھا :-

"اے مسلمانو! مین افغانون سے لڑنے نہین آیا ہون وہ مسلمان ہین - بلکہ غزا کرنے کے لیے اس لیے ضرور ہے کہ تم سب میرے احکام کی تعمیل کرو اور یہی خدا اور رسول کے احکام ہین - ہم سب خدا کے بندے ہین لیکن غزا ہم سب کا فرض ہے"

مین نے اس خط پر دستخط کی - "ایک مسلمان" اور خیال کیا کہ وہ لوگ ضرور میرا ساتھ دینگے - یہ خط تمام باشندون کے نام تھا - ایک اور خط مین نے سردارون اور میرون کے نام لکھا اور میر بابا کے حوالہ کیا - مضمون یہ تھا :-

"میر شہزادہ حسن دسرداران ورعایائے فیض آباد! تمہین اطلاع دیتا ہون کہ تمہارے ملک کو انگریزون کے پنجہ سے چھڑانے کے لیے مین یہان آیا ہون - اگر صلح و آشتی سے یہ کام ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ ہمین لڑنا پڑیگا - تم سب میر ہو اسلئے نہین چاہیئے کہ مسلمانون کا ملک فرنگیون کے ہاتھ مین جائے - ہمارے ملک کے ساتھ ہماری عزت و آبرو بھی جاتی رہیگی اور دنیا سمجھیگی کہ میرون مین شرم و حیا نہین - ہے کہ اپنی نا اتفاقی کی وجہ سے اپنا ملک و دین ہاتھ سے کھویا - میری صلاح سنو! اگر تم نہ مانوگے تو میرا فرض ہوگا کہ تم پر بھی غزا کرون جسطرح کہ بیدینون پر - دونون باتون مین سے ایک بات کرو - یا تو خدا اور اوسکے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حمایت کرو یا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ"

میرے خطوط پڑھکر سردار اور عام لوگ سب اپنے میر کے پاس گئے اور کہا کہ مناسب ہے کہ سردار عبد الرحمن خان کی اطاعت قبول کر لین اور اپنے ملک کو بیدینون کے ہاتھ مین جانے سے بچائین لیکن میر نے کہا کہ مین کشمیر کے سکھون کا دوست ہون بجائے اسکے کہ ایک مسلمان کی تابعداری اختیار کرون کشمیر چلا جاونگا - اوسکے سردارون نے

جواب دیا کہ اگر ہمین معلوم ہوتا کہ آپ ہندوون کے پیرو ہین تو کبھی آپکو میر نہ بنایا ہوتا بہتر ہے
کہ جسقدر جلد ہو سکے آپ چلے جائین۔ غرضکہ وہ احمق چترال اور لداخ کی راہ سے
کشمیر گیا اور اپنے اہل وعیال کو بھی ہمراہ لے گیا۔ لیکن بہت جلد مر گیا اور اوسکے بال
بچون کا کوئی ذریعہ معاش نہ رہا۔ ادہر اوسکی رعایا نے میری اطاعت قبول کرلی۔
چند روز بعد مین نے میر سلطان مراد میر قتا غان کو لکھا کہ مین افغانستان کو انگریزون
کے قبضہ سے نکالنے کے لیے آیا ہون آپ مجھے اپنے ملک سے ہو کر جانے
کی اجازت دین اور فوج اور زر سے میری امداد کرین۔ جواب آیا کہ :-
"ہم مین انگریزون سے لڑنے یا اونکے ناراض کرنے کی طاقت نہین ہے۔ اسلیئے تمکو اجازت
نہین دیسکتے کہ ہمارے ملک سے گذر کرو"
مین نے اس کا جواب دیا کہ کافرون سے تم ملگئے ہو تم پر بھی مین غزا کرونگا۔ اسکا کوئی
اثر نہین ہوا اسلیئے بلخ کی فوج کو ایک ہزار مختصر خط مینے اس مضمون کے لکھے :-
"اے افغانان! مطلع ہو کہ مین بلخ آرہا ہون اور اس وقت رستاق مین ہون۔ لیکن تمہارا
میر سلطان مراد جب مین آونگا تو تمہین مجھ سے نہ ملنے دیگا"
یہ خطوط ایک شخص کو فقیر کا بھیس بدلوا کر دیئے اور اوس سے کہا کہ مسجدون۔ سڑکون
اور چھاونیون مین ادنہین ڈالدے لوگ اوٹھا لینگے اور میر سلطان کی نگرانی کرینگے۔
اب بدخشان کا حال سنیئے۔ جیسا کہ پہلے کہہ آیا ہون اپنے چچیرے بہائی سردار سرور خان
اور سردار اسحاق خان کو مین نے سفر کا خرچ۔ ساٹھ بندوقین اور بارہ ہزار کارتوس دیئے
تھے اور ترکمانون کے نام خط دیکر ہدایت کی تھی کہ سمرقند چھوڑ کر ترکستان چلے جائین۔
اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ غلام حیدر خان نامی وردک قبیلہ کا ایک شخص تھا
جوکہ امیر شیر علی خان کی فوج مین ترقی پاکر کرنل ہو گیا تھا اور جب سردار یعقوب خان امیر ہوئے

تو وہ اسی عہدہ پر تہا۔ جب سردار یعقوب خان نے سرلوئی کا ویزی کا انگریزون کی
جانب سے کابل مین ریزیڈنٹ رہنا منظور کیا تو غلام حیدر خان کو بلخ کا وائسرائے مقرر
کیا۔ اور اس غلام حیدر خان نے بحیثیت وائسرائے ایک شخص قادر خان قزلباش
کو گورنر شبر غان۔ غلام معز الدینخان ناصری کو گورنر سرپل اور محمد سرور خان کو گورنر آقچہ مقرر کیا
جب میرے بہائی سرور خان۔ اسحاق خان۔ اور عبد القدوس خان ترکستان
پہونچے تو غلام حیدر خان نے دو تین ہزار قزلباشی سوار اونکی گرفتاری کے لیے بہیجدیے
اور وہان کے باشندون سے پوشیدہ رکہا۔ میرے بہائیون کو وقت پر اسکی خبر
ہو گئی اور چونکہ لڑ نہین سکتے تہے بلخ کی راہ چہوڑ کر شیر غان کی طرف گئے اور گورنر کو مطلع
کیا۔ یہ گورنر بہی قزلباش تہا۔ ممکن ہے کہ گورنر نے امداد کی کچھ امید دلائی ہو اس لیے
کہ جب وہ شبر غان پہونچے تو رات زیادہ گئی تہی۔ تاہم سرور خان نے شہر مین جاکر گورنر سے
ملنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ بہائیون نے اس حماقت سے روکا لیکن اونہون نے اپنے
ایک نوکر کی صلاح پر عمل کیا اور کہا کہ مجھے جانے دو ورنہ تم پر گولی چلاؤنگا۔ اس نوکر کا نام
شربت علی تہا اور وہ خوست کا رہنے والا تہا۔ الغرض سرور خان اس نوکر کے ہمراہ قلعہ کی
طرف روانہ ہوئے۔ شہر کے دروازہ پر پہونچکر دستک دی اور پہرہ والونکے سوال جواب مین
کہا کہ ہم جنرل غلام حیدر خان کا خط گورنر شہر کے نام لائے ہین۔ یہ سنکر وہ فوراً اندر داخل
کر لئے گئے لیکن پہرہ والون نے سرور خان کو پہچان لیا اور پوچہا کہ تمہاری اصل غرض
شہر مین آنے سے کیا ہے۔ اونکی کیفیت سنکر پہرہ والون نے کہا کہ واپس جاؤ نہین تو گورنر قید
کر لیگا کل سوار لیکر آنا تمام اہل شہر تمہاری اطاعت قبول کر لین گے۔ چونکہ سرور خان کو معلوم
تہا کہ عبد الرحمن خان بدخشان لے چکا ہے پہرہ والون کی صلاح نہ مانی اور کہا کہ خود گورنر نے
بلایا ہے۔ دیکھتے ہی قدمبوس ہوگا اور اطاعت کرے گا۔ القصہ گورنر تک پہونچے اوس نے

فوراً اوٹھا تہ پیر بند ہوا دے اور ایک کرنل اور سواروں کی نگرانی مین خاموشی کے ساتھہ وشت ارزنہ کی راہ سے غلام حیدر خان کے پاس مزار شریف بہیجدیا - طلوع آفتاب کے قریب اوس بد قسمت قیدی کو لیکر وہ دہ دادی پہونچے اور غلام حیدر خان کے پاس ایک شخص کو اطلاع کے لیئے بہیجا غلام حیدر نے اپنے سرداروں اور صلاح کاروں سے مشورہ لیا اور سب کی یہی رائے ہوئی کہ بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ سرور خان کو اس دنیا سے نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ پہاڑی قبیلے اور ازبک اوسکے شیر خان آنے کی خبر سنکر بغاوت نکرین - غلام حیدر نے اپنے وزیر رضوان اور ایک اور درباری غلام معزالدین نامی کو سردار کے قتل کرنے کے لیے مقرر کیا - ان دونون نے تعمیل حکم کی اور ایک دیوار کے نیچے دہ دادی مین لاش کو دفن کر دیا اور سر کاٹکر غلام حیدر کے پاس لے گیے -

ادہر عبد القدوس خان اور اسحاق خان نے جب اپنے بہائی کی کوئی خبر نہ پائی تو میمنہ چلے گیے والی میمنہ دلاور خان نے اپنی ترکمان رعایا کو حکم دیا کہ اونہین گرفتار کرکے اوسکے پاس بہیجدین - لوگون نے انکار کیا اور کہا یہ عبد الرحمن خان کے بہائی ہین اونکے لیے ہم جان دینے کو مستعد ہین اور دو ہزار خاندان دونون بہائیون سے آملے - لیکن گورنر کو اونکے قید کرنے کی فکر تہی اسلیئے دہوکا دیکر اونہین ہرات بہیجدیا جہان محمد ایوب خان مقیم تہا اور اوس نے بہی اونہین گرفتار کرنا چاہا -

غلام حیدر نے سرور خان کا سر پاکر سلطان مراد کو لکہا کہ فوج نے سرور خان کو قتل کر ڈالا ہے اور امید ہے کہ عبد الرحمن خان کے ساتھہ بہی یا تو یہی سلوک کیا جائیگا یا اوسے قید کرکے آپکے پاس بہیجدونگا - سلطان مراد نے جواب دیا کہ عبد الرحمن خان تک تمہاری رسائی نہین ہوسکتی کیونکہ وہ بدخشان مین ہے -

پہلے لکہہ چکا ہون کہ میر بابا کو مین نے فیض آباد بہیجا تہا - چند روز بعد مین نے اوسے لکہا

کہ فوج لیکر رستاق واپس آؤ تاکہ دونون فوجین لیکر میر بابا کے قتاغان پر غزا کی جائے اسلئے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ مسلمان دنیا مین کسی قسم کی ترقی کرین - میر بابا نے لکھا کہ بہتر ہوگا کہ آپ ابھی فیض آباد تشریف لائین تاکہ لوگ آپکو دیکھین اسکے بعد قتاغان جائیگا مین فوراً روانہ ہوگیا اور میر محمد عمر کو جسے کہ رستاق کا گورنر مقرر کیا تھا معہ چند سردارون اور دو ہزار سوارون کے اپنے ہمراہ لیا - آرگو نامی مقام پر پہونچکر ہمنے قیام کیا - شب کو میرے چاء پلانے والے نے مجھے جگایا اور کہا کہ ایک نیم برہنہ شخص جو کہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے - آپ سے ملنا چاہتا ہے - مین نے اوسے اندر آنے کی اجازت دی اور اوس نے ایک خط مجھے دیا جسکا مضمون یہ تھا :-

"مین اس خط کا لکھنے والا ایک افغان سوداگر ہون - مین نے سنا ہے کہ میر بابا خان نے چند سرداران بدخشان اور اپنے وزیر سے مشورہ کرکے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپکو گرفتار کرکے انگریزون کے حوالہ کردے - اسکے بعد بدخشان کی حکومت اونکے خاندان مین آجائیگی - برائے خدا فیض آباد نہ آئیے"

وہ شب مین نے نہایت بیقراری سے گذاری - تمام رات مختلف تدبیرین سوچتا رہا صبح کو محمد عمر اور دیگر سرداران رستاق کو بلایا اور اون سے رائے لی - سب نے خط پڑھکر کہا کہ میر بابا نہایت ناسپاس اور بزدل شخص ہے اوس سے بعید نہین کہ جو کچھ اس سوداگر نے لکھا ہے صحیح ہو - محمد عمر نے کہا کہ مین ہمیشہ سے میر بابا کا دشمن ہون اسلئے فیض آباد نہ جاؤنگا - مین نے کہا کہ اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ لیکن مین آگے بڑھونگا میرے مجھے کوئی خوف نہین ہے - مین نے اوسے اجازت دی کہ اپنے سوار لے جائے اور رستاق کو حملہ سے محفوظ رکھے - ساتھ ہی مین نے سردار عبد اللہ خان کو بھی اوسکے ہمراہ کردیا کہ اوسکی نگرانی کرے اور وہان کے حالات سے مجھے مطلع کرتا رہے - اسکے بعد

ضیاء الملت و الدین ہز ہائینس امیر عبدالرحمن خان فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

خدا پر بہروسہ کرکے آگے بڑہا - چند میل چلنے کے بعد ہم ایک پہاڑی پر پہونچے جو کہ زرگان کہلاتی ہے اور دیکہا کہ چھہ ہزار سوار میر بابا کے ماتحت ہماری طرف آرہے ہین - مین نے اپنے سوارون کو ٹھیرنے کا حکم دیا اور کہا کہ مین آگے بڑہتا ہون اگر تم دیکھو کہ سوار میرے خلاف ہین تو گولی چلانا - یہ کہکر مین آگے بڑہا اور دیکہا کہ سوارون نے میری نہایت تعظیم وتکریم کی اسپر مین نے اپنے سوارون کو بہی اشارہ کیا کہ آکر ملجائین - فیض آباد کے سوارون سے مین نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ چونکہ مین نے سنا ہے کہ تم لوگ نہایت اچہے سوار ہو مین چاہتا ہون کہ گہوڑے دوڑاؤ - اونہون نے گھوڑ دوڑ شروع کردی اور مین نے اپنے سوارون سے پشتو مین کہا کہ میر کو گھیر لین - اس طریقے سے ہم آگے بڑہے یعنی یہ کہ میر ہمارے بیچ مین تہے یہانتک کہ فیض آباد پہونچ گئے - دہان پہونچتے ہی مین نے اپنے ساتہیون کو قلعہ پر قبضہ کرلینے کا حکم دیا اور تنیس ۳۳ سوار پہرہ کے لیے دروازے پر مقرر کیے -

تین روز بعد غلام حیدر خان کا خط آیا کہ ابہی تک عبدالرحمن خان کو گرفتار کرکے کیون نہین بہیجا - ساتہہ ہی شاہ بخارا کا بہی خط معہ خلعت اور چار گہوڑے اور طلائی ساز کے آیا - اسمین لکہا تہا کہ جنرل غلام حیدر ہمارے خیر خواہ ہین اور یہ ملک ہمکو دینے کا وعدہ کیا ہے اس لیے تمکو چاہیئے کہ عبدالرحمن خان کو فوراً گرفتار کرلو - اوسمین یہ بہی لکھا تھا کہ عبدالرحمن خان - روس سے بہاگ کر آیا ہے اسلئے جو کوئی اوسے مار ڈالے اوسکو کوئی سزا نہ دیجائیگی - میر بابا نے جو کہ خدا کا قائل نہ تھا اور صرف اہل دول اور اونکی دولت کا مرید تہا بدخشان کے لوگون کو مجھ سے بہکانا شروع کیا - ایک روز میرے پاس آیا اور کہا کہ آج کل تیتر بہت ہین چلئے شکار کہیلین - مین نے منظور کرلیا اور پوچھا کہ جیسا کہ تم نے کہا تہا فوج کب تک واپس جانے کے لیے تیار ہو جائیگی - اوس نے

کہا کہ بیس ہزار اشرفیان دیجئے تاکہ مین لوگون کو رشوت دیکر راضی کرون - مین نے جواب دیا کہ انگریزون سے جو لڑائی ہوگی اوسکے اخراجات کے لیے مین روپیہ جمع کر رہا ہون اور نہین چاہتا کہ رشوت دیکر اپنی فوج مین سوار داخل کرون خصوصاً جبکہ میرے پاس دس ہزار قبا غانی اور دس ہزار رستاقی سپاہی موجود ہین اور امید ہے کہ کابل پہونچتے ہی ہزارون افغان اور آگر ملجائینگے - حقیقت یہ ہے کہ اس احمق نے سمجھا تھا کہ جو بکس میرے پاس ہین اونمین اشرفیان ہین حالانکہ میرے پاس کل ایک ہزار اشرفیان تھین اور ادن صندوقون مین کارتوس تھے - جب شکار کا بندوبست ہم کر چکے تو بدخشان کے چند لوگون نے مجھے خبر دی کہ میر دغابازی کریگا اور اپنے سردارون اور وزیر کے ساتھ اوس نے انتظام کیا ہے کہ مجھے گرفتار کر کے دوسرے روز قتل کر دین - یہ سنکر مین نے اپنے تیس سوارون کو حکم دیا کہ میرے ساتھ شکار مین جائین اور میر بابا کو دیکھتے رہین - گولی چلانے کے لیے تیار رہین لیکن اوسوقت تک ایسا نکرین جب تک کہ مین اپنی بندوق میر کی طرف نہ پھیرون - یہ ہدایت کر کے مین میر کے ساتھ پہاڑون کی طرف روانہ ہوا - دامن کوہ مین پہونچکر مین نے دیکھا کہ پانچ سو مسلح سوار ہم سے آکر ملے میر کے خدمتگار بھی بالکل جنگ کے لیے مسلح تھے - میر میری بائین جانب تھا - تیر نہ پا کر مین نے اوس سے کہا کہ جب بدخشان سے روانہ ہوا تو مین نے سنا تھا کہ تمہارا ارادہ ہے کہ مجھے گرفتار کر کے انگریزون کے پاس بھیجدو اور اسطرح سرخروی حاصل کرو - اگر یہ صحیح ہے تو ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا یہ کہکر مین نے بندوق کا رخ میر کے سینہ کی طرف کیا اور اسے دیکھتے ہی بیس سوار ہم اوسکے سوارون کی طرف مخاطب ہوئے - وہ ڈر گئے اور چلا کر کہا کہ ہمین نہ مارو ہم میر کے طرفدار نہین ہین - خود تمہین نے اوسے ہمارا سردار مقرر کیا تھا - میر بابا کے

ساتھہ اون کا یہ برتاو دیکھکر مین نے اور کچھ نہ کیا اور ہم واپس آئے۔ تین دن بعد مین نے ایشان عزیز رستاق کے ایک سردار کو میر بابا کے پاس بھیجا کہ آج شام کا کھانا میرے ساتھہ کھانا۔ میر بابا آیا لیکن تین سو مسلح جوان ہمراہ لایا میرے سپاہیون نے روکا کہ اتنے آدمیون کے اندر لیجانے کی کوئی ضرورت نہین ہے صرف تیس شخص لے جاؤ میر کو اتنا غصہ آیا کہ افغانون کو گالیان دین اور اپنے سوارون کو حکم دیا کہ بزور قلعہ پر قبضہ کرلین۔ اور بگلچی کو حکم دیا کہ گولی چلانے کے لیے بگل بجائے قلعہ کے پہلے دروازہ پر اونہون نے قبضہ کرلیا لیکن میرے پہرے کے سپاہیون نے جلدی سے پیچھے ہٹکر اندر کا دروازہ بند کردیا۔ ایک نوکر دوڑکر آیا اور مجھسے کہا کہ ہم تباہ ہوگیے۔

مین ایک ڈھیلا پیراہن پہنے اور کمر کھولے بیٹھا ہوا تھا لیکن جیب مین شش نالی تمنچہ تھا۔ فوراً کھڑا ہوگیا اور اپنے آدمی لیکر دروازہ پر گیا دیکھا کہ پانچ ہزار مسلح سپاہی باہر ہین۔ اپنے نوکرون سے مین نے کہدیا کہ اتنے آدمیون سے لڑنا ناممکن ہے اسلیے مین تنہا باہر جاکر بھیڑ مین ملاجاتا ہون تاکہ لوگ مجھے نہ پہچانین اگر شناخت ہونے کے پہلے میر کی گردن ہاتھہ مین آگئی تو سمجھو کہ بچگئے لیکن اگر مارا گیا تو تمھین خدا کے سپرد کرتا ہون دل چاہے لڑنا یا نہ لڑنا۔ یہ کہکر مین باہر نکل گیا اور تمنچہ اوور کورٹ کی آستین مین پوشیدہ رکھا۔

خوش قسمتی سے مجھے کسی نے نہ پہچانا اور سب آدمیون مین سے ہوکر مین میر کے قریب پہونچگیا پیچھے سے اوسکی گردن پکڑکر اپنا تمنچہ اوسکی کنپٹی پر جمادیا اور کہا دو اب کیا کہتے ہو یہی وہ افغان ہے جسے تم سخت سُست کہہ رہے تھے تلوار ڈالدو ورنہ تمنچہ چھوڑتا ہون" میر بابا چلا اوٹھا اور گڑگڑایا کہ تمنچہ ہٹا لیجیے مین تلوار

پھینک دون گا لیکن مین نے اوسکی گردن اور زور سے مڑوڑھی یہانتک کہ اوس نے
تلوار ڈالدی - پھر مین نے کہا کہ اپنے سپاہیون کو قلعہ سے باہر آنے کا حکم دو - اوس نے
یہی کیا اور مین نے اپنے آدمیون سے پشتو مین کہا کہ قلعہ کے باہر کے دروازہ پر قبضہ
کرلین - مین نے میر سے کہا کہ مین نے تو تمہاری دوستانہ دعوت کی تمنے ایسی
بے ایمانی کیون کی ؟ پھر اہل بدخشان سے مخاطب ہوکر کہا تم میری طرف سے لڑوگے
یا اس نامرد کے واسطے جو کہ ہاتھہ بھی نہین ہلا سکتا ؟ لوگون نے اپنے میر کی حالت
ایسی نازک دیکھکر کہا "ہم آپکی طرف سے"، یہ سنکر مین نے اونھین اپنے گھر واپس جانیکا
حکم دیا - جب وہ چلے گئے تو دنل سوارون کے ساتھہ مین میر کو اوسکے گھر لیگیا اور اوسکی
بی بی اور بچون سے کہا کہ مجھے کھانا کھلاؤ - دوسرے دن صبح مین قلعہ واپس آیا اور خدا کی درگاہ
مین اپنی سلامتی جان کا شکریہ ادا کیا اور اطمینان کے ساتھہ آرام کیا -

اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ میر بابا اور میر محمد عمر مین سخت دشمنی تھی - مین نے
اونمین صلح کرانے کی بہت کوششین کین اور آخرش مجھے کامیابی ہوئی - میر محمد عمر
چار ہزار سوار لیکر فیض آباد آیا اور شہر کے باہر جوزن نامی مقام پر خیمہ زن ہوا - میرے پاس
ایک خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ملاپ کی خوشی اور ثبوت مین وہ ایک دوسرے کو
خلعت دینا چاہتے تھے اور مجھے بھی اس تقریب مین شریک کرنا چاہتے تھے - مینے
منظور کیا اور دونون میر کے درمیان بیٹھا - میرے سامنے چینی کا ایک بڑا ٹکڑا اور مٹھائی
کے خوان تھے - جب دونون ایک دوسرے کو خلعت پہنا چکے اور دوستی کے عہد و پیمان
ہوئے تو میر بابا نے مجھ سے طنزاً کہا :-

"چونکہ ہم دونون بھائی اب ملگئے ہین اسلئے اس چینی کے بڑے ٹکڑے کو تقسیم
کرتے ہین"، مین سمجھہ گیا کہ یہ میری طرف اشارہ ہے اسلئے مین نے کہا "تمھین بہت وقت

ہو گی "۔ اور حکم دیا کہ چلینی کے ٹکڑے کو اوٹھا لیجائین - اِسکے چند گھنٹے بعد مین اون سے رخصت ہوا لیکن مجھے فکر پیدا ہو گئی کہ مبادا وہ پھر میرے ساتھہ کوئی چال چلین - مین روز وہان سے چلنے کے لیے زور دیتا تھا اور وہ برابر کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتے تھے -

اسی درمیان مین جو روپے کہ مین نے بلخ مین تقسیم کرائے تھے وہ فوجی افسرون کے ہاتھہ لگے - اونہون نے غلام حیدر کو لکھا کہ ہم میر سلطان مراد پر غزا کرنے کے مشتاق ہین اسلیے کہ وہ انگریزون کا دوست ہے - غلام حیدر نے سوچا کہ میر سلطان کے ملک پر قبضہ کرنیکا اچھا موقعہ ہے علاوہ اِسکے اوسے خیال ہوا کہ مین قریب ہی ہون شاید یہ سمجھکر ڈر جاؤن کہ فوج میری طرف آرہی ہے اور لوگ بھی دیکھکر شاید مجھے قید کر لین - الغرض اوس نے اپنے بھتیجے کو پانچ پلٹنین - بارہ سو سوار اور پانچ باتریان توپخانہ کی دیکر سلطان مراد سے لڑنے کو بھیجا - طالقان پہونچکر سوارون نے کہنا شروع کیا کہ میر کو سزا دینی چاہیے - کہ اوس نے عبد الرحمن خان کے ساتھہ شریک ہوکر غزا کرنے سے اونہین باز رکھا تھا - یہ خبر پاکر سلطان مراد نے میر بابا اور محمد عمر کو لکھا کہ عبد الرحمن خان کو زیادہ ساتھہ نہ رکھو ورنہ فوج تم سے اور مجھ سے ایک روز بدلا لیگی - اِس خط کا مجھے علم نہ تھا لیکن میرے پاس بھی ایک خط اوسکا آیا جسمین اوس نے مجھے قتاغان بلایا اور کہا کہ مین آپکی قدم بوسی حاصل کرنیکا نہایت مشتاق ہون - مجھے یہ خط پاکر نہایت تعجب ہوا اسلیے کہ پہلے خط کی مجھے مطلق خبر نہ تھی اور خیال کیا کہ جبکہ میر سلطان نے شروع مین مجھ سے ملنے سے انکار کیا تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایکبارگی اسطرح بدل گیا اور میری دعوت کرتا ہے - قاصد نے یہ دیکھکر کہ مجھے شبہ ہو گیا ہے کل کیفیت بیان کر دی جو کہ اوپر تحریر کر چکا ہون - مین نے جواب دیا کہ ہم کل روانہ ہونگے - محمد عمر نے میرے ساتھہ چلنے کی تیاری کی لیکن میر بابا نے کہا کہ پیچھے آؤنگا - مین نے اوسکو حکم دیا کہ پچاس بندوقین اور پچاس گھوڑے سازو سامان

سے درست اون پچاس افغانون کے ساتھہ لائے جنکو مین نے قید سے رہا کیا تھا دو روز بعد مین روانہ ہوا اور بدخشان کے شہر قشم کی راہ مین ایک قلعہ کہنہ ۔ قلعہ جعفر کے نام سے تہا وہان فروکش ہوا ۔ باوجودیکہ سلطان مراد کے قاصد نے اصرار کیا کہ چلئے چلئے لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میر بابا اور رستاق کے سوار مجھہ سے نہ آملین مین آگے نہ بڑھونگا ۔ میری خواہش تہی کہ اتنی دیر ہو جائے کہ میر سلطان کو میرے ٹھیرانے کی پوری سزا ملجائے ۔

چھہ دن بعد مجھے خبر ملی کہ فوج بلخ نے سلطان مراد کو شکست دی اور وہ اپنے اہل وعیال اور سابق میر کولاب کو لیکر بہاگ گیا ۔ بہت جلد یہ بہی معلوم ہو گیا کہ وہ ہماری طرف بہاگے تہے اور ہم سے بہت نزدیک تہے ۔ یہ سنکر مینے عبد اللہ خان کو حکم دیا کہ چالیس سوارون کے ساتھہ جاکر میری طرف سے اونکا استقبال کرین ۔ جب وہ پہونچے تو مین نے یہ کہکر اونکی تشفی کی کہ کسی قسم کا نقصان تمہین نہ پہونچاؤن گا اور مہربانی سے پیش آؤنگا بشرطیکہ وفاداری سے میری خدمت کرو ۔ سلطان مراد سے مین نے وعدہ کیا کہ جب کبھی میری حکومت ہوئی تو قتاغان کا حاکم تمکو مقرر کرونگا اور عبد اللہ خان اور چھہ سو سوارون کو اوسکے ساتھہ بہیجا کہ طالقان جاکر لوگون کی دلجمعی کرین ۔ اِسکے بعد مین بہی فوراً روانہ ہو گیا اور دو روز مین طالقان پہونچگیا ۔

باب ہفتم

میری تخت نشینی سنہ ۱۸۸۰ع

جسوقت کہ اودہر یہ واقعات پیش آرہے تھے غلام حیدرخان فوج بلخ کے دوسرے حصہ سے جنگ آزمائی کر رہا تہا اس لیے کہ سردار سرورخان کی قتل کی وجہ سے فوج نے بغاوت کی تھی۔ غلام حیدرخان تین باتریان توپخانہ کی۔ تین ہزار سوار اور ایک ہزار ملیشیا پیدلون کے ساتھ تختہ پل چلا گیا تہا اور باغیون نے وہان کے قلعہ مین پناہ لی تھی۔ یہ قلعہ میرے والد اور امیر دوست محمد خان نے پانچ سال مین تعمیر کرایا تہا۔ مجھے ابتک یاد ہے کہ جب مین بارہ برس کا تہا تو اس قلعہ کا اکثر ذکر ہوا کرتا تہا اور اب میری عمر تینتالیس سال کی ہے۔ مجھے اوسوقت کی گفتگو اس طرح یاد ہے کہ گویا کل ہی بات چیت ہوئی تھی۔ شاہی خاندان کابل کی حفاظت کے لیے یہ قلعہ بنا تہا ایسے موقعہ کے لیے کہ اگر کابل ہمارے ہاتھہ سے جاتا رہے اور کسی بیرونی سلطنت سے بچنے کی ضرورت ہو تو اوسمین پناہ لین اور اس لیے وہ نہایت عمدہ اور مضبوط تعمیر کیا گیا تہا۔ غلام حیدر نے اس قلعہ کے باہر پہونچکر باغیون پر گولیان چلائین لیکن بہت دیر تک لڑائی رہنے کے بعد جسمین کہ دونون فوجین برابر رہین باغیون نے باآواز بلند کہا وہ ہم باغی نہین ہین۔ بلکہ غلام حیدر اور قزلباشون سے اسلیئے لڑ رہے ہین کہ اونہون نے تمہارے اور ہمارے بادشاہ کے فرزند کو بمقام وہ دادی قتل کرایا۔ ہمکو اپنے شاہی خاندان کی وفاداری کرنا چاہیے" یہ سنکر غلام حیدر کی فوج نے لڑائی موقوف کر دی اور خود غلام حیدر اور

قزلباشون پر حملہ کیا جو کہ دو سو باڈی گارڈ کے ساتھہ مزار شریف کی طرف بھاگے - اور فوج نے اس ثابت قدمی سے اونکا تعاقب کیا کہ مجبور ہو کر اونہین دریاے جیحون اور ورگہ آبدو پار کرکے بخارا فرار ہونا پڑا اور تمام مال ومتاع اور اہل وعیال پیچھے چھوڑ گئے فوج نے مال خوب لوٹا اور اونکے خاندان کے لوگون کو قید کر لیا - میرے دو افسرون کو بھی باغیون نے رہا کر دیا اور اونہین اپنا افسر مقرر کیا - تاشقرغان - قتاغان - شبرغان - سرپل اور آقچہ کی فوجون کو بھی یہ حالات جلد معلوم ہو گیے اور اُنہون نے غلام حیدر کے مقرر کیے ہوے افسرون کو گرفتار کر لیا - اسی زمانہ مین مین چھہ ہزار رستاقی اور دو ہزار قشمی سواروں کے ہمراہ طالقان پہونچا - جبکہ غلام حیدر کی بھتیجے اور خبر یلون پر قندز کی فوج نے حملہ کیا تو اہلکار بھاگ گیے لیکن غلام حیدر کے بھتیجے نے فوج کے قہر سے بچنے کیلئے خودکشی کی - اس کے بعد تمام فوجین آئین اور مجھے سلام کیا - مین نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بعد حمد کہا " اے خدا تجھہ مین قدرت ہے کہ ملک کو بے دینون کے قبضہ سے نجات دے - تجھہ مین طاقت ہے کہ جو اونکی سازش مین ہین اونکو سزا دے اور اہل اسلام کی مدد کرے - اے قادر مطلق سب طاقت تیرے ہی ہاتھہ مین ہے " جبکہ فوجین مجھے مل گئین تو مین نے سردار عبد الصمد خان کو خطوط دیکر فوج قندز کے پاس بھیجا کہ اونکی وفاداری کا شکریہ ادا کرین اور کہلا بھیجا کہ مین تم سب کو اپنے دینی بھائی اور ایک ہی جسم کے اعضا سمجھتا ہون - جب تک تم سے ملاقات ہو سردار عبد الصمد خان کو تمہاری خیر وعافیت دریافت کرنے اور اپنی بخیریت پہونچنے کی خبر دینے کو بھیجتا ہون اس لیے کہ رسد اور روپیہ کا سامان کرنے کیلئے یہان چند روز قیام کرنا ضروری ہے -

مین طالقان مین رہا اور سردار عبد الصمد خان خط لیکر دریاے قندز عبور کرکے دوسری جانب

گیے - فوج میرا خط پاکر بہنایت خوش ہوئی - اپنی قیام گاہ مین روشنی کی - آتشبازی چہوڑی اور اس خوشی مین دعوتین کین - ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بہیجے اور اونکی روح پاک کے توسل سے خداوند کریم کی درگاہ مین دعا مانگی کہ انگریزون کے ہاتہہ سے مسلمانان افغانستان کو نجات دے اور یا تو ہمین اون پر فتح دے یا اونکے دل ہماری طرف پہیر دے - میرے پاس سپاہیون کا ایک خط آیا جسمین کہ میرے بخیریت پہونچنے پر اونہون نے مبارکباد دی اور کہا کہ ہمین یقین ہے کہ خدا ہمارا مددگار ہے اور آپکو ہماری طرف اس لیے بہیجا ہے کہ کسی دوسرے سرپرست کی پایمالی سے ہمین بچالے -

مین نے خدا کا شکر کیا کہ اتنے دلون کو اوسنے میری طرف پہیر دیا -

میر بابا خان میر فیض آباد کے آنے کا دو روز مین نے انتظار کیا اور جب وہ نہین آیا تو مین نے اوسے خط لکہا اور اوس سے نہ آنے کا سبب پوچہا - اوس نے جواب دیا کہ میرے آنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اس لیے کہ تمام فوج آپکے تابع ہو چکی ہے مین نے لکہا کہ تم ضرور آؤ ورنہ مین خود آتا ہون - اوسنے اپنے مشیر کارون سے صلاح لی سب نے راے دی کہ جانا چاہیے ورنہ عبدالرحمن خان نے فوج بہیجدی تو پوری تباہی ہے - اونکی صلاح پر اوسنے عمل کیا اور چہہ ہزار فوج کے ساتہہ میرے پاس طالقان آگیا -

دوسرے دن مین نے میر بابا میر محمد عمر اور میر سلطان مراد کو معہ اپنے سردارون کے دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا - اور جب وہ آئے تو یون خطاب کیا تمکو معلوم ہے کہ میری اسوقت کیا حالت ہے مین جہاد کے لیے آیا ہون اور ہماری فوج کے پاس کہانا اور روپیہ کچہہ بہی نہین ہے - اس ملک کے حاکمون کو چاہیے کہ اپنی حیثیت کی مطابق روپیہ لائین اور رعایا کو لازم ہے کہ سوارون کی مہمان نوازی کرے -

تاشقرغان بہیجا کہ یہ سب روپیہ لے آئے۔ دونون گیے اور بخیریت یہ رقم کثیر لیکر
واپس آئے۔

دوسرے دن نوروز تہا۔ اسکی خوشی مین مین نے حکم دیا کہ چہہ ہزار افغانی لڑکیان
اور عورتین جنہین شیر علی خان کی وفات کے بعد ترکمانون نے بطور کنیزون کے رکہا تہا آزاد
کی جائین اور اپنے رشتے دارون کو واپس کردی جائین۔ تعمیل حکم سے پہلے میر بابا خان
نے میرے قاصدون کو قید کر لیا۔ یہ سمجھکر کہ مین تو بہت جلد انگریزون کے ساتہہ جنگ
مین مشغول ہوجاونگا اس لیے اگر ان مستورات کے رہا کرنے مین دیر کیجاے تو پہر اتنا
وقت نہ ملیگا کہ مین اس حکم کو یاد رکہون۔ لعض قاصد جو کہ خاموش نہ رہ سکے مار ڈالے
گیے اور ایک دریا مین کود پڑا۔ میر بابا نے خیال کیا کہ وہ ڈوب گیا لیکن وہ فقیر کے
بہیس مین میرے پاس آیا اور تمام کیفیت مجہہ سے بیان کی۔ یہ سنکر مجہہ سے اور زیادہ
ضبط نہو سکا اور میر بابا اور اوس کے مشیر کارون کو قید کر لیا۔ میر محمد عمر کو فیض آباد کا گورنر
مقرر کیا اور اوس کے بہائی کو رستاق کا اور دوبارہ عورتون کی رہائی کا حکم دیا۔ ساتہہ ہی اپنے
نسبتی بہائیون کو رہا کر دیا۔ جو کہ شغنان مین قید تہے۔ مین نے ان سب کو اپنے اپنے
عزیز و اقارب کے پاس بہیجدیا اور خدا کا شکر بجالایا کہ اوس نے مجہے اپنی قوم کی مدد کرنے
کی طاقت عطا فرمائی۔

دوسرے دن مین قندز پہونچا اور سپاہیون نے ایک سو ایک توپون کی سلامی
دی۔ مجہے دیکہکر وہ نہایت خوش ہوئے اور دو سو افسرون کو جو میرے دشمن تہے
میرے روبرو لائے کہ میرے خوش کرنے کے لیے اونہین قتل کرین۔ مین نے
اونکے قتل کی اجازت ندی اور رہا کر دیا۔

اگلے روز مین توپخانہ معائنہ کر رہا تہا کہ ایک شخص آگے نکلکر آیا اور سلام کر کے

ہر دو مکانون سے ایک بھیڑ اور ایک کیسہ گیہون یا جو کا آنا چاہیئے اس کے بعد مین انہین اور کوئی تکلیف نہ دونگا۔ مین نے دوسرے روز اس کا جواب طلب کیا اور دربار برخاست کیا۔ مین نے سردار اسحاق خان کو بھی خط لکھا کہ جبس زمانہ سے آپ میمنہ روانہ ہوئے خیر و عافیت معلوم نہوئی۔ بہتر ہو کہ جب تک مین ادہر مصروف ہون آپ مزار شریف اگر اوس ملک کا انتظام کیجئے۔ میرا خط اونہین صحراے اندخوی مین ملا۔ یہ وہ سُن ہی چکے تھے کہ بدخشان اور قتاغان پر میرا قبضہ ہوچکا ہے۔ خط پاتے ہی روانہ ہوئے اور تین روز مین مزار شریف پہونچگئے۔ وہان پہونچکر مجھے خط لکھا کہ میرے پاس فوج کے لیے رسد کا سامان مطلق نہین ہے۔

اس عرصہ مین میر بابا وغیرہ اور دیگر سردارون نے کہلا بھیجا کہ آپکی تجویز ہمکو منظور ہے۔ تین لاکھ نقد روپیہ کا ہمنے انتظام کرلیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو آیندہ اور بھی دینگے اسلیے کہ ایک بیرونی دشمن سے آزادی دلانے کی آپ کوشش کر رہے ہین حتی الامکان ہم آپکی امداد کرینگے۔ قلعہ خان آباد اور چند دیگر مقامات مین مین نے سامان رسد جمع کیے جانے کا حکم دیا۔ اور سردار اسحاق خان کو لکھا کہ بارہ ہزار شتر روانہ کیجئے مین اون پر سامان رسد بھیجدونگا۔ اوسی زمانہ مین یار محمد خان نامی ایک سوداگر جو تاشقرغان کا باشندہ تھا میرے لیے چند تحائف لایا۔ میری سمجھہ مین نہ آیا کہ اتنے سوداگرون مین سے صرف ایک شخص کیون آیا ہے لیکن بہت جلد معلوم ہوگیا کہ سابق وایسراے بلخ نے سرکاری خزانہ لوٹ کر جسمین کہ چار ہزار سکہ طلائی روسی۔ دس ہزار سکہ طلائی بخارا۔ ساٹھہ ہزار کابلی روپیہ اور دو ہزار سو سو روپیہ کے نوٹ تھے۔ کئی ہزار اشرفیان اس سوداگر کے پاس رکھی تھین اور یہ شخص میرے پاس اسکی اطلاع دہی کے لیے آیا تھا۔ مین نے اپنے پیشخدمت فرامرز کو جو اِسوقت ہرات کا سپہ سالار ہے اس شخص کے ساتھہ

میرے قدمون پر گر پڑا مجھے نہایت تعجب ہوا۔ اوسے اوٹھایا تو دیکھا کہ محمد سرور خان پسر ناظر حیدر ہے جو کہ مجھسے سمرقند مین علیحدہ ہو گیا تھا۔ اولاً تو اوس نے نہایت معذرت کی اور اپنی حرکت پر نہایت نادم ہوا لیکن جب مین نے کہا مین نے قصور معاف کر دیا تو اوس نے کہا کہ کابل سے آپکے واسطے ایک خط لیکر آیا ہون۔ مین اپنے خیمہ مین واپس آیا معلوم ہوا کہ انگریزی رزیڈنٹ کی طرف سے ہندوکش پار کر کے اور قاصد بنکر آیا ہے راہ مین سردی اور پالا نہایت سخت تھا اور برف گھٹنون سے اوپر تھی۔ خط جو لایا تھا اوسکا یہ مضمون تھا۔

"میرے معزز دوست سردار عبد الرحمن خان۔

بعد از تبلیغات رسمیہ و دعاے صحت آپکا دوست گریفن آپکو بذریعہ اس خط کے اطلاع دیتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو نہایت خوشی ہوئی کہ آپ بخیریت قتاغان ہو پہنچ گئے۔ اگر آپ تحریر فرمائین کہ روس سے کسطرح آپ تشریف لائے اور آیندہ آپ کیا ارادہ رکھتے ہین۔ تو گورنمنٹ خوش ہوگی"

اپنی فوج کو مین نے یہ خط پڑھکر سنایا اس لیے کہ سلطنت برطانیہ سے تعلقات کی یہ ابتدا تھی اور مین اسے بعید از عقل سمجھتا تھا کہ بلا فوج سے صلاح لیے اوسکا جواب دیدون۔ مجھے خوف تھا کہ کہین فتنہ پرداز لوگ یہ نہ مشہور کر دین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا تھا اور اسی بہانہ سے اونہین ملک دینا چاہتا تھا کیونکہ اس سے میری تباہی متصور تھی۔ مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ یہی موقعہ اس امر کی آزمایش کا ہے کہ لوگ مجھے معاملات خارجیہ مین کہان تک اختیارات دیتے ہین۔ خط کو باآواز بلند پڑھکر مین نے کہا کہ مین خوش ہونگا اگر سردار مجھے اس کے جواب دینے مین مدد دین اس لیے کہ مین نہین چاہتا تھا کہ بلا اپنے سنئے دوستون کی صلاح کے کوئی کام کردن۔ میری

خواہش تہی کہ سب جواب کے تیار کرنے مین شریک ہون - اونہون نے مجہہ سے
دو روز کی مہلت چاہی اور تیسرے دن قریب سو خطون کے لائے جن مین بعض کا
مضمون یہ تہا - وہ اسے انگریزی قوم ہمارا ملک چہوڑ دے - یا تو ہم تجہے نکالدینگے یا
خود اس کوشش مین ہلاک ہوجائینگے " ایک خط مین گذشتہ نقصان اور خسارہ کا
مطالبہ تہا اس سے پہلے کہ اون سے متعلق خط و کتابت کی جائے - دوسرے
مین لکہا تہا کہ انگریز سو کرور روپیہ توپون اور قلعون کی بربادی کا معاوضہ ادا کرین - ورنہ ایک
انگریز بہی پشاور تک زندہ نہ جانے پائیگا جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بہی ہوچکا ہے -
ایک سردار نے لکہا کہ وہ اسے دغاباز بے دینون تم نے ہندوستان تو مکر و فریب سے
لیا اور اب اسیطرح افغانستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہو - جب تک ممکن ہوگا ہم تمہین
روکینگے اور اوسکے بعد کوئی دوسری سلطنت مثل روس کے تمہارے مقابلہ کے
لیے ہماری شریک ہوجائیگی " القصہ اونہون نے اسی قسم کی مہمل و لایعنی تجویزین
پیش کین - مین نے تمام خط زور سے پڑہکر سنائے اور کہا کہ مین بہی ایک خط تمہارے
سامنے ہی لکہونگا تا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ مین نے پیشتر سے صلاح و مشورہ کرلیا ہے -
مین نے ایک خط کا کاغذ اور قلم لیا اور اوس خالق دوجہان کی درگاہ مین عاجزی کی
کہ مجہے مناسب جواب لکہنے کی توفیق دے - اسکے بعد سات ہزار ازبک اور
افغانون کے سامنے مین نے یہ خط لکہا -

دومیہ سے معزز دوست گریفن صاحب رزیڈنٹ برٹش گورنمنٹ -

منجانب سردار عبدالرحمن خان راقم خط کا سلام قبول ہو - مجہے آپکا خط پاکر خوشی
ہوئی جسمین کہ آپ نے میرے بخیریت پہونچنے پر مسرت ظاہر کی ہے آپکے اس سوال کا جواب مین
کہ روس سے کسطرح آئے اطلاعاً تحریر ہے کہ جنرل کافمین والیسرائے اور روسی گورنمنٹ کی

اجازت سے مین روس سے روانہ ہوا - اس سے غرض میری صرف یہ تھی کہ ایسی سخت مصیبت اور دشواری کے زمانہ مین اپنی قوم کی مدد کرون - والسلام "

یہ خط باآواز بلند پڑہکر اپنی فوج کو سنایا اور دریافت کیا کہ سب کو منظور ہے یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ آپکے زیر حکم اپنے مذہب اور ملک کے لیے ہم لڑنے کو مستعد ہین لیکن شاہون سے خط و کتابت کرنا نہین جانتے - خدا اور رسول کی قسم کھا کر اونہون نے مناسب جواب لکھنے کی مجھے پوری اجازت دی اور "چار یار"[۱] کا نعرہ بلند کر کے کہنے لگے کہ جو جواب آپنے لکھا ہے صحیح ہے اور ہم سب کو منظور ہے"

اسکے بعد یہ خط محمد سرور خان کو دیا گیا جو کہ چار روز کے قیام کے بعد قندز سے کابل روانہ ہوا -

مین بہی آہستہ آہستہ چارہ کار کی طرف روانہ ہوا - ساتہہ ہی ایک زبانی پیغام انگریزی افسرون کے پاس کابل بہیجدیا کہ مین اون سے تصفیہ کرنے کے لیے چارہ کار آرہا ہون - ۳۰ - اپریل کو گریفن صاحب کا ایک اور خط آیا جسمین اونہون نے اصرار کیا کہ کابل آکر عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لیجیے - ۱۶ مئی کو مین نے جواب دیا جسکا مضمون یہ تہا -

میرے عزیز دوست -

مجھے سلطنت برطانیہ سے بڑی اُمید تہی اور اب بہی ہے اور آپکی دوستی کی جتنی مجھے اُمید تہی اوسیقدر ثابت ہوئی اور وہی میری تمام اُمیدون کا باعث بہی ہے - آپکو خوب معلوم ہے کہ افغانون کی خاصیت کیا ہے - ایک شخص کی بات کا کوئی اثر نہین ہو سکتا - جب تک کہ اونہین یقین نہو کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اونکی بہبودی کے لیے ہے اس سے بیشتر کہ مجھے کابل جانے کی اجازت دین

[۱] اہل افغانستان لڑائی کے وقت یہ نعرہ مارتے ہین -

وہ سوالات مفصلہ ذیل کا جواب چاہتے ہین۔

۱- میری عملداری کی حدود کیا ہونگے؟

۲- قندہار بھی میری حکومت مین شامل کیا جائیگا یا نہین؟

۳- کیا کوئی یوروپین سفیر یا انگریزی فوج افغانستان مین رہیگی؟

۴- سلطنت برطانیہ کے کسی دشمن کی مدافعت اور اوس سے مقابلہ کرنے کی مجھسے اُمید کی جائیگی؟

۵- سلطنت برطانیہ مجھے اور میرے ملک کو کیا کیا فائدے پہونچانے کا وعدہ کرتی ہے؟

۶- اور اونکے عوض وہ کیا خدمات مجھہ سے چاہتی ہے؟

انکے جواب قوم کو دکھانا ضروری امر ہے - اسکے بعد اونکے صلاح ومشورہ سے اور جسقدر کہ وہ مجھے اجازت دین اوسکے مطابق مین کوئی اس قسم کا اقرارنامہ منظور کرونگا کہ جسکی شرایط مین قبول کرسکون - اور اونکی تعمیل بھی کرسکون - مجھے خدا کی ذات سے یقین ہے کہ وہ مجھے اور میری قوم کو توفیق دیگا کہ ہم متفق ہوکر سلطنت برطانیہ کی امداد کرین گو آپکو مدد کی ضرورت نہین ہے لیکن دنیا کا اعتبار نہین ممکن ہے کہ ایسا موقعہ آجائے -

خدا کے فضل سے بیعت کرنے کے لئے لوگ جوق جوق آرہے تھے اور ہر قسم کی خدمت کے لئے جان وزر سے مستعد تھے - پنج شیر[1] سے چارہ کار پہونچنے تک تین لاکھہ غازی جمع ہوکر مجھسے آملے - مین نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اوس نے ایسی جماعت کثیر کو میرا مطیع کردیا جو کہ مجھے اپنا بادشاہ سمجھتی تھی - اونہون نے صدق دل سے وعدہ کیا کہ آپ کی طرف سے برطانیہ سے لڑینگے - لیکن مین نے جواب دیا کہ اس کی نوبت نہ آئیگی - کیونکہ انگریزون نے مجھے خود لکھا ہے کہ آپ آئیے اور تخت کابل قبول کیجئے -

[1] سلطنت افغانستان کا ایک صوبہ ہے اور پنج شیر اسلیئے کہلاتا ہی کہ وہان پانچ اولیاءاللہ کے مزار ہین - مولف

۱۴ جون کو گرفن صاحب نے میرے سوالات کے جواب بھیجے اور وہ یہ ہین -

"مجھے حکم ہوا ہے کہ جو سوالات آپ نے کیے ہین اونکے جواب گورمنٹ آف انڈیا کی جانب سے آپکو دون - اولاً یہ کہ سلطنتہائے خارجیہ سے فرمانروائے کابل کا کیا تعلق ہونا چاہیے - چونکہ برٹش گورمنٹ کے نزدیک بیرونی سلطنتون کو حق حاصل نہین ہے کہ افغانستان مین مداخلت کرین اور روس اور ایران دونون نے اقرار کیا ہے کہ افغانستان کے معاملات مین ہر قسم کی پولیٹیکل دستاندازی سے باز رہینگے - اس لیے صاف ظاہر ہے کہ فرمانروائے کابل سوائے انگریزون کے اور کسی طاقت سے پولیٹیکل تعلقات نہین رکھہ سکتا - اور اگر کوئی ایسی طاقت افغانستان مین دخل دینا چاہے اور اس مداخلت سے فرمانروائے کابل پر بلا اوسکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی ہوئے حملہ عائد ہو تو برٹش گورمنٹ اوسکی امداد کے لیے مستعد ہوگی اور اگر ضرورت ہو تو دشمن کو ملک سے نکالدیگی بشرطیکہ فرمانروائے کابل اپنے خارجی تعلقات مین برٹش گورمنٹ کی صلاح مانے -

دوم - ملک کی حدود کی نسبت مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ کل صوبۂ قندہار ایک علیحدہ حاکم کے ماتحت کیا گیا ہے - سوائے پشین اور سیبی کے جو کہ انگریزی قبضہ مین رکھے گیے ہین پس لہذا اِن امور کے متعلق گورمنٹ آپ سے کوئی گفتگو کرنے کے لیے تیار نہین ہے اور نہ اوس بندوبست کے متعلق جو کہ امیر سابق محمد یعقوب خان سے سرحد شمال و مغرب کی نسبت ہو چکا ہے - ان شرائط کے ساتھہ گورمنٹ کو منظور ہے کہ آپ افغانستان پر بمع ہرات کے جس پر آپکو قبضہ دلانے کی کوئی ذمہ داری نہین کیجا سکتی گو اگر آپ اوس پر قابض ہونے کی کوئی تدبیر کرین تو گورمنٹ مزاحم نہوگی) اوسی طرح کی کامل اور وسیع حکومت قایم کرین جیسی کہ اب تک آپکے خاندان کے کسی امیر نے کی ہو - سلطنت برطانیہ نہین چاہتی کہ ملک کے اندرونی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کرے اور نہ آپ سے یہ استدعا کی جائیگی کہ کسی مقام پر انگریزی رزیڈنٹ قبول کیجیے - گو دو ملحق سلطنتون مین معمولی اور دوستانہ ربط و ضبط کی آسانی کے

لیے باتفاق دونون کے ایک مسلمان ایجنٹ کا سلطنت برطانیہ کی جانب سے کابل مین رہنا مناسب سمجھا جائے گا"

۲۲ جون کو مین نے ایک مختصر جواب اس خط کا لکھا لیکن افغانستان کی عملداری سے قندہار کی علیحدگی مین رضامندی ظاہر نکی اسوجہ سے کہ قندہار شاہی خاندان کا شہر تہا اوسکے نکل جانے سے سلطنت کی بہت کم وقعت رہجاتی۔

خدا پر بہروسہ کر کے مین چارہ کار مین کوہستان[1] کی طرف سے داخل ہوا۔ انگریزی فوج غازیون کی کثیر التعدادی دیکھکر کسیقدر پریشان تہی۔ کوہستان اور کابل کے سردار اور دیگر اشخاص جو کہ انگریزون سے لڑ رہے تہے روز مجھہ سے آکر ملتے جاتے تہے اور بیعت کرتے تہے۔ جو خود نہ آسکے اونہون نے بذریعہ خط یا اور کسی وسیلہ سے مجھے اطلاع دی۔ میرے مخبرون نے کابل سے خبر دی کہ انگریزی اہلکار کسیقدر گہبرائے ہوئے تہے اور اونکی سمجھہ مین نہین آتا تہا کہ میرا کیا ارادہ ہے۔ ۲۰ جولائی کو افغانی قبیلون کے تمام سردار اور سرگروہون نے جو کہ وہان موجود تہے مجھے چارہ کار مین اپنا بادشاہ اور امیر قبول کیا اور مجھے ملک کا فرمانروا اقرار دیکر خطبہ مین میرا نام داخل کیا۔ لوگون کو نہایت خوشی تہی کہ خداوند تعالےٰ نے اونکا ملک ایک مسلمان کے سپرد کیا۔

گریفن صاحب نے بہی ۲۲ جولائی کو کابل مین دربار کیا اور انگریزی اہلکا اور افغان سردارون کے روبرو میرے امیر ہونے کا اعلان کیا اوس موقعہ پر جو تقریر اونہون نے کی وہ یہ ہے۔

"چونکہ واقعات کی رفتار سے سردار عبدالرحمن خان کے لیے ایک ایسی صورت پیدا ہوگئی ہے جو کہ گورنمنٹ کی خواہشات اور اُمیدون کے مطابق ہے اسلیئے گورنمنٹ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

---

[1] کابل کے شمال ومغرب مین واقع ہے اور بڑے بڑے معزز اور مشہور افغان سردار وہان رہتے ہین۔ (مولف)

اور والسرائے ہند خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ ہمنے سردار عبدالرحمن خان نبیرۂ امیر دوست محمد خان
والا مرتبت کو امیر کابل تسلیم کیا۔ گورنمنٹ کے لیے یہ ایک بڑا ذریعہ خوشی اور اطمینان کا ہے کہ
تمام قبیلون اور سردارون نے خاندان بارکزی کے ایک ایسے نامور رکن کو پسند کیا جوکہ مشہور سپاہی
اور دانا اور تجربہ کار شخص ہین۔ اونکے خیالات برٹش گورنمنٹ کی جانب نہایت ہی دوستانہ ہین۔
اور جبتک کہ اونکی حکومت سے یہ ظاہر ہوتا رہیگا کہ اس قسم کے خیالات اونکے دل مین جاگزین
ہین برٹش گورنمنٹ اونکی ضرور امداد کریگی۔ سب سے بہتر طریقہ اس گورنمنٹ کے ساتھہ
اظہار دوستی کا یہ ہوگا۔ کہ جن لوگون نے اونکی رعایا مین سے ہماری خدمت گزاری کی ہے اون سے
دوستانہ سلوک کرین "

۲۹ جولائی کو شملہ سے ایک تار آیا جس سے کہ اہلکاران انگلسی متعینہ کابل کو
اطلاع ہوئی کہ انگریزی فوج نے سردار ایوب خان سے بمقام میوند شکست فاش
کہائی۔ یہ سنکر گریفین صاحب تھوڑے سوارون کے ساتھہ فوراً ذمہ کی طرف مجھسے
ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ ایک قصبہ ہے جوکہ کابل سے تقریباً سولہ میل کے
فاصلہ پر ہے۔ تین روز ۳۰ جولائی سے یکم اگست تک مجھسے اور اون سے گفتگو رہی
جو بات کہ قرار پائی اوس کے لیئے مین نے اون سے ایک باضابطہ اقرار نامہ مانگا تاکہ
اوسے اپنی رعایا کو دکہلاؤن۔ گریفین صاحب نے مجھے مندرجۂ ذیل مضمون کا
ایک کاغذ دیا۔

"ہز اکسلنسی وائسرائے اور گورنر جنرل کو باجلاس کونسل یہ سنکر مسرت ہوئی کہ برٹش گورنمنٹ
کے بلانے پر آپ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلیئے آپکے دوستانہ خیالات اور اون فوائد کا لحاظ
کرکے جوکہ آپکی مستقل گورنمنٹ قائم ہونے سے سردارون اور رعایا کو حاصل ہونگے برٹش گورنمنٹ
آپکو امیر کابل تسلیم کرتی ہے۔ وائسرائے اور گورنر جنرل ہند کی طرف سے مجھے یہ کہنے کا بھی

حکم ہوا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی مطلق خواہش نہین ہے کہ آپکی حکومت کے اندرونی معاملات مین
دست اندازی کرے اور نہ وہ یہ چاہتی ہے کہ کوئی انگریزی رزیڈنٹ کسی مقام پر آپکی عملداری مین
رہے - لیکن ممکن ہے کہ معمولی دوستانہ برتاؤ کی آسانی کے لیے جیسا کہ دو ملحق سلطنتون مین ہوتا
ہے یہ مناسب سمجھا جائے کہ باتفاق رائے دونون فریق کے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
ایک مسلمان ایجنٹ کابل مین رہے - آپ اپنی اطلاع کے لیے چاہتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ
اپنی رائے اور خواہش اون تعلقات کی نسبت ظاہر کرے جو کہ فرمانروائے کابل کو خارجی سلطنتون
سے رکھنے چاہیئے - اس کے متعلق وائسرائے و گورنر جنرل نے باجلاس کونسل مجھے آپ
سے یہ کہنے کی اجازت دی ہے کہ چونکہ برٹش گورنمنٹ کے نزدیک حکومتہائے خارجیہ کو
افغانستان مین کسی قسم کے دخل دینے کا حق حاصل نہین ہے اور سلطنتہائے ایران اور
روس نے اقرار کیا ہے کہ معاملات افغانستان مین مداخلت کرنے سے باز رہینگے اس لیے
صاف ظاہر ہے کہ آپ سوائے برٹش گورنمنٹ کے اور کسی بیرونی طاقت سے پولٹیکل تعلقات
پیدا نہین کر سکتے - اگر کوئی طاقت افغانستان مین کسی قسم کی مداخلت کرنا چاہے اور اگر اس
قسم کی مداخلت سے آپ کی عملداری پر بلا آپکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی کے حملہ کیا جائے
تو اوس حالت مین برٹش گورنمنٹ آپکی اوس حد تک اور ایسے طریقہ سے امداد کریگی جو کہ اوس
حملہ کے روکنے اور دشمن کو ملک سے نکالنے کے لیے گورنمنٹ کے نزدیک ضروری معلوم
ہو بشرطیکہ آپ خارجی تعلقات مین بلا دریغ سلطنت برطانیہ کی صلاح پر عمل کرین "

گریفین صاحب نے مجھسے درخواست کی کہ کابل جائیے اور انگریزی اہلکارون
سے رخصت ہو لیجئے - ساتھہ ہی یہ بھی استدعا کی کہ اونکے بحفاظت جانے
اور انگریزی فوج کے لیے رسد بہم پہونچانے کا بھی ضروری انتظام کر دیا جائے -

فوج جنرل رابرٹس کے ماتحت قندہار تک جانے والی تھی اور سر ڈانلڈ اسٹوارٹ

کے ماتحت پشاور تک - مین نے حتی المقدور سب انتظام کرنے کا وعدہ کیا اور سرحد تک انگریزون کے بحفاظت پہونچا دینے کے بارے مین جہانتک ممکن ہوا اونہین تشفی و تسلی دی - مین نے اون سے کہا کہ میری راے مین جسقدر جلد ممکن ہو جنرل رابرٹس کو قندہار روانہ ہوجانا چاہیئے اونکے چلے جانے کے بعد مین سرڈانلڈ اسٹوارٹ سے رخصت ہونے کے لیئے جاؤنگا ۸ - اگست کو تھوڑی فوج کے ساتھہ جنرل رابرٹس کابل سے قندہار روانہ ہوئے اور مین نے سردار محمد عزیز خان پسر سردار شمس الدین خان کو معہ چند دیگر افسرون کے جنرل رابرٹس کے ساتھہ قندہار تک روانہ کیا تاکہ لوگ راہ مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین اور فوج کے لیے رسد کا سامان مہیا کردین - تمام قبیلون نے میرے اس حکم کی جوکہ سردار محمد عزیز خان وغیرہ کے ذریعہ سے مین نے بہیجا تہا تعمیل کی اور راہ مین مطلق مزاحم نہوے - اس طرح جنرل رابرٹس بخیریت قندہار پہونچگئے اور ایوب خان یکم ستمبر کو شکست کہا کر ہرات بہاگ گیے -

سرڈانلڈ اسٹوارٹ اور گریفن صاحب ۱۰ - اگست کو شیر پور سے پشاور روانہ ہوئے اور اونکی روانگی سے کچہہ منٹ پہلے مین اون سے رخصت ہونے گیا - قریب پندرہ منٹ کے ہمنے دربار کیا اور دوستانہ گفتگو کی - اثناے گفتگو مین یہ بہی طے ہوگیا کہ افغانی توپخانہ کی تیس توپین جو کہ اوسوقت شیر پور مین تہین مجہے دیدیجائین - نیز یہ کہ تقریبًا اونیس لاکہہ روپیہ جو کہ انگریزون نے اپنے زمانہ قیام مین ملک سے وصول کیا تہا اور فوج کی رسد اور قلعجات وغیرہ بنانے مین خرچ ہوا تہا مجہے واپس دیا جائے اور جو نئے قلعے کہ انگریزون نے کابل مین بنائے تہے وہ منہدم نہ کئے جائین -

اسطرح افغانستان کی دوسری لڑائی اور ملک پر انگریزون کے قبضہ کا خاتمہ

ہوگیا اور اس طرح تخت کابل اور عنان حکومت پھر میرے ہاتھ آئی - کیا باعتبار قرابت و قومیت کے و کیا باعتبار مذہب کے مین پورے ملک کا مستحق تھا - اہل افغانستان خوش تھے کہ سلطنت اونکے مسلمان بادشاہ کو ملی اور مین شکر گذار تھا کہ خداوند تعالے نے مجھے یہ خدمت سپرد کی جسکی وجہ سے مین اپنی قوم کو اون تکلیفات سے نجات دیتا جو کہ ملک کی بدنظمی و متزلزل حالت کی وجہ سے اونہین ہو رہی تھین - اس کے بعد مین نے ملک کا انتظام کرنا شروع کیا امن و امان قایم کیا اور اوسے ترقی دینے کا بندوبست کیا لیکن یہ بہت آسان کام نہ تھا -

باب ششم

نظم و نسق سلطنت

اپنی تخت نشینی اور انگریزون کے کابل سے جانے کے بعد مین نے ترقی اور عمدہ انتظام کی رکاب مین اپنا قدم رکھا - ہر قصبہ مین جو کہ اوس وقت میری قلمرو مین تھا مین نے اہلکار مقرر کیے جنکی ابھی تفصیل بیان کرونگا - بڑے بڑے قصبون مین مین نے بہترین اور اعلیٰ لیاقت کے اشخاص مقرر کیے اور چھوٹے قصبون مین جہان کہ کام نسبتاً کم تھا اوسط درجہ کے لوگ بھیجے - تفصیل یہ ہے -

(۱) (الف) گورنر اور اوسکے سکرٹری اور دیگر عہدہ دار -

(الف) انکے متعلق امیر کی عملداری کے ہر قصبہ مین انتظام سلطنت کے مختلف محکمے ہین حقیقت

(۲) قاضی[۵۱] اور اوسکے ماتحت افسر۔
(۳) کوتوال[۵۲] مع پولیس سکرٹری اور ممبران محکمہ راہداری۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱ مین کوئی قطعی احکام ایسے نہین ہین جن سے ایک عہدہ دار کے فرائض دوسرے اہلکار کے کار منصبی سے علیحدہ ہون یعنی اونکی علیحدہ علیحدہ تقسیم ہو - اکثر مقدمات جس عدالت مین کہ درخواست کنندہ پیش کرنا چاہے دائر ہوتے ہین - لیکن عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورنر اپنے قصبہ مین تمام محکمون کا افسر اعلی ہے اور دوسرے افسرون کے فیصلون کی اپیل سنتا ہے - لیکن خاص کام جو اوسکا ہے وہ یہ ہے کہ زمینداروں وغیرہ سے مالگذاری وصول کرے - اونکے معاملات کا تصفیہ کرے اور شاہی اعلان اور احکام وقتاً فوقتاً اپنے قصبہ کے دیگر عہدہ دارون اور رعایا کو پہونچاتا رہے - بعض چھوٹے چھوٹے گورنرون پر بڑے گورنر مقرر ہین - اور ان بڑے گورنرون کے اوپر وائسرائے ہین جو کہ نائب الحکومت کہلاتے ہین - اور ان وائسراؤن اور فوجی اور دیگر محکمون کے افسرون کے سردار امیر کے بڑے بیٹے شاہزادہ حبیب اللہ خان ہین جن کے پاس کہ ان سب کے فیصلون کی اپیل ہوتی ہے -

[۵۱] قاضی کی عدالت سب سے اعلی سمجھی جاتی ہے اور اس لیے اوسمین محض مذہبی مقدمات ہی نہین - بلکہ ہر قسم کے ملکی معاملات بھی پیش ہوتے ہین لیکن عام طور پر کاروبار کے متعلق مقدمات اور مذہبی اختلافات یہین طے ہوتے ہین - نیز مقدمات طلاق نکاح اور وراثت - وہ مقدمات بھی جنمین کہ سزائے موت دیجا سکتی ہے - اسی عدالت مین تجویز پاتے ہین - عدالت کا چیف جج قاضی کہلاتا ہے اور اوس کے اہلکاران ماتحت مفتی - اور کثرت رائے سے مقدمات فیصل کیے جاتے ہین -

[۵۲] دوسرے فوجداری افسرون کی بہ نسبت کوتوال کو کہین زیادہ اختیارات حاصل ہین - ایک طرح سے وہ تمام پولیس کا افسر جج عدالت فوجداری - اور صیغہ سراغ رسانی کا حاکم ہے یعنی درحقیقت

(۴) قافلہ باشی[۱] مجلس تجارت[۲] جسے پنچایت کہتے ہین - محکمہ[۳] مال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۲ مشرقی سلطنتون مین وہ نہایت ذی اقتدار اور بڑا بااختیار شخص ہوتا ہے تمام قدیم مشرقی کتابون مین بے انتہا قصے اور اشعار کوتوالون کے جور وظلم و تعدی کے دیکھے جاتے ہین وہ چھوٹے چھوٹے فوجداری کے مقدمات فیصل کرتا ہے اور سنگین مقدمات دارالسلطنت مین رسانہ کرتا ہے -

افغانستان مین ایک انتظام ہے جسکے مطابق کوئی شخص ایک قصبہ سے دوسرے قصبہ کو بلا پروانہ کے جو کہ حکام سے دیاجاتا ہے نہین جاسکتا - ملک کے اندر سفر کرنے والون کے لیے پروانہ پر محکمہ راہداری کے افسر کی مہر ہوتی ہے اور کوتوال اور گورنر کی مہرین بھی ثبت ہوتی ہین لیکن جو لوگ کہ دوسرے ملکون مین سفر کرتے ہین خواہ کسی غرض سے ہو اوسپر امیر کی جانب سے اونکے بیٹے کی مہر ہوتی ہے -

(۱) قافلہ باشی ایک اہلکار ہے جو کہ مسافرون کے لیے باربرداری کے جانورون کا انتظام کرتا ہے اوس کا فرض ہے کہ اس امر کی نگرانی کرے کہ جو لوگ اپنے اونٹ خچر اور دیگر جانور کرایہ پر چلاتے ہین وہ کرایہ کرنے والون سے اچھی طرح پیش آتے ہین اور اونہین دہوکا فریب نہین دیتے - کرایہ کرنے والون سے اوسے کمیشن ملتا ہے اور ہر معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ مین کرتا ہے اور اوسکا حساب سمجھاتا ہے جو آمدنی ہوتی ہے اوس سے گورنمنٹ اس صیغہ کے ملازمون کی تنخواہین دیتی ہے اور باقی روپیہ خزانہ مین داخل کیاجاتا ہے -

(۲) مجلس تجارت سوداگرون کے آپس کے جھگڑے طے کرتی ہے - میر مجلس اس عدالت مین اجلاس کرتے ہین اور اوسکے ممبر مسلمان اور ہندو سوداگرون کی مختلف جماعتون مین سے اپنی تعداد کے لحاظ سے منتخب کیے جاتے ہین -

(۳) محکمہ مال مین مالگذاری کا حساب کتاب رکھاجاتا ہے اور جو سالانہ خراج کہ ہر زمیندار کو دینا چاہیے اوسکی یادداشت وہان رہتی ہے -

روزنامچہ[۵۱] - ٹیکس جمع کرنے والون کا دفتر جسے چبوترہ[۵۲] کہتے ہین - خزانہ[۵۳] - فوج[۵۴] جو ہر قصبہ مین امن امان رکھنے کے لیئے مقرر ہے -

مین نے تمام قبیلون اور صوبون کے سردارون کے پاس احکام بھیجے کہ ملک مین حتی الامکان امن وامان رکھین - اپنے ہموطنون - اور عام رعایا سے مہربانی کا برتاؤ رکھین - اگر اسکی پوری پوری تعمیل کیگئی تو اسکے صلہ مین اونہین میری جانب سے اچھے سلوک - انعام اور شاہی عنایتون کی امید رکھنی چاہیئے - ساتھہ ہی مین نے اونہین اپنی مہربانی اور عنایت کا اطمینان دلایا -

اس کے بعد مین نے اپنی بی بی اور دونون بیٹون حبیب اللہ خان اور نصر اللہ خان کو جو کہ روس مین چھوڑ دئے گیے تھے چند معتبر ملازمون کے ذریعہ سے بلا بھیجا - اپنے دیگر اعزا کو بھی مین نے بلوایا جو کہ قندھار مین تھے اور اوسی سال کی ۲۲ نومبر کو ملا عتیق اللہ کی بیٹی سے نکاح کیا جسکی مان کہ میری چچی تھین - یہ شادی سردار محمد یوسف خان میرے

---

۵۱ - اس محکمہ مین روزانہ آمد و خرچ کا حساب ہوتا ہے - اسی دفتر مین اون تمام احکام کی نقلین رکھی جاتی ہین جو کہ وصول مالگذاری یا خرچ کے متعلق کسی محکمہ سے جاری ہون -

۵۲ - ٹیکس کلکٹرون کا دفتر چبوترہ کہلاتا ہے - اس دفتر کے ذریعے سے تمام اشیاء تجارت پر محصول وصول کیا جاتا ہے - تمام درآمد و برآمد پر ۲½ فی صدی محصول مقرر ہے -

۵۳ - کسی قصبہ کی مالگذاری و محصول جمع کرنے والے خود روپیہ نہین لیتے بلکہ صرف احکام جاری کرتے ہین کہ خزانہ مین روپیہ داخل کیا جاوے - اسیطرح مختلف اخراجات کے احکام بھی جاری کیئے جاتے ہین - مختلف محکمون کے افسران اعلی احاکم خزانہ کے نام احکام بھیجتے ہین -

۵۴ - ہر قابل لحاظ قصبہ مین تھوڑی فوج موجود رہتی ہے کہ ضرورت کے وقت کام آسکے -

یہ مختلف محکمجات اپنی رپوٹین صوبہ کے سردفتر پاس بھیجتے ہین اور وہان سے وہ دار السلطنت

چچا کے مکان مین ہوئی اور اون ہی کے ذریعہ سے اسکا انتظام بہی ہوا تہا - میرا سب سے چہوٹا بیٹا محمد عمر خان اسی چہوٹی بی بی کی بطن سے ہے - تہوڑے عرصہ مین میرے سب اہل وعیال - والدہ - ہمشیر اور بیٹے جنہون نے کہ کئی سال سے مجہے نہین دیکہا تہا آئے اور ملے - خداوند تعالے کی درگاہ مین مین نے شکرادا کیا کہ تقریبًا بارہ سال کی جلاوطنی اور تکالیف ومصائب کے بعد اوس نے مجہے یہ خوشی عطا فرمائی -

چونکہ ملک مین بغاوت کے آثار پائے جاتے تہے مین نے مخبر اور جاسوس مقرر کئے کہ لوگون کی طبیعتون کی کیفیت سے مجہے مطلع کرتے رہین - اس ذریعہ سے نہایت کافی ثبوت کے ساتہہ پتہ لگ گیا کہ کون اشخاص باوفا اور خیرخواہ تہے انکے ساتہہ مہربانی کا سلوک کیا گیا لیکن جو لوگ کہ مخالف تہے اور اشتعال دیکر لوگون کو بہکاتے تہے اونکو سخت سزا دی گئی - اس شرارت کے سرغنہ اور سب سے بڑے فتنہ پرداز لوگ متعصب ملّا اور وہ سرکش وشوخ رئیس تہے جو کہ شیر علی خان کے خاندان کے طرفدار تہے - اونکے افعال کے مطابق اونکے ساتہہ سلوک کیا گیا - بعض ملک سے نکالدئے گئے اور بعضون کو اونکی بدکاریون کی سخت ترین سزا دیگئی - اوسوقت مین نہایت محنت وجانفشانی کرتا تہا - اپنے تمام خطوط اپنے ہاتہہ سے لکہتا تہا اس لیے کہ دوسرون کا مجہے اعتبار نہ تہا -

دو معاملات اوس وقت نہایت ہی اہم اور غور طلب تہے جن پر پوری توجہ درکار تہی - اولًا یہ کہ فوج کی تنخواہ اور دیگر مصارف سرکاری کے لیے روپیہ نہ تہا - دوسرے اسلحہ ودیگر سامان جنگ مطلق نہ تہا - امر اوّل کی مین نے یون اصلاح کی کہ ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴ کابل کے اعلے ترین محکمہ مین بہیجی جاتی ہین -

سرکاری ٹکسال قایم کی جسمین کہ دستی ٹھپون کے ذریعہ سے روپیہ بنایا جاتا تھا اس لیے کہ اس کام کی کوئی کل اوسوقت موجود نہ تھی - لیکن فی الحال خوش قسمتی سے میری ٹکسال مین سکہ ڈھالنے کی کلین موجود ہین جو کہ یورپین اصول پر بنائی گئی ہین - اپنے موقعہ پر اسکا مفصل ذکر کرونگا - انگریزی گورنمنٹ نے مجھے کچھ روپیہ کلکتہ کی ٹکسال کا بنا ہوا دیا تھا - اس روپیہ کو مین نے گلوا ڈالا اور سو مین چھ حصے تانبا ملا کر کابلی[1] روپیہ تیار کرایا - اپنے اہلکارون کو یہ بھی حکم دیا کہ ملک مین چاندی خرید کرین - اور معقول مقدار تانبہ کی ملا کر روپیہ بنائین تاکہ اس صورت سے کچھ منافع ہو - علاوہ برین یہ فرمان جاری کیا کہ جسقدر روپیہ گورنمنٹ سابق کے عہد مین لوگون نے قرض لیا تھا یا لوٹا تھا یا سرکاری اخراجات کے لیے اونکو دیا گیا تھا اور اونکے پاس رہکر اونکے صرف مین آگیا تھا وہ سب داخل خزانہ کیا جائے -

اس اعلان کے بعد بہت سے لوگون نے زر یافتنی ادا کر دیا لیکن اون اشخاص کے لیے جو کہ نہین دیتے تھے مین نے عامل مقرر کیے تاکہ اون سے بزور روپیہ وصول کرین ساتھہ ہی مین نے محاسب مقرر کیے کہ جمع و خرچ کی جانچ کرین اور دیکھین کہ جو محصول داخل نہین ہوا ہے وہ وصول کیا جائے -

بغاوت یا بیرونی حملے سے ملک کی حفاظت کے لیے مین نے احکام جاری کیے کہ کافی سامان جنگ و رسد جمع کیا جائے - باربرداری کے جانور خرید کیے جائین - اور فوج کے متعلق ہر شے عمدہ اور درست حالت مین رکھی جائے - غرضکہ اس طریقہ سے مین نے ایسا انتظام کیا کہ اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے -

دوسری دقت یعنی اسلحہ جنگ کا نہ ہونا اسکا علاج مین نے یہ کیا کہ جتنے کاریگر

[1] انگریزی روپیہ سولہ آنہ کا اور کابلی بارہ آنہ کا ہوتا ہے -

کہ دستیاب ہو سکے سبکو بندوقین بنانے - توپین اور گولے ڈہالنے اور دستی کارتوس بنانے کا حکم دیا - کارتوس بنانے کی کلین اوس زمانہ مین میرے ہان نہ تہین - دستی ساخت کی اشیاء کے لیے جو کارخانے میرے والد کی صلاح سے میرے جد امجد نے قایم کیے تہے اور جیسا کہ پہلے اس کتاب مین ذکر کر چکا ہون اونکی نگرانی میرے سپرد تہی وہ ابتک کابل مین موجود تہے گو پیشتر کی بہ نسبت اونمین تخفیف ہوگئی تہی چونکہ اونکی حالت اچہی نہ تہی مین نے اونکی اصلاح کی اور اونہین وسعت دی مین نے یہ بہی حکم دیا کہ رعایا سے جسقدر سامان حرب مل سکے خرید کر لیا جائے اس لیے کہ لوگون نے بہت سامان لوٹا تہا اور ممکن ہے کہ بعضون کے پاس فروخت کے لیے بہی موجود ہو - اس طریقہ سے جبکہ کچہہ دن بعد مجہے ایوب خان سے مقابلہ کرنا پڑا تو میرے پاس پندرہ ہزار خرید کیے ہوئے گولے (گو اونمین تہوڑا بہت نقص بہی تہا) اور اسی انداز سے دیگر سامان بہی موجود تہا یہ حفظ ماتقدم میرے ملک کے لیے نہایت مفید و کار آمد ثابت ہوا - اسکے بعد مین نے شیر علی خان مرحوم کی فوج سے چند بہترین افسر منتخب کیے اور اون تمام افسرون کو بہی طلب کیا جو کہ میرے جلاوطن ہونے کے پہلے میرے ماتحت تہے اور اسطرح تہوڑے سے عرصہ مین بڑی اور مضبوط فوج مہیا کر لی - شیر علی خان مرحوم کے زمانہ کا پرانا قاعدہ جسکے مطابق لوگ جبراً فوج مین بہرتی کیے جاتے تہے مین نے منسوخ کیا اور حکم دیا کہ وہی اشخاص داخل کیے جائین جو کہ از خود فوجی ملازمت قبول کرین اور اوسکے لائق بہی ہون -

ہر چہاؤنی مین ہر پلٹن کے لیے مریض و مجروح سپاہیون کے علاج کے واسطے مین نے ہسپتال[1] جاری کیے سپاہیون کی تعلیم کے لیے مدارس بہی قایم کیے - مسافرون کی

[1] ان ہسپتالون مین دیسی طبیب کام کرتے ہین ۱۸۹۵ء تک عام ہسپتال نہ تہے - جن ہسپتالون کا

حفاظت کے لیے محافظ مقرر کیئے اور اپنے ملک کے سوداگرون کو اس امر کا اطمینان دلاکر کہ بلاخوف وخطر وہ سفر کرین درآمد برآمد دونون کو ترقی دینے کی ترغیب دی سرکاری پیمائش کرنے والے مقرر کیئے کہ نئی سڑکین نکالین اور کاروان سرا ئے بنائین مسافرون کے آرام وآسائش وحفاظت کے لیے اور مختلف انتظام کرین تاکہ رعایا خوش رہے اور ملک مین امن رہے -

ملک مین باقاعدہ گورمنٹ قائم کرنے کیلئے مین پوری تفصیل اون معاملات کی نہین بیان کرسکتا جن کی طرف کہ ابتداے سلطنت مین مین نے توجہ کی - مفصلۂ ذیل قصہ سے معلوم ہوگا کہ میرے زمانہ سے پہلے گورمنٹ اور اوس کے ضروری محکمون کی کیا کیفیت تہی -

ایک شخص نے ایک باغ بنوانے کا ارادہ کیا اور چند آدمیون کو اوسکا ٹھیکہ دیکر اونہین پیشگی روپیہ دیدیا اس شرط پر کہ فلان تاریخ تک باغ تیار ہوجائے - ٹھیکہ دارون نے روپیہ خرچ کردیا اور باغ کا اونہین مطلق خیال نہ رہا - لیکن بروز مقررہ جو کہ باغ بنکر تیار ہونے کا دن تہا وہ سب اوس شخص کے پاس گئے اور کہا کہ باغ تیار ہے اور ایک خطۂ زمین دکہلانے کے لیے اوسے لیگئے -

شخص - لیکن اس زمین مین درخت ایک بہی نہین ہے !

ٹھیکہ دار - سواے درختون کے اور سب کچہہ تیار ہے -

شخص - لیکن باغ کو پانی دینے کے لیے نہر بہی تو نہین ہے !

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷ امیر نے ذکر کیا ہے وہ صرف فوج کے لیے مخصوص تھے - عام لوگ علاج کیلئے دو شفاخانون مین جاتے تہے - ایک مین یورپین دوائین دیجاتی تہین اور دوسرے مین مشرقی دوائین ان دونون مقامات سے دوائین بالکل مفت ملتی تہین - اس قسم کے شفاخانے بہی امیر عبدالرحمن خان

پہر اونہون نے جواب دیا کہ سوائے نہر کے ہر چیز تیار ہے۔
شخص - لیکن باغ کے چارون طرف چار دیواری بہی نہین ہے کہ اوس سے
درختون کی مویشیون سے حفاظت ہو سکے!
پہر وہی جواب ملا کہ صرف دیوار باقی رہگئی ہے۔
شخص - لیکن زمین مین ہل بہی تو نہین چلایا گیا ہے!
وہی جواب پہر دیا گیا کہ سوائے اسکے باقی ہر شے درست تہی۔
گورنمنٹ افغانستان کی بہی بجنسہٖ یہی حالت تہی کہ وہ باقی ہر شے درست تہی،،
لیکن کسی ضروری چیز کا وجود بہی نہ تہا۔
جس زمانہ مین کہ مین کابل اور جنوب و مشرق کی طرف کے معاملات کے
انتظام مین مشغول تہا مین نے سردار عبد اللہ خان[۵۱] توخی کو بدخشان کا گورنر مقرر کیا۔ اپنے
چچیرے بہائی محمد اسحاق خان اور سردار عبد القدوس خان[۵۲] کو ترکستان کا والسرائے
مقرر کیا تا کہ جو لوگ کہ جنوب و مغرب کے صوبجات ملک کے منتظم ہون وہ میری
ہدایتون کے مطابق عمل درآمد کرین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۸ - کی تخت نشینی سے پہلے ملک مین نہ تہے۔

۵۱ یہ امیر کے سب سے زیادہ معتبر اور رازدار افسر ہین اور فی الحال ہر وقت حاضر خدمت رہتے ہین۔

۵۲ محمد اسحاق آجکل روس مین ہین۔ آیندہ بابون مین اونکا بہت ذکر کیا جائیگا۔ عبد القدوس خان امیر کے دربار مین آجکل میر عرض ہین اور تمام افغانستان مین اسوقت سب سے زیادہ ذی اقتدار اور زبردست افسر ہین۔ اونکے خاندان کے نوے سے زیادہ اشخاص اسوقت سرکاری ملازم ہین۔ ان ہی نے ۱۸۸۱ء مین ایوب خان سے ہرات چہین لیا جسکی تفصیل اگلے باب مین بیان کی جائیگی۔
اس شخص کی نسبت انگریزی مورخون نے جو کچہ لکہا ہے وہ غلط ہے۔ وہ کہتے ہین کہ یہ

جنوب و مشرق کی سرحد پر انگریز قابض تھے - اوہنون نے شیر علی خان کو والی مقرر کیا تہا اور قندہار مین ابہی تک موجود تھے - لیکن بعدہٗ اوہنون نے شیر علی خان کو قندہار سے علیحدہ کر دیا اور پنشن دیکر کراچی مین رکہا - ۲۱ - اپریل ۱۸۸۱ء کو انگریزی فوج نے قندہار خالی کر دیا اور میرے حوالہ کیا - مین نے اوسے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا لیا -

جہان تک مین سمجہہ سکتا ہون میرا خیال ہے کہ شیر علی خان کے قندہار سے علیحدہ کیے جانے کے اسباب یہ تھے -

(۱) محمد ایوب خان نے تمام ضروری تیاریان اور انتظام ہرات مین کیے تھے اور قندہار پر حملہ کرنے کیلئے بڑی فوج جمع کی تہی - شیر علی خان مین اوسکے مقابلہ کی طاقت نہ تہی اس لیے کہ ایک مرتبہ پہلے بہی وہ ایوب خان کے ساتہہ لڑائی مین کمزور ثابت ہو چکے تھے -

(۲) قندہار کے لوگ اور دیگر مسلمان بہی عام طور پر اوسکے خلاف تھے - وہ نہایت بدنام تہا اور ہمیشہ بغاوت اور قتل ہو جانے کا اوسے خوف و خطر رہتا تہا -

(۳) قندہار کے اپنی قلمرو سے علیحدہ ہونے کی نسبت مین نے کوئی اقرار نامہ نہین کیا تہا - اور نہ مین نے اوسکی علیحدگی منظور کی تہی - بلکہ مین اوسے اپنے آباد اجداد کا مسکن اور اپنے ملک کے سابق فرمانرواؤن کا دار السلطنت سمجہتا تہا - اسوقت جو انگریزون نے مجہے اوسپر قبضہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹ سلطان خان کا بیٹا اور اکبر خان وزیر کا پوتا ہی - یہ صحیح نہین ہی - اکبر خان اسکا چچیرا بہائی تہا نہ کہ دادا - اوسکا باپ سردار سلطان محمد خان امیر دوست محمد خان کا بہائی تہا پوتا نہ تہا جیسا کہ انگریزی مورخون کا بیان ہے - دوسری غلطی یہہ کہ سردار سلطان خان اسکا باپ نہین - دوسرے یہ اسحاق خان کے اہلکارون مین سے نہ تہا - امیر عبد الرحمن خان نے روس سے چلتے وقت اوسے اسحاق خان کا مددگار مقرر کیا تہا اور ہرات پر قبضہ کرنے کیلئے امیر نے خود اوسے بہیجا تہا -

کرنے کے لیئے کہا تو مین نے منظور تو کر لیا لیکن بہت سے غور و تامل کے بعد۔

ایک طرف تو مین نے یہ خیال کیا کہ قندہار پر قبضہ کرنے مین بڑا خطرہ ہے اسلیئے
کہ ایوب خان شہر پر فوراً حملہ کرنے کے لیئے تیار تہا اور مجھکو اوسکے بچانے کے لیے تیاری
کرنے کا مطلق موقع نہ تہا۔ مین یہ بہی جانتا تہا کہ ملک کی حالت ابہی متزلزل تہی اور پورے
طور پر نہین سنبہلی تہی اگر مین کابل چہوڑکر ایوب خان کے مقابلہ کو قندہار گیا تو مہینون مجھے
باہر رہنا پڑیگا۔ اور میری غیر حاضری مین خود کابل کو نقصان پہونچنے کا خوف ہوگا۔ دوسری
جانب یہ خیال تہا کہ کابل کی سلطنت بلا قندہار کے ایسی ہوگی جیسے چہرے پر ناک
نہ ہو یا قلعہ مین دروازہ نہو۔ یہ مجھسے نہین ہوسکتا تہا کہ قوم کے سامنے اپنے آپ
کو بزدل و نامرد ظاہر کرون یا اون کے دلون مین یہ خیال پیدا ہونے دون کہ سابق فرمانروا اون
کے دارالسلطنت پر قبضہ کرنے مین مجھے کسی قسم کا خوف تہا۔ ان دونون پہلوؤن پر
غور کرکے یعنی فوائد و نقصانات دونون پر نظر کرکے مین نے معلوم کیا کہ خطرہ بہت زیادہ
تہا تاہم حسب معمول خدا پر بہروسہ کرکے مین نے شہر کو لے لینا منظور کیا اور ہاشم خان
کو وہان کا گورنر مقرر کیا۔

باب نہم

الحاق ہرات بسلطنت افغانستان

بیشتر کہہ چکا ہون کہ جب مین تخت نشین ہوا تو اولا میری زندگی بے فکری و اطمینان کی
زندگی نہ تہی اور ہر قسم کی مشکلات دامنگیر رہتی تہین۔ اسی حالت مین امیر ہونے کے بعد

یہ پہلی سخت لڑائی مجھسے پیش آئی اور کس کے ساتھہ کہ اپنے ہی اقربا و رعایا اور اپنے ہی لوگون کے مقابلہ مین - کابل مین ابہی اچھی طرح بیٹھنے بہی نہ پایا تہا اور فوجی تیاریون کا وقت بہی نہ ملا تہا کہ مجھے لڑائی کے لیے مجبور ہونا پڑا - محمد ایوب خان انگریزون سے شکست کہا کر ہرات پر قابض رہا - اور اُسی شکست کے دن سے لڑائی کی تیاریان شروع کین - ایک کثیر فوج جمع کر لی اور ہرات سے قندہار پر چڑہائی کی - جیسا کہ اوپر کہہ آیا ہون مجھے اس کا پہلے ہی سے خوف تہا لیکن اس مصیبت کا سامنا کرنا ضروری تہا -

چند باتین ایوب خان کے موافق اور میرے خلاف تہین اوسکے پاس بہتر اسلحہ و سامان جنگ اور فوج بہی مجھسے زیادہ تہی اور سب سے بڑہکر یہ کہ جاہل ملاؤن نے مجھہ پر جہاد کرنیکا اعلان دیا تہا جس سے اوسے فائدہ پہونچا - اونکا بیان تہا کہ مین انگریزون کا طرفدار ہون اور میرا مخالف غازی ہے اوسکے ساتھہ بارہ ہزار تعلیم یافتہ سپاہی مفصلۂ ذیل افسرون کی کمان مین تہے - حسین علی سپہ سالار نائب حفیظ اللہ خان ۔ نائب سپہ سالار - جنرل تاج محمد خان پسر ارسلا خان غلزئی - سردار محمد حسن خان - سردار عبداللہ خان پسر سردار سلطان جان و نبیرہ محمد اعظم خان سردار احمد علی خان پسر محمد علی خان - نور خان سردار عبدالسلام خان قندہاری اور قاضی عبدالسلام پسر قاضی محمد سعید -

موسے جان پسر یعقوب - خوشدل خان پسر شیردل خان کو کئی ہزار سپاہیون کے ساتھہ ایوب خان نے ہرات مین چہوڑا - سردار شمس الدین خان و سردار ہاشم خان نے جو قندہار مین میرے گورنر تہے متذکرہ ذیل افسرون کو ایوب خان کے مقابلہ کے لیے مقرر کیا - غلام حیدر خان توخی سپہ سالار - سردار محمد حسن خان پسر سردار خوشدل خان قندہاری اور قاضی سعید الدین خان جو آجکل وائسرائے ہرات ہین معہ سات پلٹن

پیدل - دو باتری توپخانہ - چار رجمنٹ رسالہ تین ہزار ملیشیا کے سوار اور سات پلٹن ملیشیا پیدل -

۲۰ - جولائی کو دونون فوجون مین بمقام کاریز متصل گرشک مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی - شروع مین تو قندہاری فوج کو فتح نصیب ہوتی معلوم ہوتی تھی اور وہ نہایت دلیری سے لڑی - تقریباً ایوب خان کا پورا رسالہ شکست کھاکر پیچھے ہٹا اور ہر طرف بھاگ نکلا - صرف اسّی سرداورن کے قریب تھوڑے سے ساتھیون کے ساتھ میدان جنگ مین رہگئے - اِنھون نے خیال کیا کہ بھاگ کر جان بچانا ناممکن ہی اسلیئے کہ تمام فوج چھوڑکر بھاگ گئی تھی اسوجہ سے لڑکر جان دینے کو بھاگتے ہوئے مارے جانے پر اونھون نے ترجیح دی یکجا ہوکر بڑی دلیری کے ساتھہ وہ قندہاری فوج کے اصل حصہ پر گرپڑے اور سیدھے قاضی سعید الدین سپہ سالار تک پہونچ گیے جو کہ ان چند بہادرون سے شکست کھاکر قندہار کی طرف بھاگ کھڑا ہوا - سردار عبد اللہ خان اور ایوب خان کی فوج کے چند افسر اس لڑائی مین مارے گیے - اسکے بعد ایوب خان نے آگے بڑھکر شہر قندہار پر بلا کسی مزاحمت کے قبضہ کرلیا -

میرے افسرون مین سے ہاشم خان و غلام حیدر خان کلات بھاگے اور سردار محمد حسن خان مکہ معظمہ چلا گیا - شمس الدین خان خرقہ[1] مین چھپ گیا - محمد ایوب خان نے وعدہ کیا کہ اگر وہ اوس مقدس مقام دربار سے باہر آجائے تو اوسے سزا نہ دیجائیگی لیکن اوس کے نکلتے ہی وعدہ خلافی کی اور اوسے جھڑیان لگوائین -

---

[1] اس سے وہ خرقہ مراد ہے جسے کہ رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا اور مختلف مسلمان بادشاہ نہایت احتیاط کے ساتھہ اوسے رکھتے آئے ہین - اب وہ قندہار مین موجود ہی - لوگون کا یقین ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہوا وس کمرہ مین چلا جاوے جسمین یہ خرقہ رکھا ہو تو اوسکو کوئی ہاتہہ نہین لگا سکتا جبتک کہ وہ خود باہر نہ آئے - (مولفہ)

اس شکست کی خبر سنکر مجھے مجبوراً خود قندہار جانا پڑا اور اپنے بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کو شہر کابل کا گورنر اور پروانہ خان کو سپہ سالار فوج مقرر کر کے مین روانہ ہوا - میرے ساتھ تقریباً بارہ ہزار فوج تھی اور مفصلۂ ذیل افسر تھے -

غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار - فرامرز خان سپہ سالار (غلام حیدر خان مرگیا لیکن فرامرز خان اسوقت ہرات مین ہے) - غلام حیدر خان توخی سپہ سالار معہ دیگر افسران جنکے نام لکھنے کی ضرورت نہین ہے -

تقریباً دس ہزار آدمی توخی اور آندرہ اور دیگر قبائل کے راہ مین مجھسے آملے - ایوب خان کی فوج کی تعداد بیس ہزار تھی - کئی ملاؤن نے میرے کفر کا فتویٰ دیدیا تھا یہ کہکر کہ مین انگریزون کا نائب تھا - بعض لوگون کا بیان ہے کہ ایوب خان نے جبراً اس فتوی پر ملاؤن سے اونکی مرضی کے خلاف مہرین کرائی تھین -

چند روز کے تیز کوچ کے بعد مین تیموریان نامی گانون تک پہونچگیا جو کہ قندہار سے چار میل کے فاصلہ پر ہے - ایوب خان قندہار سے ایک میل آگے بمقام خیل ملا علیم مقیم تھا میرے پہونچنے کی خبر سنکر قندہار کی چھاونی مین واپس گیا ۲۲ - ستمبر ۱۸۸۱ء کو قدیم شہر قندہار کے کھنڈرون مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا - لڑائی شروع ہونے کے قبل ایوب خان کی چند غلطیون کی وجہ سے اوسکی فوج نے کسیقدر ہمت ہار دی تھی - وہ غلطیان یہ تھین -

۱ - شہر سے باہر نکلکر اوس نے میری فوج کا مقابلہ نکیا اور بجائے مجھپر حملہ کرنے کے مجھکو اپنے اوپر حملہ کرنیکا موقع دیا جس کی وجہ سے فوج پر اوسکی بزدلی ظاہر ہوئی -

(۲) شہر قندہار کو خالی چھوڑ دیا اور چھاونی مین مقیم ہوا -

(۳) خیل ملا علیم سے واپس گیا -

(۴) ابتداے جنگ سے اختتام تک خود لڑائی مین شریک نہوا خیمہ گاہ سے نصف میل کے فاصلہ پر کوہ چہل زینہ کی چوٹی سے لڑائی کی کیفیت دیکھتا رہا - اِن سب باتون کی وجہ سے فوج کے دل چھوٹے ہو گیے تھے اسلیئے کہ اِن سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ خود لڑائی مین شریک ہونے سے ڈرتا تھا۔

(۵) سات ہزار سوار کوہ چہل زینہ کے پیچھے اس غرض سے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ نازک وقت پر جبکہ زور شور سے لڑائی ہوتی ہو اونہین جھپٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا جائے۔

لیکن عین وقت پر وہ اسقدر گھبرا گیا کہ اون سوارون کا خیال بھی نرہا اور شروع سے اخیر تک اونہین لڑنے کا موقع نہ ملا - وہ برابر پہاڑی کے پیچھے رہے اور ایوب خان نے ایک مرتبہ بھی میدان مین آکر اپنے آدمیون کو ہمت نہ دلائی - باوجود اس کے چند لائق اور دلیر افسر اور بہادر سپاہی بہت اچھی طرح لڑے - اوسکے توپخانے نے بھی جو کہ قدیم قندہار کی پہاڑیون کی چوٹی پر ایک نہایت مستحکم موقع پر نصب کیا گیا تھا خوب کام دیا - پورے دو گھنٹے نہایت سخت لڑائی رہی اور یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ کسے فتح نصیب ہوگی - میری فوج کا میمنہ و میسرہ کسی قدر پیچھے ہٹ چلا تھا - لیکن قلب مین مین خود ایک ہزار باڈی گارڈ کے پیدل سپاہیون کے ساتھ موجود تھا جس سے قلب فوج ہمت پاکر خوب لڑ رہا تھا - ہر سپاہی لڑائی مین اسقدر مصروف تھا کہ میرے چند اردلی بھی لڑنے کے لیے آگے بڑھتے جاتے تھے اور میرے پاس صرف ایک سائیس رہگیا تھا - اس موقع پر جبکہ مین خوب آگے بڑھگیا تھا ایوب خان کی فوج مین کمزوری کے آثار نمایان ہونے لگے اور میری وہ چار رپلٹنین جو کہ گرشک کی شکست کے بعد محمد ایوب خان کے تابع ہوگئی تھین اور اسوقت اوسکی طرف سے

لڑ رہی تہین اوس سے پہر گئین - میری تخت نشینی سے پہلے تمام تربیت یافتہ سپاہیون کا عام قاعدہ تہا کہ جب وہ ایک فریق کو کمزور پاتے ستہے تو اوسے چہوڑ کر دوسری طرف جا ملتے ستہے - اسی لیے جبکہ ان چار پلٹنون نے دیکہا کہ مجہے فتح ہوا چاہتی ہے تو فوراً بندوقین پہیر کر اونہون نے ایوب خان کے اوس حصۂ فوج پر گولیان چلانی شروع کین جو کہ میری فوج سے نہایت سختی سے لڑ رہا تہا - یہ دیکہکر میری فوج کے دل بڑہے اور آگے بڑہکر اوس نے دشمن پر خوب گولون اور گولیون کا مینہہ برسایا - دشمن کی فوج نے جب یہ دیکہا تو اوسکے پیر اوکہڑ گیے اور سپاہی ہر طرف بہاگ کہڑے ہوے - ایوب خان شکست کہا کر ہرات کی طرف واپس گیا -

کابل سے روانہ ہوتے وقت مین نے سردار عبد القدوس خان کو حکم دیا تہا کہ ترکستان سے ہرات پر چڑہائی کرے چونکہ میرا خیال تہا کہ ایوب خان اوس شہر کی پوری حفاظت کر کے نہ آیا ہوگا - حکم پاتے ہی سردار عبد القدوس خان نے چار سو سوار چار سو پیدل اور کوہی توپخانہ کی دو توپین لیکر فوراً ہرات پر حملہ کر دیا - لوئی نائب خوشدل خان نے جسے ایوب نے شہر کی حفاظت کے لیے چہوڑا تہا تہوڑی فوج مقابلہ کے لیئے بہیجی لیکن شکست کہائی اور میرے سپاہی ہرات پہونچگئے - خوشدل خان مین اتنی ہمت نہ تہی کہ خود شہر کے باہر آکر لڑائی مین شریک ہوتا - اوسکی تدبیر یہ تہی کہ روز تہوڑے سے سپاہی عبد القدوس خان کے مقابلہ کو بہیجتا تہا جو کہ بلا لڑے عبد القدوس کے سامنے ہتیار رکہدیتے تہے - ۴ - اگست کو عبد القدوس خان نے حملہ کر کے قلعہ فتح کر لیا -

سردار عبد القدوس خان سے ناظرین کی شناسائی کرانا ضرور ہے جس زمانہ مین کہ انگریز کابل مین تہے وہ مجہہ سے ملنے کے لیے کابل سے تاشقند روانہ ہوا تہا لیکن جب وہ

سمرقند پہونچا تو مین نے لکھا کہ میرے آنے تک وہین ٹھیرو اسلیئے کہ مین خود کابل جانے والا ہون - جیسا کہ مین پہلے ذکر کر چکا ہون سردار سرور خان - اسحاق خان اور عبد القدوس خان کو مین نے ترکستان کے انتظام کے لیے بہیجدیا تہا - یہ عبد القدوس خان آجتک میرے بہترین او معتبر افسرون مین سے ایک شخص ہے -

ایوب خان کو راہ مین اطلاع ہوئی کہ ہرات ہاتہہ سے جاتا رہا اور سردار عبد القدوس خان اوسپر قابض ہے - یہ سنکر وہ مشہد مقدس کی طرف بہاگ گیا - مین نے فرامرز خان[۵۱] سپہ سالار کو حکم دیا کہ سوار و پیدل و توپخانہ لیکر فوراً ہرات روانہ ہو جائے - قندہار مین تمام ضروری انتظام کرکے مین کابل واپس آیا -

جن ملاؤن نے میرے کفر کا فتوی دیا تہا اونمین سے عبد الرحیم[۵۲] اخوند کاکر (قندہار) کا ایک قبیلہ اخرقہ مین جا چہپا تہا - مین نے حکم دیا کہ ایسے سگ ناپاک دل کو ایسے متبرک مقام مین نرہنا چاہیئے اور اوسے باہر نکلوا کر مین نے اپنے ہاتہہ سے قتل کیا -

کابل پہونچکر مجہے نہایت خوشی ہوئی کہ پروانہ خان[۵۳] میرے نہایت وفادار و معتمد ملازم

---

[۵۱] یہ سب سے زیادہ ہر دلعزیز سپہ سالار اور امیر کا معتمد اہلکار ہے - بچپن سے بطور امیر کے پیش خدمت کے اوسنے پرورش پائی اور اسوقت ہرات کا بڑا شہر اوسکی حفاظت و نگرانی مین ہے -

[۵۲] اسکا بیٹا مولوی عبد الروف کابل مین ملاؤن کے امتحانات کا اہتمام کرتا ہی اور امیر کے درباریون مین سے ہی -

[۵۳] اس شخص پر امیر کو اپنے کسی بیٹے کے اہلکار یا اقربا سے بہی زیادہ اعتبار تہا - امیر کی جلا وطنی کے زمانہ مین وہ برابر ساتہہ رہا اور جب کہ امیر کو روپیہ کی تکلیف تہی تو اوسنے اپنے آپکو بطور غلام کے فروخت کیا تہا - یہ اوسنے تین یا چار مرتبہ کیا اور امیر نے اخیر مین اوسے آزاد کرایا - آخر دم تک امیر کی تمام رعایا اوس سے از حد محبت کرتی تہی - سنہ ۱۸۹۴ع مین اوسنے انتقال کیا - اوسکا ایک بیٹا امیر کا مقرب ہے اور باقی چار بیٹے امیر کے چار بیٹون کے مقرب ہین -

اور حبیب اللہ خان میرے بیٹے نے اپنی خدمات نہایت خوبی سے انجام دین۔
حبیب اللہ خان ابھی بہت کم عمر تہا لیکن اوسنے ایک بڑا کام یہ کیا کہ سپاہیون مین
جاکر سردارون سے میری خیرخواہی کے لیے گفتگو کی۔ نہ تو وہ گبھرایا اور نہ اوسے مطلق
خوف آیا اور ہرامر مین پروانہ خان۔ مرزا عبدالحمید خان اور چند دیگر افسرون کی راے
سے کام لیا جنہین کہ مین نے اوسکا اصلاح کار مقرر کیا تہا۔ میری غیر حاضری مین باشندگان
کوہستان وحصارک۔ محمود گنری۔ عبدالرشید۔ جمعہ خان اور محمد حسین وردک نے
لوگون کو بغاوت کے لیے برانگیختہ کرنے کی کوشش کی لیکن میرے اہلکارون کی
عقلمندی اور دوستانہ سلوک کی وجہ سے ان سازشون سے کوئی خراب نتیجہ
پیدا نہوا۔

محمد ایوب خان کی شکست اور ہرات کی فتح نے مجھے اپنے آبا واجداد کی پوری
سلطنت کا مالک بنا دیا۔ لیکن ابھی تک بہت کچھہ کرنا باقی تہا اور جب تک اوسے
انجام نہ دے لیتا اپنے آپ کو درحقیقت ملک کا مالک یا بادشاہ نہین کہہ سکتا تہا۔
پہلے ذکر کرچکا ہون کہ ہر ملا اور ہر قبیلہ وقریہ کا سردار اپنے آپ کو آزاد سمجھتا تہا اور اس سے
پیشتر دوسو برس تک ان ملاؤن مین سے بہت سون کی آزادی وخود مختاری
اونکا کوئی بادشاہ نہین توڑ سکا تہا۔ میرہاے ترکستان وہزارہ وسرداران غلزئی۔
سب اپنے امیرون سے زیادہ طاقتور تہے اور جب تک کہ ان لوگون کو اختیارات
حاصل رہے بادشاہ ملک مین انصاف نہین کرسکتا تہا۔ انکا جور وظلم قابل برداشت
نہ تہا۔ ایک تفریح تو اونکی یہ تہی کہ زن ومرد کے سر کاٹکر لوہے کی آتشگون چادرون پر
رکہتے تہے اور دیکہتے تہے کہ وہ کسطرح کودتے اوچہلتے ہین۔ اس سے بہی بدتر
رسوم اونمین مروج تہین لیکن مین اونکی تصریح کرنا نہین چاہتا اس لیے کہ ناظرین کو

ناگوار خاطر ہوگا - ہر سردار - اہلکار شاہزادہ وبادشاہ کے پاس جلادون قاتلون قزاقون
اور چورون کی بڑی جماعتین نوکر تہین - قزاق مسافرون - سوداگرون - اور ملک کے
دیگر متمول تجارت پیشہ لوگون کو قتل کرتے اور اونکا مال ومتاع لوٹ لیتے تھے اور
یہ مال آقا و ملازمون مین تقسیم ہوتا تہا - ہر ڈاکو کے پاس علیحدہ علیحدہ گروہ بندوقون
سے مسلح رہتے تھے - اگلے باب مین بیان کرونگا کہ ساد و دوا دو دوراہزنون کے
ساتہہ مجہے کس بری طرح سے لڑنا پڑا اور اونہون نے میری فوج کو کئی بار شکست دی
اونمین سے ایک کو مین نے پنجرے مین بند کیا اور وہ اسوقت کوہ لتابند[1] کی چوٹیون
پر لٹک رہا ہے -

بہت سے ملا عجیب وغریب عقائد و مسائل مذہب اسلام کے متعلق سکہلاتے
تھے جنکی کہ ہمارے پیشوا رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تعلیم نہ
فرمائی حالانکہ یہی مسائل ہر ملک مین تمام اسلامی اقوام کے تنزل کا باعث ہوئے ہین -
وہ سکہلاتے تھے کہ لوگون کو کبھی کوئی کام نکرنا چاہیئے صرف دوسرون کے مال سے
مستفید ہونا چاہیئے اور آپس مین ایک دوسرے کے ساتہہ لڑنا چاہیئے ..

متذکرہ بالا اشخاص مین سے ہر شخص اپنے تابعین سے علیحدہ محصول وغیرہ
وصول کرتا تہا - اسلیے پہلا کام جو مجہے کرنا تہا وہ یہ تہا کہ ان بے شمار راہزنون چورون
جہوٹے ولیون اور مصنوعی بادشاہون کا خاتمہ کیا جائے - لیکن مین اقرار کرتا ہون

[1] اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بعض لوگون کا خیال ہے کہ اگر اس پہاڑ کی چوٹیون پر چیتھڑے لٹکا دین تو اولاد
یا جس چیز کے لیے دعا کیجائے خدا دیتا ہے - ہندوستان کی سب سے بڑی ملکہ ملکہ نورجہان اسی پہاڑ کی
چوٹی پر پیدا ہوئی تہین جس زمانہ مین کہ اون کی والدین ایران سے ہندوستان نکال
دیئے گیے تھے -

کہ یہ آسان کام نہ تہا اور پندرہ سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ان لوگون نے یا تو میری اطاعت قبول کرلی یا ملک چہوڑ دیا اور ملک سے اسطرح گیے کہ یا تو جلاوطن کردئے گیے یا دوسری دنیا کو سدہارے - اگلے باب مین مین اون لڑائیون کا ذکر کرونگا جوکہ میرے ملک مین تخت نشینی سے لیکر آج تک واقع ہوئین - اسکے بعد اپنی زندگی کے دیگر واقعات بیان کرونگا - لیکن سب سے پہلے اسکی ضرورت تہی کہ جو لوگ انصاف - تہذیب - ترقی - تعلیم اور لوگون کی آزادی کے مخالف تہے اون سے مطلع صاف کیا جائے -

بہت سے متعصب اور جاہل اشخاص مجہہ پر حرف لاتے ہین اور ان لڑائیون کی وجہ سے مجہپر الزام لگاتے ہین کہ مین لوگون کے ساتہہ نہایت سختی و درشتی کے ساتہہ پیش آیا - لیکن اس زمانہ کی مہذب سے مہذب قومون کی ایسی نظیرین موجود ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا اًً اونہین اپنے ہی لوگون سے اس لیے لڑنا پڑا تہا کہ وہ اولاً تہذیب کے معنی نہین سمجہتے تہے - اسی صدی مین انگلستان کے پیشہ ور لوگون نے اپنی گورمنٹ کے خلاف سخت بلوے کیے - مجہے اس بات کا فخر ہے کہ میری حکومت کے اتنے تہوڑے عرصہ مین میری قوم تہذیب کے زینہ پر اسقدر چڑہ گئی ہے کہ دولتمند و متمول لوگ بحفاظت تمام بلا کسی خوف و خدشہ کے میری عملداری مین ہر جگہہ دن ہو یا رات آجا سکتے ہین - حالانکہ افغانستان کی سرحد پر اون حصون مین جہان کہ انگریزی سلطنت ہے کوئی شخص بلا مضبوط باڈی گارڈ کی حفاظت کے ایک قدم بہی نہین اوٹہا سکتا -

باب دہم

میری تخت نشینی کے وقت ملک کی کیا حالت تھی

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

لوگون کو خیال ہوا ہوگا کہ جس روز سے مجھے تخت ملا اوسی دن سے میرے آرام و خوشی کا زمانہ شروع ہوا لیکن یہ صحیح نہین - برخلاف اسکے اوس وقت سے میری آزادی رخصت ہوئی اور وقت و دشواری - نا اُمیدیان و تفکرات اور رنج و الم زیادہ ہوا - ناظرین کو معلوم ہے کہ اپنے والد اور چچا صاحب امیر اعظم خان کے عہد حکومت مین بھی مین معاملات سلطنت مین دخیل تھا اور اونمین حصہ لیتا تھا لیکن تمام ذمہ داری اونکے سر تھی - اسمین کوئی شک نہین کہ جتنی انسان ترقی کرتا ہے اوتنی ہی ذمہ داریان بڑھتی جاتی ہین اور جسقدر ذمہ داریان بڑھتی ہین اوسیقدر تفکرات زیادہ ہوتے ہین -

ہمارا مذہب سکھلاتا ہے کہ بروز قیامت خداوند کریم کے روبرو ہر شخص اپنے افعال کا ذمہ دار ہوگا لیکن بادشاہ صرف اپنے ہی افعال کے ذمہ دار ہونگے - وہ اپنی رعایا کے امن و آسائش کے بھی جوابدہ ہونگے جیسے کہ خداوند نے اون کے سپرد کیا ہے -

حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن شہنشاہِ دوجہان اس دنیا کے بادشاہون

سے اولاً سوال کریگا۔ "آج اس دنیا کی بادشاہت کسکی ہے؟" اور سب یکزبان ہوکر جوابدینگے "تیری اے خدا جوکہ سب سے زیادہ طاقتور ہے" پہر خدا پوچھیگا۔ "اگر تم سب کو یہ معلوم تہا تو تم نے اون لوگون کے امن و آسایش کی فکر کیون نہ کی جنکو کہ مین نے تمہارے سپرد کیا تہا؟"

یہ سوچکر کہ قیامت کے دن اپنی رعایا کے حفظ و امان کے لیے جوابدہ ہونا پڑیگا اور یہ خیال کرکے کہ میرے ملک کی حالت کسقدر ابتر تہی مین نہایت افسردہ و غمگین ہوا۔ تمام واقعات اور ملک کی حالت دیکہکر مجہے خیال ہوتا تہا کہ تمام انتظام درست کرنا اور ترقی کرنا صرف مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن تہا اور اسکا تو خواب و خیال بہی نہ تہا کہ اوس رحمٰن الرحیم کی امداد سے افغانستان میری حکومت کے اتنے تہوڑے عرصہ مین ایسی عجیب و غریب ترقی کریگا جیسی کہ اوس نے کی ہے۔ ملک کی تباہی کے اعلیٰ ترین اسباب ہی صرف موجود نہ تہے بلکہ ترقی کے تمام ذریعے تنزل کی سب سے نیچی سطح پر پہونچ گئے تہے حتی کہ اونکے وجود مین بہی شک تہا۔ لیکن چونکہ قادر مطلق نے یہ ذمہ داری مجہے دیدی تہی مین نے اوسکی درگاہ مین عاجزی کے ساتہہ دعا مانگی کہ آدمیون کے اوس گلّے کی حفاظت کی مجہے توفیق دے جسکی نگرانی کہ میرے متعلق کی تہی تاکہ اس دنیا مین اور قیامت کے دن مین شرمسار ہون۔ مین نے ہمت نہ ہاری اور اوس وعدہ پر بہروسہ کیا جو کہ خدا اپنے کلام پاک مین اپنے حبیب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ غرضکہ اگر مین اوس سب مصیبت اور بدبختی کا ذکر کرون جو کہ ملک پر طاری تہی تو اوس کے بیان کے لیے ایک پوری کتاب درکار ہے۔ اس لیے مین صرف اختصار کے ساتہہ بیان کرونگا۔ کہ

میری تخت نشینی کے وقت ملک کی کیا حالت تھی تاکہ ناظرین کو دلچسپی ہو اور وہ خود مقابلہ کر کے سمجھ سکین کہ اسوقت کی حالت اور ترقی سے اوس زمانہ کی کیفیت سے کتنا فرق ہے۔

مین چاہتا ہون کہ اپنی مصیبت و دشواری کے چند اسباب بیان کرون۔ وہ یہ تھے۔

(۱) چونکہ محل بالاحصار جو کہ میرا آبائی مکان تھا انگریزی فوج نے مسمار کر دیا تھا اور دوسری کوئی عمارت تیار اس قابل نہ تھی اسلیئے میری تخت نشینی کے وقت میرے رہنے کے لیے کوئی شاہی مکان نہ تھا اور نہ کوئی اور جائے قیام وہان تھی جہان مین رہتا۔ کیونکہ افغانستان مین ہوٹل نہین ہین۔ میرے نزدیک شاید ہی کوئی ایسی نظیر ہو کہ شاہ کے سونے کیلیئے ایک کمرہ تک موجود نہو۔ نیا محل تعمیر ہونے تک مین خیمون اور اپنی رعایا کے خام مکانون مین جو کہ عارتیًا مین نے لیے تھے مقیم رہا۔

اس کتاب کے گذشتہ بابون سے ناظرین کو معلوم ہوا ہو گا کہ لڑکپن سے میری عادت تھی کہ کھلے میدان مین سویا کرتا تھا اور میرا مکان ہمیشہ باغ مین ہوا کرتا تھا جہانکہ تازہ ہوا بکثرت مل سکے۔ اس لیئے ان غلیظ اور بند گلیون کے خام مکانون مین رہنا جنمین بکثرت سوراخ تھے اور چوہون کا شور اور اونکی تمامہ جنگیان پہلی لڑائیان تھین جو کہ مین نے دیکھین میرے لیے سخت تکلیف دہ تھا اور اونکے شور کی وجہ سے مین رات بھر نہین سو سکتا تھا۔

(۲) سرکاری خزانہ مین ایک حبہ نہ تھا جس سے کہ فوج کی خواہ کسی اور سرکاری ملازم کے تنخواہ ادا کی جاتی اور صرف یہی نہین بلکہ خزانہ کا وجود ہی نہ تھا۔ ملک کی جمع ایک یا دو سال کی شیر علی خان۔ یعقوب خان اور انگریزی فوج نے پیشگی ہی وصول کر لی تھی یا قرض لے لی تھی۔ اس لیئے مین کچھہ بھی روپیہ وصول نہین کر سکتا تھا۔

(۳) اسلحہ و دیگر سامان حرب جو ملک مین حفظ و امان کے لیے ضروری ہے مطلق نہ تہا - جو تیس پرانی افغانی توپین مین نے انگریزون سے لی تہین اونکی ایسی بوسیدہ حالت تہی کہ اگر کسی توپ کی نال ہے تو گاڑی نہین ہے اگر گاڑی ہے تو دہرا ٹوٹا ہوا ہے یا چوبی پہیئے اور گاڑیون کی یہ کیفیت ہے کہ پہلی بار چلاتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین - اور بعض اگر پوری بہی تہین تو اونکے لیے گولے نہ تہے - ایک پتہر یا لکڑی کا ٹکڑا بغیر گولہ بارود کی توپ سے زیادہ بکار آمد ہے اسلیئے کہ کوئی سپاہی دشمن کو توپ کی نال سے نہین مار سکتا لیکن لکڑی سے مار سکتا ہے -

(۴) ہرات ا میری حکومت سے علیحدہ کرکے ایوب خان کے حوالہ کردیا گیا تہا جو کہ لوگون کو میرے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دے رہا تہا اور لڑائی کی تیاری کرتا تہا - قندہار کا حاکم انگریزون نے سردار شیر علی خان کو مقرر کیا تہا - اور وہ بہی لوگون کو اپنی جماعت مین شریک کرنے کے لیے بہکا رہا تہا میمنہ کا گورنر دلاور خان میرے برخلاف سازش کر رہا تہا - خود ملک مین سابق بادشاہون شاہ شجاع - شیر علی خان اور یعقوب خان کی کمزوری کی وجہ سے ہر سردار سید یا ملا اپنے آپ کو خود مختار مشہور کر رہا تہا اور جبراً رعایا سے روپیہ وصول کرتا تہا - بادشاہون مین اتنی ہمت اور طاقت نہ تہی کہ ایسے غاصبون کو سزا دیتے اور ملک مین امن و امان قائم کرتے -

شیر علی خان کے دفتر کے کاغذات سے جو کہ اب میرے اہلکارون کے قبضہ مین ہین معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے لیے جو سزا تہی وہ صرف یہ تہی کہ قاتل پر پچاس روپیہ جرمانہ کیا جاتا تہا جس سے ثابت ہوتا تہا کہ مرد و عورت کی جانین بہیڑ یا گائے کی جان سے بہی ارزان تہین - اس نرمی کی وجہ سے صرف ایک چہوٹی سی جگہہ نجر آب سے جس مین بیس ہزار خاندان بستے ہین پچاس ہزار روپیہ سالانہ جرمانہ کا موصول ہوتا تہا - جسکے یہ معنی ہین کہ سال مین ایک ہزار خون کیے جاتے تہے -

کابل مین خاندان شیر علی خان کے معاونین - جاہل ملا اور جہوٹے غازی جن کا

صحیح نام افغانون نے نازی رکھا ہے لوگون کو میرے خلاف یہ کہکر بھکار رہے تھے
کہ مین کافر ہون اس لیئے کہ انگریزون کا دوست ہون جو کہ خود کافر ہین اور اس لیے ہر
مسلمان کو مجھہ پر جہاد کرنا چاہیئے۔
مقدمات اور عدالت کرنے کا یہ دستور تہا کہ ادنی سے ادنی شخص شاہ کے سامنے
عرض معروض کر سکتا تہا اور اس سہل طریقہ سے کہ شاہ کی ریش و دستار پکڑ لیتا تہا جسکے
یہ معنی ہوتے تھے کہ اس ریش کی شرم کرو اور میری فریاد سنو اور شاہ کو مجبوراً سننا پڑتا تہا
ایک روز مین حمام جا رہا تہا کہ ایک زن و شو دوڑ کر میرے پیچھے حمام مین داخل ہو گئے
شوہر نے میری ڈاڑہی آگے سے پکڑلی اور پیچھے سے عورت نے دستار کہینچنا شروع
کی۔ مجھے نہایت تکلیف ہوئی اسلیے کہ بڑے زور سے وہ میری ڈاڑہی کہینچ رہا تہا چونکہ
مجھے اون دونون سے چہٹانے کے لیے کوئی سنتری وغیرہ اوسوقت قریب نہ تہا
مین نے منت کی کہ میری ڈاڑہی چہوڑ دو اس لیے کہ بغیر ڈاڑہی کہیچے ہوئے مین تمہاری
درخواست سن سکتا ہون لیکن بیکار۔ مجھے اوسوقت اسقدر افسوس ہوا کہ یورپ و مینا
طرز مین نے کیون نہین اختیار کیا اور ڈاڑہی کیون رکھی۔ اسکے بعد مین نے حکم دیا کہ
آئندہ حمام کے دروازہ پر مضبوط پہرہ رہا کرے۔
ایک اور دستور یہ تہا کہ دربار مین جب کبھی مٹھائی کے خوانچے آتے تھے تو وزرا
و دیگر اہلکار بجائے اسکے کہ اپنے حصہ کا انتظار کرین اوس پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑتے
تھے تاکہ ہر شخص جسقدر زور آزمائی سے لے سکے حاصل کر لے۔ مین نے اونہین
حتی الامکان سمجھایا کہ یہ وحشیانہ حرکت ہے کہ جنگلی جانورون کی طرح اپنے بادشاہ کے
روبرو پیش آتے ہو اور اسمین میری اور تمہاری دونون کی ہتک ہے لیکن اونہون
نے مطلق خیال نکیا۔ ایک مرتبہ عید کے دن مجھے اونکی اس حرکت پر اتنا طیش آیا

کرپہرے کے سپاہیون کو مین نے حکم دیا کہ جہانتک ہوسکے اونہین زود کوب کرین
اور بعد کو یہ دیکھکر مجھے کسیقدر ہنسی آئی اور افسوس بہی ہوا کہ مٹھائی کے لیے اونکے
سر پہٹ گئے تہے اور خون بہہ رہا تہا- لیکن اس سزا کا یہ نتیجہ ہوا کہ اوس روز سے
یہ احمقانہ وبیہودہ حرکت موقوف ہوگئی-

اب مین شاہی صلاح کارون اور اراکین سلطنت کی بڑی دانشمندی کی
ایک مثال دیتا ہون- ایک مرتبہ روٹی وغلہ بازار مین نہایت گران فروخت
ہونے لگا اور قحط کا خوف پیدا ہوا- میرے مشیر کارون نے جن سے کہ مین نے
اوسوقت راے لی نہایت زور سے صلاح دی کہ غلہ فروشون کے کان اونکی وکانون
کے دروازون پر کیلون سے جڑ دیے جائین وہ ڈر کر ضرور غلہ کا نرخ ارزان کردینگے-
یہ بیش بہا صلاح سنکر مجہہ سے نرہا گیا اور بے اختیار ہنس پڑا اوس روز سے آجتک
مین نے کسی معاملہ مین اپنے صلاح کارون سے مشورہ نہین لیا ہے-

تخت کے دعویدار اس کثرت سے تہے کہ اون سب کے نامون کی فہرست
تیار کرنا ناممکن ہے- میرے اہل وعیال روس مین تہے اور اپنے چند معتبر ملازمین
کو ملک کے انتظام کے لیئے مجھے دوسرے شہرون مین مجبوراً بہیجدینا پڑا تہا اسلیئے
ایسی یاس ومصیبت کی حالت مین میرے پاس کوئی صلاح کار دوست نہ تہا-
لیکن جسے کہ صرف خدا پر بہروسہ واعتقاد ہے اوسے رنج وتکالیف کے زمانہ مین
صرف خدا کا ساتہہ کافی ہے-

علاوہ برین ہمسایہ سلطنتون کی وجہ سے بہی مین نہایت متردد رہتا تہا-
اس لیے کہ اگر ایک کی طرف میری توجہ ذرا بہی زیادہ ہوتی تہی تو دوسری کو شکایت
ہوتی تہی-

مورخین وتجربہ کار مدبرین سمجھہ سکتے ہین کہ جب کوئی سلطنت ایسی تباہی کی حالت مین ہو اور چھوٹے چھوٹے خودسر سردارون مین تقسیم ہوجاے تو اوسے آپسمین جوڑ کر ایک مضبوط حکومت بنانے مین ایک مدت دراز درکار ہے - مثلاً مملکت ہندوستان کو دیکھو کہ آخری شاہانِ مغلیہ کی کمزوری کے سبب سے اوسکی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستین بنگئی تھین - انگریزون کو اوس کے درست کرنے مین کتنا عرصہ لگا - کسقدر تکلیف ہوئی - کتنی بغاوتین فرو کرنی پڑین باوجودیکہ مدبران انگلسی بے انتہا عقلمند - تجربہ کار اور واقف کار تھے - اسی طرح حکومت افغانستان کی ایسی نازک حالت تھی کہ جب کبھی اوسکا فرمانروا چندمیل بھی دارالسلطنت کے باہر جاتا تھا تو واپس آکر کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہہ پاتا تھا اور اوسے خود فرار ہونا پڑتا تھا - پھر شیر علی خان نے اپنے آپ مین اتنی طاقت نہ دیکھکر کہ سرداران رعایا سے مقابلہ کرسکین ایک اور طریقہ ایجاد کیا تھا جسے کہ وہ نہایت مدبرانہ کارروائی سمجھتے تھے وہ یہ تھا کہ آپسمین اپنے سردارون اور اہلکارون کو ایک دوسرے سے لڑا دینا اور کشت وخون کی ہمت دلانا - ساتھہ ہی ایک قانون بنایا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو مارنا چاہے تو تین سو روپیہ فی کس خزانۂ سرکاری مین جمع کرے اور جتنے دشمنون کو چاہے مار ڈالے - شیر علی خان کا خیال تھا کہ اس سے دو فائدے متصور تھے ایک تو یہ کہ باغی سردار آپسمین لڑکر بلا کسی مصیبت کے دفع ہوجاتے تھے - دوسرے تین سو روپیہ فی آدمی مفت مین ملتا تھا - بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ -

بقومے کہ نیکی پسند وخداے	دہد خسروے عادلِ نیک رائے
چو خواہد کہ ویران شود عالمے	کند ملک در پنجۂ ظالمے

خدا کا شکر ہے کہ افغانستان اب وہ افغانستان نہین ہے - تمام ملک مین سال مین
کل پانچ مقدمات قتل کے ہوتے ہین جو تعداد کہ بہت سی مہذب سلطنتون سے
کم ہے - لوگون کا طریقہ معاش نہایت خراب ہو گیا تھا اور بری عادتین اونمین کثرت
سے پیدا ہو گئی تھین - جس حالت مین کہ شیر علی خان کے دونون بیٹون یعقوب خان
و ایوب خان نے ہرات مین اپنے والد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو امیر کے
بیٹون کی ایسی اچھی نظیر دیکھکر خود رعایا نے کیا کچھہ عمدہ سبق نہ سیکھے ہونگے شیخ سعدی
فرماتے ہین ؎

	من از بیگانگان ہرگز نہ نالم		کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد	

شاہ اور اوسکے خاص اہلکار ہر قسم کی نفس پروری مین غرق تھے اور رعایا علیحدہ مصیبت
مین تھی اسلیئے کہ یہ ظالم افسر بہت زیادہ ٹیکس وصول کرتے تھے - نمازیون کے
معدوم ہونے کی وجہ سے مسجدون مین کتے لوٹتے تھے - جمعہ کو بجاے عبادت
کے قمار بازی فتنہ و فساد ایک دوسرے کو پتھر مارنا اور لہو و لعب کا بازار گرم رہتا تھا -
اون قبرستانون مین جو کہ حوالی شہر مین واقع ہین اور جبہ کہلاتے ہین اکثر لوگ آپسمین
لڑکر زخمی ہو جاتے تھے - خدا سچ فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
یہ اسی ملک نے جسکی کہ ایسی خراب و افسوسناک حالت تھی اب ایسی تعجب
خیز ترقی کی ہے اور وہان ہر طرح کا امن ہے اور رعایا ایسی خوشحال ہے کہ اوسکے
دوست و بہی خواہ نہایت خوش ہین اوسے مضبوط قوم سمجھتے ہین جس سے کہ
ضرورت کے وقت امداد کی امید ہو سکتی ہے اور دشمن اوسے ایک مضبوط اور
خوفناک مخالف خیال کرتے ہین - میری رعایا اسوقت نہایت صلح پسند اور فرمانبردار
ہے اور خوشی سے میرے ہر قسم کے احکام کی تعمیل مستعدی سے کرتی ہے ہزارہ

اور کافرستان کی لڑائیون مین اوسنے اپنی جان نثاری اور وفاداری کا ٹرا زبردست ثبوت دیا - اوسنے ثابت کردیا (اور یہ دیکھکر مجھے نہایت مسرت ہوئی) کہ اب وہ سمجھتی ہے کہ گورمنٹ کی بہبودی گویا اوسکی اپنی بہتری ہے اور ایک کے نقصان سے دوسرے کا نقصان ہے - اپنے خرچ سے کثیر التعداد لوگ ہزارہ اور کافرستان مین لڑنے کے لیے گئے اور گورمنٹ کے مخالفین کو انہون نے اپنا دشمن سمجھا - ایک مزید ثبوت لوگون کی محبت اور گورنمنٹ خیرخواہی کا سنہ ۱۸۹۵ء مین دیا گیا اور وہ یہ تہا کہ سرکاری ملازمین - تجار - زمیندار اور ہر طبقہ کے لوگون نے اپنی سالانہ آمدنی کا دسوان حصہ بلا میری کسی قسم کی درخواست کے سرکاری خزانہ مین داخل کیا - اور استدعا کی کہ اوس روپیہ سے اسلحہ و دیگر سامان جنگ خرید کیا جائے تاکہ بیرونی حملون سے ملک محفوظ رہے - وہی قوم جو کہ ابتدا سے حکومت مین میری ہمیشہ مخالف رہی اور بغاوت کرتی رہی جیسا کہ بعد کو مفصل بیان کیا جائیگا - آج نہایت صلح پسند مطیع - فرمانبردار - پابند قوانین اور مہذب ہے یہ لوگ اب ہر قسم کی صنعت و حرفت کے سیکہنے مین مشغول رہتے ہین اور عموماً اپنے ملک کی ترقی اور اپنی بہبودی و سرسبزی کی تدبیرین کرتے ہین - خدا کا شکر ہے کہ ایسی علامتین بہی موجود ہین جن سے کہ آیندہ اور زیادہ ترقی اور بہتری کی امید پائی جاتی ہے - جو حالت کہ لوگون کی میری تخت نشینی کے وقت تہی اوس کا ذکر کرچکا ہون اس لیے اب اون واقعات کا تذکرہ کرون گا جو اوس کے بعد واقع ہوئے -

مین نے اوس نصیحت پر بہت ہی زیادہ عمل کیا جو کہ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین فرمائی تہی اور جسکی طرف مولانا روم علیہ الرحمۃ

سے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ؎

گفت پیغمبر بآواز بلند	با توکل زانوے اشتر ببند

دو واقعات ایسے پیش آئے جن سے مجھے نہایت تشفی ہوئی اس لیے کہ اون سے مجھے امید ہوئی کہ مین اپنی فرمانروائی مین ناکامیاب نہ ہونگا اور اخیر مین مجھے ضرور کامیابی حاصل ہوگی - ایک تو یہ تہا -

ایک شب روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے مین نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے میرے دونون بازو پکڑکر ایک بادشاہ کے حضور مین لیگئے جو کہ ایک چہوٹے کمرہ مین تشریف رکہتے تہے - اونکا چہرہ بیضاوی تہا اور اوس سے نرمی اور حلم ظاہر ہوتا تہا - ریش گول اور ابرو و مژگان خوبصورت ولنبی تہین نیلے رنگ کی بڑی ڈہیلی پوشاک زیب بدن اور سفید دستار سر پر تہی - اونکی شکل سے کمال خوبصورتی اور نرمی عیان تہی اونکی داہنی طرف ایک دراز قد لیکن لاغر شخص بیٹھے ہوئے تہے جنکی ریش لنبی اور سفید تہی اور چہرہ سے مہربانی و سنجیدگی پائی جاتی تہی - ان کے بعد ایک اور صاحب تہے جو کہ اسقدر دراز قد نہ تہے بلکہ میانہ قامت تہے - اپنے عمر رسیدہ ساتہی سے اونکا رنگ صاف تہا اور ایک قلمدان آگے رکہا ہوا تہا - انکی پوشاک کسی قدر شاندار تہی اور چند ورق کاغذ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۹ - جو خود اپنی مدد کرین - اس کی تشریح مفصلہ ذیل قصہ سے ہوتی ہے - ایک مرتبہ ایک شخص نماز ادا کرنے کے لئیے ایک مسجد مین داخل ہوا جہانکہ حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے اور اپنا اونٹ مسجد کے دروازہ پر چہوڑ دیا - آپ نے دریافت فرمایا کہ اونٹ کس کی حفاظت مین چہوڑا؟ اوس شخص نے جواب دیا کہ توکلت علی اللہ آپ نے ارشاد فرمایا اعقلہا وتوکل علی اللہ - یعنی اوسکا پیر باندہ دے اور خدا پر توکل کر - غرض یہ ہے کہ اسلامی فلسفہ اس بارہ مین سکہلاتا ہے کہ لوگون کو چاہیئے کہ حتی الامکان کوشش کرین اور باقی خدا کے سپرد کرین - اس بات کی اونہین کبہی امید نہ کرنی چاہیئے کہ جو بونے سے گندم پیدا ہوگا -

جن پر عربی لکھی ہوئی تھی۔ سامنے تھے۔ بادشاہ کی بائین طرف ایک اور شخص تھے کشیدہ بینی ڈاڑہی سنہری تھی موچہین ابرو موٹی تہین۔ اور چہرہ سے مہربانی اور رحم دلی کے آثار نمایان تھے۔ لیکن اون دونون کی بہ نسبت جنکا کہ مین ذکر کر چکا ہون انمین تدبر زیادہ پایا جاتا تہا۔ اور سب سے زیادہ دراز قد بہی تھے اونکے نزدیک ایک درّہ بہی رکہا ہوا تہا۔ اونکے بعد ایک اور شخص تھے نہایت حسین اور شکل وصورت مین بہ نسبت اورون کے شاہ سے زیادہ مشابہ تھے۔ قدیم زمانہ کے فوجی افسرون کی طرح اونکی پوشاک تہی اور شمشیر ہاتھہ مین تہی۔ اونکے چہرہ سے نہایت ہوشیاری پائی جاتی تہی اور اونکا انداز سپاہیانہ تہا لیکن سب سے زیادہ پست قامت تھے جبوقت کہ مین بادشاہ اور اونکے چار ساتہیون کی خدمت مین حاضر ہوا مین نے دیکہا کہ ایک کہڑکی کہلی جو کہ اسی کمرہ مین لگی ہوئی تہی اور ایک اور شخص سامنے لایا گیا۔ شاہ نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا اور اوسنے جواب دیا۔ اگر بادشاہ ہوجاؤن تو مین دوسرے مذہبون کے معابد سب منہدم کر دونگا۔ اور اونکی جگہہ مسجدین تعمیر کراؤنگا'' اس جواب سے بادشاہ ناخوش نظر آئے اور اور فرشتون کو حکم دیا کہ اوسے لیجائین جسکی کہ فوراً تعمیل کیگئی۔ پہر مجہسے یہی سوال کیا گیا مین نے کہا۔ وومین انصاف کرونگا اور شرک توڑکر کلمہ جاری کرونگا'' میرا جواب سنکر چارون ساتہیون نے نظر عنایت سے میری طرف دیکہا جس سے معلوم ہوتا تہا کہ میرے بادشاہ بنانے پر وہ رضامند تھے۔ اوسیوقت میرے دل مین یہ خیال بہی پیدا ہوا کہ وہ بادشاہ سرور دو عالم حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جو دو صاحب اونکی دائین طرف تھے وہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ اور بائین جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ اسکے بعد میری آنکہہ کہل گئی اور یہ خیال کرکے نہایت خوشی ہوئی کہ پیغمبر خدا اور اون کے چارون خلفاء نے جنکے متعلق بادشاہان اسلام کی تقرری ہے مجہے امیر منتخب کیا۔

دوسرا واقعہ حسب ذیل ہے۔

ایک دن اپنے ہموطنون کی مصیبتین سنکر مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ خواجہ احرار کے مزار مقدس پر اونکی روح سے امداد چاہنے کے لیے گیا۔ اپنی زندگی کی مایوسیون اور تکلیفون پر خوب رویا اور تہک کر فرش مزار پر سوگیا۔ خواب دیکہتا ہون کہ اون بزرگ کی روح نمودار ہوئی اور مجہسے کہا کہ کابل جا تو امیر ہوگا۔ اس مزار سے ایک جہنڈا لیجا اور اپنی فوج کے سامنے نصب کردے تجہے ہمیشہ فتح رہیگی۔ میرے پاس جہنڈا اب تک موجود ہے اور میری فوج کو کبہی شکست نہین ہوئی ہے۔

باب یازدہم

میرے عہد حکومت کی لڑائیان

اوسی سال جبکہ ایوب خان کو شکست ہوئی[51] جسکا اوپر ذکر کرآیا ہون ایک دوسرے سردار سے بہی مجہے جنگ آزمائی کرنی پڑی۔ یہ شخص سید محمود باشندہ کنر[52] تہا۔

[51] سنہ ۱۸۸۱ء مین۔

[52] ہندوستانی سرحد کے قریب کابل کے شمال و مشرق مین ایک صوبہ ہے۔ سید احمد جس نے کہ ہندوستان کی سرحد پر کچہہ تکلیف دی تہی اسی سید محمود کا بیٹا ہے۔ گورمنٹ ہندوستان نے اوسکا معقول وظیفہ مقرر کردیا اور سنہ ۱۸۹۷ء مین وہ کابل چلاگیا۔ آجکل امیر کے مقربین مین سے ہے۔

وزیر محمد اکبر خان کا داماد اور اسلیئے شیر علی خان کی جماعت کا طرفدار تہا - میری تخت نشینی کے وقت اوس نے اپنے آپ کو شاہ کنر قرار دیا جو کہ اوسکا علاقہ سمجہا جاتا تہا کنر سے چہہ میل کے فاصلہ پاوہی نامی ایک پہاڑی پر اوسنے سکونت اختیار کی تہی اور جب مین قندہار کی طرف روانہ ہوا تو میری کنر کی سرکش رعایا سے چار یا پانچ سو ساتہی لیکر میرے ملک پر حملہ کیا - اس بیوقوف کا خیال تہا کہ چار یا پانچ سو آدمیون کی امداد سے جن کے پاس صرف پرانی وضع کی بندوقین تہین بادشاہ بن جائیگا - میری طرف سے سردار عبد الرسول خان اور میر زنا گل نے اوسکا مقابلہ کیا لیکن وہ نہ لڑا اور اوسی پہاڑی پر واپس جاکر کنر کے جاہل جوشیلے لوگون سے سازش کرتا رہا - اس ذریعہ سے ایک بڑی جماعت اوس کے ہمراہ ہوئی اور چہہ مہینے بعد اوس نے پہر بغاوت کی - اوسوقت مین فتح قندہار سے واپس آچکا تہا - غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار اور عبد الغفور خان کو سید محمود سے مقابلہ کے لیے مقرر کیا - میرا سپہ سالار میدان جنگ مین گہوڑے سے گر پڑا اور اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن میرے بہادر سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ محمود مجبور ہو کر ہندوستان کی طرف بہاگا - غرضکہ اوسے قطعی شکست ہوئی اور جو لوگ کہ اوسکے معاون تہے اونکے مکان جلادئے گئے -

اوسی سال یعنی ۱۸۸۱ء مین شیر خان پسر میر احمد غلمانی نے اپنے تیئن امیر شیر علی مشہور کیا اور لوگون کو بہکانا شروع کیا کہ اوسے امیر شیر علی تسلیم کر کے میری مخالفت کرین لیکن زیادہ فساد نہین کرنے پایا تہا کہ قید کر لیا گیا اور اوسی حالت مین مر بہی گیا -

۱۸۸۲ء مین مفصلہ ذیل چہوٹی چہوٹی لڑائیان پیش آئین -

دلاور خان والی میمنہ نے جو اپنے آپ کو ایوب خان اور شیر علی خان کے خاندان کا مددگار سمجہتا تہا جب دیکہا کہ ایوب خان نے مجہسے شکست کہائی اور اب اوسکی آزادی قائم نرہیگی اس لیئے کہ

میمنہ میری قلمرو مین تہا تو اوسنے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی کہ مجہسے دور اور علیحدہ رہے
اس خیال سے اوس نے پہلے روسی اہلکارون کو لکہا لیکن اون سے کسی قسم کی اعانت نہ پاکر
سر رابرٹ سانڈیمین گورنر جنرل بلوچستان کو خط بہیجا کہ برٹش گورنمنٹ کا تابعدار ہون امداد کی جائے
وہان سے جواب ملا کہ امیر عبد الرحمن خان کی اطاعت قبول کرو اسلیے کہ شرائط کے مطابق نہ
تو انگریزی گورنمنٹ اور نہ روسی حکومت افغانستان کے اندرونی معاملات مین دخل دے سکتی ہے
اسطرح وہ اپنی حماقت کا ثمرہ پانے کیلیے تنہا چہوڑ دیا گیا - مین نے اپنے گورنر ترکستان محمد اسحاق
خان کو ہدایت کی کہ دلاور خان کی سرکوبی کے لیے فوج بہیج دے جبکی اوسنے تعمیل کی لیکن اطلاعاً
لکہا کہ والی میمنہ نہایت طاقتور ہے اوسکا مغلوب ہونا مشکل ہے - میرا یقین ہے کہ اسحاق خان
مجہسے چال چل رہا تہا اور جس زمانہ مین کہ مین اوسے بڑا جان نثار و وفادار اہلکار تصور کرتا تہا وہ
واقعی نمکحرامی کرتا تہا - یہ خیال بعد کو صحیح ثابت ہوا -

میر یوسف علی سردار شغنان اور روشن[۱] پر بہی اسی سال فوج کشی کی گئی
جسکے اسباب یہ تہے -

گو میر یوسف علی نے آپ کو آزاد حکمران قرار دیا تہا تاہم اوسپر اوسنے قناعت نہ کی - اوسنے
خیال کیا کہ آیندہ مین اوسکا ملک اپنی عملداری مین شامل کرونگا - اسے روکنے کے لیے اوسنے
اولاً فرمانروائے خوقند سے نامہ و پیام کیا اور بعدہ گورنمنٹ روس سے ڈاکٹر لابرڈ ریگل روسی

[۱] دو چہوٹی پہاڑی ریاستین ہین جنکی وسعت پامیر سے پنجہ یعنی جیحون بالا تک ہے - ان دونون
مین نہایت اتفاق ہے - میر شاہ یوسف علی انکا سابق فرمانروا شاہ خاموش کی اولاد سے تہا جو کہ بخارا
کے ایک درویش گزرے ہین اور انہی نے اہل شغنان کو مشرف باسلام کیا اور پہر اون پر حکمران ہوئے
وسط ایشیا کے دیگر سردارون کی طرح بیان کرو ویسی فرمانروا بہی آپکو سکندر اعظم کی اولاد سے کہتے ہین
سکندر ذو القرنین کے قصے ابتک جیحون بالا کے چارون طرف ملک مین مشہور ہین (کہتے ہین کہ سکندر نے

سیاح کی اوسنے شغنان مین دعوت کی اور اوس سے یہ شکایت کی "وہ امیر افغانستان میرے ملک کو اپنی عملداری مین شامل کرنا چاہتے ہین اور مین اپنے تئین زیر حفاظت گورمنٹ روس خیال کرتا ہون" اپنی سازشون کی وجہ سے جو تکلیف کہ اوسنے مجھے دی تہی اوسے مین اور زیادہ برداشت نہین کرسکتا تہا اور اسی فکر مین تہا کہ موقع پاکر اوسے اسکی سزا دونگا - اس مرتبہ میرے مخبرون نے جو کہ خوقند - روشن - شغنان اور بخارا مین تہے مجھے اوسکے ارادہ سے مطلع کیا اور کہا کہ اوسنے روسی گورمنٹ کی اطاعت قبول کرلی ہے - اوہنون نے یہ بہی بیان کیا کہ اوسنے روسیون کو اپنے ملک مین بلایا ہے - یہ سنکر مجھے تشویش ہوئی اسلیئے کہ اگر روسیون کا روشن اور شغنان پر قبضہ ہوگیا تو مین اونہین وہان سے نہ نکال سکونگا اور میری گورمنٹ محفوظ نرہیگی - اس لیے مین نے جنرل قتال خان اور سردار عبد اللہ خان گورنر قتا خان کو حکم دیا کہ میر یوسف علی پر فوج کشی کرین - تہوڑی سی لڑائی کے بعد میر قید کرلیا گیا اور معہ اپنے اہل و عیال کے کابل لایا گیا - اس کے بعد مین نے گلعذار خان قندہاری کو وہان کا گورنر مقرر کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کہ ایک روسی افسر آئیونوف جسے میر نے فوج کے ساتھہ بلایا تہا پہونچا تو میرا گورنر پہلے ہی سے موجود تہا - اس حصۂ ملک پر روسی دعوی کئی سال تک رہا اور اسکا صاف صاف تصفیہ صرف سر مارٹیمر ڈیورنڈ کی سفارت کے زمانہ مین ہوا جو کہ ۱۸۹۳ءمین کابل آئی تہی -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۴ - دنیا کے تمام حصے فتح کرنے کے بعد اپنے اکابرین سے صلاح لی اور کہا کہ میرے لیے ایک ایسی جگہہ تلاش کرو جہان کہ اوس زمانہ کے سلاطین نہ پہونچ سکین تاکہ اپنی اولاد کو مین وہان رکہون - مشیر کارون نے بدخشان کو منتخب کیا - تاریخ رشیدی) - ایک روایت یہ ہے کہ ایک مشہور ساحر جس نے کہ سکندر کی فتح بغداد مین امداد کی تہی خود سکندر پر جادو کیا اور ارواز لیجا کر قلعۂ خم مین مقید کیا - کئی سال بعد سکندر کی بیٹی دیوا پری نے خبر پاکر اپنے والد کا پتہ لگایا اور سکندر کو رہا کیا "

شوہر

ان صوبون پر قابض ہوکر مین نے اوس ظلم و تعدی کو بالکل موقوف کردیا جو کہ میر کے زمانہ مین رعایا پر ہوا کرتا تہا اور غلامی کی سخت و ناقابل برداشت رسم کا بہی خاتمہ کردیا۔ وہان کے سابق فرمانرواؤن کی بُری عادات و خصائل کا زائد ذکر مین نہین کرونگا اسلیئے کہ شروع کتاب مین اونکی کافی تشریح کرچکا ہون۔

سنہ ۱۸۸۳ء مین شنواری قبیلون نے جو جلال آباد کے جنوب و مشرق سڑک پشاور کے اودہر اودہر آباد ہین اور جنہون نے امیران کابل کو ہمیشہ تکلیف دی ہے مجہے ازحد پریشان کیا۔ سالہاسال سے اونکی عادت تہی کہ قافلے لوٹ لیا کرتے تہے۔ مسافرون کو قتل کرڈالتے تہے اور دہقانون کا مال و متاع اور اونکے گلے چہین لیتے تہے۔ امیر شیر علی خان مرحوم کے زمانۂ حکومت مین ان قزاقون کی لوٹ مار کی وجہ سے پشاور کی سڑک نہایت خوفناک تہی۔ بلکہ کابل تک پوری سڑک پر کوئی شخص بلا خوف جان و مال نہین جاسکتا تہا۔ اسلیئے مین نے ضروری سمجہا کہ ان زیادتیون اور خطرون کو ٹہکانے لگانا چاہیئے جنکا ہمیشہ اون لوگون کو خوف رہا کرتا تہا جو کہ ان قبیلون سے کاروبار رکہتے تہے۔

سنہ ۱۸۸۳ء کے موسم سرما مین اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو کابل کا گورنر مقرر کرکے خود جلال آباد گیا تاکہ وہانکی انتظامی حالت درست کرون اور امن و امان قایم کرون لہذا مین نے شنواریون کے سردار اور ملاؤن کو طلب کیا اور اون سے نہایت نرمی اور ملائمت سے دوستانہ طور پر یون گفتگو کی :- "خدا اور اوسکے رسول کی مرضی اور احکام کے خلاف ہے کہ تم دوسرے مسلمانون کا مال لوٹو اور راہزنی کرو"۔ گو مین نے حتی الامکان اونہین اونکی خراب عادتون سے باز رکہنے کی کوشش کی لیکن اتنے عرصہ دراز سے وہ غارتگری کے عادی ہورہے تہے کہ میری صلاح نے

اون پر مطلق اثر نکیا - یہ کہنا بہی بیموقع نہ ہوگا کہ شاہ احمد جو امیر شیر علی خان کے زمانہ مین
جلال آباد کا گورنر تہا اون لوگون کو ہمیشہ سزا دیا کرتا تہا جو کہ شنواریون کی لوٹ مار کی شکایات
کرتے تہے اور اس بنا پر کہ شکایت کرنے والے اوس مین اور شنواریون مین تفرقہ
ڈالنے کیلئے ایسا کرتے ہین -
آخرش اونکی سرکشی سے عاجز ہوکر اور یہ دیکہکر کہ میری فہمایش کا مطلق لحاظ نہین
کرتے اور ملک مین اوسی طرح لوٹ مار جاری ہے مین نے اونکی سرکوبی کے لیئے
تیاریان شروع کین - اسی زمانہ مین نور محمد پسر سردار ولی محمد اور صالح خیل قبیلہ کے
مشہور ڈاکو ساددو داود و شنواریون سے مل گئے جسکی وجہ سے اونکی جمعیت میری
فوج کے مقابلہ مین پندرہ ہزار ہوگئی - مین نے غلام حیدر خان کو جو آجکل ترکستان
کا سپہ سالار ہے - معہ تین پلٹن پیدل ایک رجمنٹ سوار اور دو باتری توپخانہ کے
اون سے لڑنے کے لیے مقرر کیا - میری رعایا نے جو سرحد پشاور کے قرب و جوار
مین آباد تہی درخواست کی کہ اوسے باغیون سے لڑنے کی اجازت دیجائے
اس لیے کہ وہ اونکی لوٹ مار سے تنگ آگئی تہی لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ یہ
میرا فرض ہے کہ جو لوگ میری رعایا کے امن مین خلل انداز ہون اونکو سزا دون
چار لڑائیان چار مختلف مقامات پر ہوئین - جنکے نام یہ ہین ا - حصارک ۲ - آچین
۳ منگل - اور منگو خیل - انمین سے ہر لڑائی مین باغیون کو شکست ہوئی اور اون کے
بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے - اسکے بعد باقی باغی قبیلون نے
میری اطاعت قبول کی - منگو خیل یا تو بالکل مارے گئے یا تتر بتر ہو کر بہاگ گیے -
مین نے حکم دیا کہ جو باغی لڑائی مین مارے گئے تہے اونکے سرون سے دو بڑے
بڑے مینار بنائے جائین - ایک جلال آباد مین اور دوسرا شاہ احمد کی سکونت کے مقام پر

جس سے کہ اونہین بہکایا تہا تاکہ اون میناروں کو دیکہکر لوگون کو عبرت ہو کہ جو لوگ
مسافرون کو قتل کرتے ہین اونکو یہ سزا ملتی ہے - پشتو زبان کا ایک شعر ہے جس سے
کہ شنواریون کی خصائل کا پتہ لگتا ہے - اوسکا ترجمہ یہ ہے -

اگر دو صد سال کشی رنج دو ہی زحمت خویش	مار و شنواری و عقرب نشود دوست بتو	

اسی سال یعنی ۱۸۸۳ء کے آخر مین منگل[۱] اور زرمت کے قبیلون نے بغاوت
کی - اس بغاوت کے اسباب کا ذکر دوسری جگہہ کیا گیا ہے اور یہی بغاوت آیندہ خانہ
جنگیون کا باعث ہوئی - اسکے علاوہ چند فراری[۲] بہی لوگون کے بہکانے کے بانی تھے
جنرل سیف الدین کو سردار مقرر کرکے ایک فوج کابل سے بغاوت کے فرو کرنے
کے لیے بہیجی گئی - یہ جنرل شیر علی خان کے اون کاہل اور بیوقوف افسرون مین سے

[۱] یہ دونون صوبے سلطنت افغانستان کے ماتحت کابل کے جنوب و مشرق مین سرحد ہندوستان
کے قریب واقع ہین -

[۲] فراری کے لغوی معنی بہاگنے والے کے ہین یہ لفظ اصطلاح مین اسطرح استعمال ہوتا ہے - (۱) جو لوگ
اپنے ملک سے بہاگ کر اپنی جان بچاتے ہین اونہین فراری کہتے ہین (۲) جو لوگ سرکاری حکم سے
جلاوطن کردئے جائین وہ بہی فراری کہلاتے ہین اور بعض وقت اخراجی - (۳) وہ لوگ جو کہ اپنے
سردار یا بادشاہ کے ساتھہ اپنا ملک چہوڑ کر کہین چلے جائین اونہین بہی فراری کہتے ہین مثلاً وہ
سب لوگ اعلیٰ سے ادنیٰ تک جو امیر کے ساتھہ روس گیئے امیر کے فراری کہلاتے ہین اور نیز
وہ لوگ جو اونکے رقیبون کے ساتھہ مثلاً ہمراہی ایوب خان ہندوستان مین یا اسحاق خان
کے ساتھہ روس مین ہین دونون کے فراری ہین -

مولف

تہا جو اس امر کے عادی ہو گئے تھے کہ تنخواہ لیا کرین اور کوئی کام نکرین - اسی اصول پر عمل کر کے یہ شخص باغیون سے نہ لڑا اور اسوجہ سے اپریل ۱۸۸۴ع مین قید کر کے کابل واپس لایا گیا - دوسری فوج زیر حکم جنرل قتال[۵۱] خان اور ملا سیحی اوسکی جگہہ بہیجی گئی کسیقدر لڑائی کے بعد باغیون کو شکست ہوئی اور اوہنون نے میری اطاعت قبول کرلی - اوسوقت سے ابتک وہ میری نہایت صلح پسند رعایا ہین -

۱۸۸۴ع مین یہ ضروری معلوم ہوا کہ دلاور خان والی میمنہ کے حواس درست کیے جائین جس نے کہ اپنی خودمختاری کا اعلان کیا تہا اور جس کے مقابلہ مین محمد اسحاق خان نے فوج بہیجی تہی جسکا کچہہ نتیجہ نہوا جیسا کہ کسی گذشتہ باب مین ذکر ہو چکا ہے اس مرتبہ مین نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اوسے علیحدہ رہنے کا موقع ندیا جاے اسلیئے مین نے حکم دیا کہ علیحدہ علیحدہ دو فوجین میمنہ پر چڑہائی کرین - ایک اونمین سے ہرات سے زیر کمان بریگیڈیر زبردست[۵۲] خان بہیجی گئی جسمین ایک پلٹن ہراتی پیدلون کی دو سوار اور چہہ توپین تہین -

---

۵۱ سنہ ۱۸۹۵ع مین قضا کی - یہ مشہور سپہ سالار غلام حیدر خان کا بہتیجا تہا - غلام حیدر خان نے بہی سنہ ۱۸۹۸ع مین انتقال کیا -

۵۲ یہ افسر اب ملازمت سے کنارہ کش ہو گیا ہے اوسکے والد میر عالم خان قندہار کے گورنر اور چہوٹے بہائی فاپچی باشی یعنی دربار شاہی کے حاجبون کے سردار ہین - یہ ایک دوسرے درجہ کا عہدہ ہے اور اسمین کام صرف شاہی درباریون کے لیئے کرسیان وغیرہ آراستہ کرنا اور نیز اون کو حضور مین پیش کرنا ہے جو کہ شاہ سے ملاقات کرنا چاہین - اس محکمہ کا اوّل افسر میر عرض یا ایشک آقاسی کہلاتا ہے اس عہدہ پر اسوقت سردار عبدالقدوس خان فاتح ہرات جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے مختار ہین - جب سرکاری اہلکار یا سرکاری مہمان یا رعایا مین سے کوئی شخص سردار یا دوسرے ملک کے لوگ اپنے

یلنگ توش خان ایک جمشیدی سردار بہی معہ چہہ سو ملیشیا سپاہیون کے زبردست خان کے ہمراہ گیا - یہ فوج ہرات سے بتاریخ ۱۰- اپریل میمنہ روانہ ہوئی - ساتہہ ہی مین نے محمد اسحاق خان کو حکم دیا کہ بلخ سے پانچ ہزار سپاہی لیکر روانہ ہون - قلعہ میمنہ نہایت مستحکم ہے لیکن چندروز کے محاصرے اور تہوڑی سی لڑائی کے بعد باغیون نے اطاعت قبول کرلی - دلاور خان اپنی حرکات بد کی وجہ سے قید کرکے کابل لایا گیا - میر حسین خان جو دلاور خان کی قید مین تہا رہا کیا گیا اور بجاے اوس کے میمنہ کا گورنر مقرر کیا گیا -

اوسی سال جبکہ درحقیقت مین کابل اور مملکت افغانستان کا معہ اون تین صوبون کے مالک ہوچکا تہا - جو اوس سے علیحدہ ہوگیے تہے یعنی ہرات ایوب خان کے قبضہ مین تہا - قندہار شیر علی خان کے پاس تہا اور میمنہ دلاور خان کے پنجہ مین تو مین نے ضروری سمجہا کہ میرے ملک کی حدود کی نسبت دوسری سلطنتون سے تصفیہ ہوجاے - اس سرحدی معاملہ کا ذکر مین ایک علیحدہ باب مین کرونگا بیان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۹ کسی کام کے لیئے یا بکار سرکار از خود یا امیر کے طلب کردہ ملاقات کے لیے آتے ہین تو دربار کے کمرے کے باہر قیام کے کمرے مین ٹہیرتے ہین اُسوقت نائب صاحب اونکا نام پوچہتا ہے اور ضرورت ہو تو ملاقات کی غرض دریافت کرتا ہے - نائب صاحب تمام حالات قاپچی باشی سے کہتا ہے یا اگر وہ غیر حاضر ہو تو ایشک اقاسی کو اطلاع دیتا ہے جو کہ ہر وقت صبح اوٹہنے کے وقت سے شب کو سونے تک امیر کے پاس رہتا ہے - اسکے بعد امیر کو اطلاع دیجاتی ہے اور وہ شخص یا تو اندر بلا لیا جاتا ہے یا ملاقات سے انکار کردیا جاتا ہے - اسلیے ہر شخص کو امیر تک قاپچی باشی یا ایشک اقاسی کے ذریعے سے جانا پڑتا ہے -

مولف

صرف اسلیئے اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اوسی کے متعلق ایک واقعہ کیوجہ سے ایک لڑائی لڑنی پڑی -

سلطنت برطانیہ وحکومت افغانستان نے روسی گورمنٹ کے ساتھہ ایک سرحدی کمیشن مقرر کی کہ روس و افغانستان کے درمیان حدود بندی کی جائے انگریزی سفارت کے افسر اعلیٰ سر پیٹر لمسڈن تھے - اس کے متعلق واقعاتِ مشکرۂ ذیل قابل غور ہین -

اولاً یہ کہ روسی گورمنٹ انگریزون کے ساتھہ میرا دوستانہ برتاؤ دیکھکر زیادہ خوش نہ تھی اور سمجھتی تھی کہ مین اوسکا مخالف ہون - لیکن مین اسکا اعتراف کرتا ہون کہ جو عنایت و مہربانی کہ روسیون نے مجھپر کی جس زمانہ مین کہ مین اونکی عملداری مین تھا اوسے مین ہرگز نہین بھولا ہون - تاہم مجھے انگریزون کے ساتھہ دوستانہ سلوک رکھنا فرض ہے اور یہ دو سبب سے - (۱) چونکہ مجھسے اور اون سے اقرارنامہ ہوچکا ہے اور (۲) میرا اور میرے ملک کا اس مین فائدہ ہے -

دوم - روسیون کو بُرا معلوم ہوا کہ گورمنٹ افغانستان نے اتنی جرات کی کہ حدود بندی کے ذریعے سے اونکی دست درازی روکنے کی تدبیر کی -

سوم - وہ چاہتے تھے کہ روس و افغانستان اپنی سرحد کا تصفیہ آپسمین کرلین انگلستان افغانستان کی طرف سے دخل نہ دے -

چہارم - میرا راولپنڈی جانا روس کو نہایت ناگوار ہوا تھا اس لیے کہ انگریزون کے سنہ ۱۸۸۰ع مین کابل سے چلے آنے پر روسی اخبارون نے مشہور کیا تھا کہ انگریز اپنی خوشی سے اور عبدالرحمن سے صلح و آشتی کے ساتھہ وہان سے واپس نہین آئے تھے بلکہ شکست کھا کر بھاگے تھے - میرے راولپنڈی جانے کی ایک

خاص وجہ یہ بہی تہی کہ مین ان غلط بیانیون کی تردید کرنا چاہتا تہا اور روسیون کو دکہلانا چاہتا تہا کہ مین انگریزون کا دوست ہون - نیز یہ کہ میری اور سلطنت برطانیہ کے تعلقات پیشتر سے بہی زیادہ پختہ ہوگئے ہین -

متذکرہ بالا وجوہ سے اور نیز اوس معمولی پالیسی کی وجہ سے جسکے مطابق روسی مشرق کی طرف پیشقدمی کرتے ہین - روسی فوج کا ایک دستہ پنج دہ کی طرف بڑہا - مجہے اس خطرہ کا پہلے سے خیال تہا کہ اور اس لیئے مین نے مناسب سمجہا کہ ایک بڑی فوج بہیجدون کہ روسیون کو پنج دہ پر قبضہ کرنے سے باز رکہے جیسا کہ مین نے اس سے پیشتر بہی شغنان وروشن فوج بہیجکر آئیونوف کو باز رکہا تہا - لیکن جسقدر زیادہ مین نے اس ضرورت کو انگریزی گورنمنٹ کے ذہن نشین کرنا چاہا اوسیقدر میری درخواست کی کم شنوائی ہوئی - انگریزون نے جو جواب دیا وہ یہ تہا کہ جو جگہہ افغانی فوج کے قبضہ مین ہے - روسیون کی مجال نہین کہ اوسے چہو سکین نہ صرف یہی نہین بلکہ پنج دہ کی حفاظت کے متعلق انگریزون نے بہانتک اطمینان دلایا کہ بتاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۸۴ع - سر پیٹر لمسڈن نے مجہے خط لکہکر ذمہ داری کی کہ روسی اور افغانی فوجون مین لڑائی ہونے نہ دینگے - اس درمیان مین روسی فوج تیزی کے ساتہہ آگے بڑہتی گئی - اور ۱۳ - مارچ ۱۸۸۵ع کو غزل تپہ پہونچکر اوس مقام کو مستحکم کیا - افغانی فوج دریاے جیحون کی بائین جانب بمقام آق تپہ تہی - اس مین صرف ایک سو چالیس توپچی - چار برنجی اور چار کوہی توپین اور تہوڑے پیدل تہے - ۲۰ - مارچ کو افغانی فوج پل خشتی پر تہی اور روسی فوج ایک میل کے فاصلہ پر غزل تپہ تہی - ۲۷ مارچ کو جنرل کمروف نے افغانی جنرل کو پیغام بہیجا کہ اپنی فوج دریا کے داہنے کنارہ کی طرف ہٹا لو ورنہ لڑائی ہوگی اور افغانی فوج پر حملہ

...گا۔
...اسوقت تک انگریزی سفارت کے افسر اور سپاہیون نے میری فوج کے
...کو ہر طرح یقین دلایا تہا کہ اگر تم اپنی جگہہ سے نہ ہٹو تو مجال نہین کہ روس تم پر
...ے اور اگر بلا تمہاری جانب سے زیادتی ہوئے روسی فوج نے لڑائی چہیڑ دی
...یا دونون طاقتون مین جو معاہدہ ہے اوسکے خلاف ورزی کارروائی ہوگی جسکا
روسیون کو ذمہ دار ہونا پڑیگا۔ میرا جنرل غوث الدین خان جسکو مین نے سخت
تاکید کی تہی کہ خلاف صلاح افسران سفارت انگریزی کوئی کام نکرے اونکے وعدون
کی وجہ سے مطمئن ہوکر اپنی جگہہ سے نہ ہٹا۔ دوسرے دن ۳۰۔ مارچ کو روسی فوج کے
پورے بریگیڈ نے اوس تہوڑی افغانی فوج پر حملہ کیا اور انگریزی اہلکار یہ سنکر معہ اپنی
فوج اور دوسرے ساتہیون کے ہرات کی طرف بہاگ گیے۔

جنرل غوث الدین خان اور میری فوج کے دیگر افسرون نے انگریزی اہلکارون
کو اونکے وعدے یاد دلائے اور کہا کہ ہمین تنہا لڑنے کے لیے نہ چہوڑو لیکن اس
سے انگریزون کا بہاگنا موقوف نہ ہوا۔ افغانون نے یہانتک کیا کہ انگریزون سے
روسیون کے مقابلہ کے لئے بندوقین مانگین اسلیے کہ روسی بریچ لوڈر افغانی
بندوقون سے بہتر تہین۔ دوسرے افغانون کی بندوقین اور بارود بارش اور رطوبت
کی وجہ سے بہی خراب ہو رہی تہین اور زیادہ بکار آمد نہ تہین۔ لیکن انگریزون نے
جنہون نے کہ امداد کا وعدہ کیا تہا بندوقین دینے سے انکار کیا اور ان تہوڑے
سے بہادر افغانون کو تنہا لڑنے اور میدان جنگ مین مارے جانے کیلئے
چہوڑ کر آپ بلا تامل ہرات کی طرف بہاگ گئے۔ مین نے ایک اور حکایت
بہی سنی ہے گو مین اوسکے صحیح ہونے کی ذمہ داری نہین کرتا وہ یہ ہے کہ انگریزی

فوج اور اہلکار اسقدر خوف زدہ ہوکر اور گہبراکر سراسیمگی کے ساتہہ بہاگے کہ دوست دشمن مین تمیز نکر سکے اور شدت سردی سے اونکے بعض ہندوستانی ملازم ٹٹوون سے گر پڑے اور مر گئے - بعض اہلکار بہی اپنے گہوڑون سے گرے لیکن مین اونکے نام نہ لونگا - مگر افغانی فوج کے بہادرون نے جنہین کہ اپنے افغان ہونیکا فخر تہا اپنی عزت اسی مین سمجہی کہ اسقدر لڑے کہ بہت سے اونمین سے مارے گیے یا زخمی ہوے - لیکن افسوس کہ خراب بندوقون اور اپنی قلیل التعدادی کی وجہ سے وہ کچہہ نکر سکے اور شکست کہاکر صرف تہوڑے سے ہرات پہونچے انگریزون کے اس سلوک نے افغانون کے دلون مین اونکی عزت و وقعت کم کردی ہے اور اوسکا اثر آجتک باقی ہے - مین نے اپنی قوم کو یہ یقین دلانے کی نہایت کوشش کی کہ اوسوقت مسٹر گلیڈ اسٹون لبرل پارٹی کا سردار تہا اور انگلستان کی گورمنٹ اوسی کے ہاتہہ مین تہی یہی وجہ تہی کہ ایسی کمزور پالیسی اختیار کی گئی ورنہ انگریزون نے ضرور روسیون سے اسکا عوض لیا ہوتا - لیکن میری قوم نے اسے باور نکیا اور کہا کہ آیندہ اگر ہم کسی دشمن سے لڑین تو ہمکو کیسے معلوم ہوگا کہ لبرل یا کنسرویٹو جماعت کی حکومت ہے - نیز یہ کہ اگر لبرل پارٹی ہماری امداد نہین کرسکتی تہی تو انگریزی فوج اور سرداران سفارت نے ہم سے کیون نہ کہدیا کہ اخیر وقت مین وہ بہاگ جاینگے - کیونکہ اگر ہمین معلوم ہوتا کہ انگریز عدہ خلافی کرینگے تو بہ نظر حفظ ماتقدم ہم نے کوئی دوسرا انتظام کیا ہوتا - ماہ دسمبر سے جبکہ اِن باتون کی ابتدا ہوئی ۳۰ - مارچ تک افغانی فوج کابل سے ہرات پنجدہ کی حفاظت کے لیے بآسانی پہونچگئی ہوتی گو کابل سے فوج بہیجنے کی کوئی ضرورت نہ تہی اس لیے کہ ہرات اور ترکستان مین کافی فوج موجود تہی - غرضکہ روسیون نے بتاریخ ۳۰ - مارچ ۱۸۸۵ع جبراً پنجدہ پر قبضہ

کر لیا اور چونکہ اب تک اوس سے واپس لینے کی کسی مین طاقت نہوئی وہ ابتک اوسی قبضہ مین ہے۔

مین اوس زمانہ مین لارڈ ڈفرن کے ساتھہ بمقام راولپنڈی اسی قسم کے معاملات پر بحث کر رہا تہا اور اوسی شام کو جبکہ لارڈ موصوف نے مجھے اس امر کا یقین دلایا تہا کہ اگر روسی افغانی عملداری مین قدم رکھینگے تو گورمنٹ انگلشی ضرور میری مدد کریگی روسیون کے پنج دہ لے لینے کی خبر خود لارڈ ڈفرن نے میرے پاس بہیجی۔ لیکن مین وہ شخص نہین ہون کہ گہبرا جاؤن۔ آیندہ کے لیے اسے عمدہ سبق سمجھکر مین خاموش ہو رہا[1]۔

اوسی سنہ ۱۸۸۵ء مین مین نے حکم دیا کہ اہل غلمان زیر حکومت افغانستان لائی جائین

---

[1] ۱۸۹۵ء مین جبکہ مسٹر کرزن (اب لارڈ کرزن والیسرائے ہند) امیر سے گفتگو کر رہے تہے مجھے اپنے فرمانروا یعنی امیر اور اونکے درمیان ترجمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ اثنائے کلام مین امیر نے واقعہ پنج دہ کا ذکر کسیقدر تیزی اور سختی سے کیا لیکن مذاق و تفریح کے جامہ مین۔ تعجب کا مقام ہے کہ مسٹر کرزن نے بہی یہی جواب دیا کہ اونکی پارٹی کی اوسوقت گورمنٹ نہ تہی بلکہ مسٹر گلیڈ اسٹون کی یہ سنکر امیر کہلکہلا کر ہنسے اور کہا "مجھے افسوس ہے کہ مین پیغمبر نہین ہون اور نہ مجھے الہام ہوتا ہے جو یہ معلوم کر سکون کہ اگر پہر کبہی مجھپر مصیبت آئے تو اوسوقت لبرل یا کنسرویٹو گورمنٹ ہوگی۔ پہر ابہی یہ بہی ثابت ہونا باقی ہے کہ وقت پر کنسرویٹو گورمنٹ لبرل گورمنٹ کی طرح کارروائی کریگی یا اوسکے خلاف"! امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ برٹش گورمنٹ کے انتظام مین ایک بات نہایت عقلمندی کی یہ ہے کہ جب کبہی غلطیان ہوتی ہین تو ایک نہ ایک پارٹی ایسی ہوتی ہے کہ جسپر تمام الزام عائد کیا جاسے۔

(موءلف)

جاتین - غلمان اون پہاڑون کی چوٹی ہے جوکہ صوبہ لمغان[۵۱] کے شمال و مشرق مین واقع ہین - مین چاہتا تہا کہ اہل غلمان میری حفاظت مین بامن وامان رہین اور اپنے ذاتی معاملات مین اونہین آزادی ہو لیکن اسکے ساتہہ ہی اونکا ملک فتح کرنے کی ایک خاص وجہ اور تہی - وہ یہ کہ ہر شخص جو کہ جلال آباد[۵۲] کے قرب وجوار مین بغاوت یا خون کرتا یا دوسرے جرائم کا مرتکب ہوتا وہ اسی کوہ غلمان کی چوٹیون پر پناہ گزین ہوتا تہا - کوئی سڑک وہان تک نہ تہی - نہ تو وہان توپین جاسکتی تہین اور نہ سوار اور پیدل چلنے والون کے لیے نہایت تنگ راستہ تہا جسکی دونون طرف بڑے گہرے غار تہے - یہ راستہ اسقدر تنگ تہا کہ ایک ہی وقت مین صرف ایک شخص

۵۱ یہ ایک نہایت زرخیز اور شاداب حصہ ملک ہی جوکہ جلال آباد اور کابل کے درمیان پشاور کی سڑک کے شمال مین واقع ہے یہ لغمان کے نام سے مشہور ہے جوکہ لمغان سے بگڑا ہے افغانی مورخین کا یہ بیان ہے کہ طوفان نوح کے بعد جو شخص سب سے پہلے زمین پر اوترا وہ حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے مہتر لامق نامی تہے اور اونہین کی نام سے یہ صوبہ مشہور ہے - مقان کے قصبہ مہندر را کے قریب ایک بڑی قبر ہے جو لام یا لامق پیغمبر کی بیان کی جاتی ہے یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ روایت کہان تک صحیح ہے - لیکن کابل مین عام طور پر لوگون کو یقین ہے کہ جب شیطان بہشت سے نکالا گیا تو وادی لغمان مین پہینکا گیا اور اہل کابل کے نزدیک یہی وجہ ہے کہ لغمان کے لوگ بڑے فریبی اور دغاباز ہوتے ہین - لیکن لغمانی کہتے ہین کہ شیطان اسمار نامی پہاڑی پر پہلے اوترا جو کہ شہر کابل کے مغرب مین واقع ہی اور اسلیے کابلی لغمانی کی بہ نسبت زیادہ چالاک ہین زیادہ تر لوگون کا یہی یقین ہے کہ سب سے پہلے آخر الذکر مقام پر شیطان زمین پر اوترا - میرے نزدیک اہل لغمان افغانستان کی تمام قومون سے کاروبار مین زیادہ ہوشیار ہین لیکن شیطان واقعی کہان پہلے اوترا اسکا تصفیہ وہ خود آپس مین کرین

۵۲ کابل و پشاور کے درمیان یہ خاص شہر ہے اور فوج کا ہیڈ کوارٹر ہے - شاہنشاہ اکبر

اوسپر چل سکتا تہا اور ایک بڑی فوج کے مقابلہ مین دو تین آدمی اوپر سے پتہر لڑکا کر آسانی سے اوسکی پیشقدمی روک سکتے تے اس لیے کہ کتنی ہی بڑی فوج کیون نہو صرف ایک ایک کرکے اوس راہ سے سپاہی گذر سکتے تہے - یہی اہل غلمان کے مضبوط ہونے کا سبب تہا اور یہی وجہ تہی کہ اس سے پہلے کوئی اونہین مغلوب نہین کرسکا تہا -

میری فوج کے سردار یہ تے - غلام حیدر خان توخی سپہ سالار - دوست محمد خان جبارخیل جو اسوقت نابینا ہے - میر شنا گل جو آجکل میری ملازمت مین ہے - محمد گل خان جبارخیل جس نے ۱۸۹۶ء مین قیدخانہ مین انتقال کیا - اور محمد افضل خان جبارخیل جو نیز انتقال کرچکے ہین - انکے ماتحت دو قسم کے سپاہی تہے ایک تو باقاعدہ اور دوسرے ملیشیا کے جوکہ پہاڑی قومون کے تے اور پہاڑکی چڑہائی مین اونہین خاص ملکہ تہا - اندہیرے مین افسرون نے ان سپاہیون کو رسون کے ذریعے سے پہاڑیون کی ایک چوٹی پر کہینچا اور اوس راہ کے قریب نہ گیے جس پر کہ باغی قابض تے - اور اسطرح بلا دشمن کو خبر ہوئے اونہون نے اپنی فوج ایک جگہہ جمع کرلی اور حملہ کیا - باغیون کی تعداد زیادہ نہ تہی صرف ایک ہزار خاندان جوکہ وہان کی پوری آبادی تہی - تہوڑی سی لڑائی کے بعد اونہین شکست ہوئی اور اونہون نے اس وعدہ پر صلح کرلی کہ آئندہ بے شر و فساد صلح کے ساتہہ زندگی بسر کرینگے -

لیکن ۱۸۹۶ء مین اونہون نے یہ عہد و پیمان توڑ ڈالا اور دہوکا دیکر میرے ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۶ - نے اسے آباد کیا تہا او پہلے جلال الدین کہلاتا تہا لیکن اب اونہین کے نام سے جلال آباد کہلاتا ہے - (مؤلف)

لفٹنٹ کرنل اور دوسو سپاہیون کو جو وہان مقیم تھے قتل کیا - اس مرتبہ میرے سپہ سالار نے حملہ کر کے اونکا ملک فتح کرلیا اور وہان کے سب باشندون کو نکالکر ایک شخص بھی نرہنے دیا - اونکے ملک کے عوض مین اونہین اور زمین گرشک - زرمت اور خوست مین وطن سے دور دیگئی اور اونکی جگہہ لمغان اور دیگر صوبون کے باشندے آباد کیے گیے - اسطرح اس جہگڑے کا ہمیشہ کے لیے تصفیہ ہو گیا - [ل۱]

سنہ ۱۸۸۶ء و سنہ ۱۸۸۷ء کی عام بغاوت
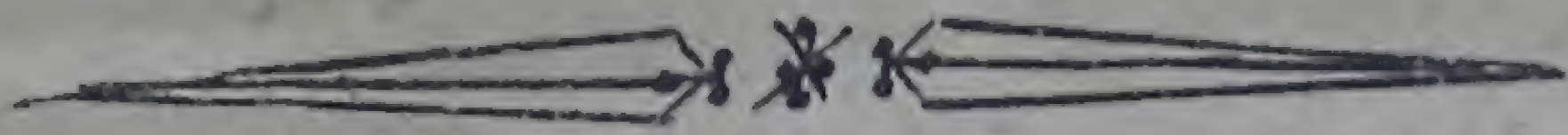
میری تخت نشینی کے زمانہ سے جو لڑائیان آجتک ہوئین اونمین سے بعض تو محض مختصر تہین اور نہایت تیزی کے ساتھہ بلا زیادہ تردد کے معمولی فوج و توجہ کے ساتھہ طے کردی گئین اور کوئی نتیجہ بد اون سے نمودار نہوا - لیکن چند خراب و خطرناک

ل۱ افغانستان مین عام طریقہ جلاوطن کرنیکا یہ ہے کہ جب کوئی قبیلہ یا خاندان کسی ایسی سازش یا بغاوت یا اور کوئی سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے کہ جس سے عام بغاوت کا خوف ہو تو اوسے اوس صوبہ یا مقام سے جہان وہ سکونت رکھتا ہے علیحدہ کر دیتے ہین اور کسی دوسری جگہہ بہیج دیتے ہین - اس نئے مقام پر اوسے زمین اور مکان اوسی قیمت کے دئے جاتے ہین جیسے کہ اُس نے وطن مین چھوڑے ہون - بعض وقت اس قاعدہ کے خلاف بھی عمل درآمد ہوتا ہے مثلاً امیر کے وہ مخالفین جن کے احباب ہندوستان و روس مین اقامت گزین ہون اپنے اون ہی احباب کے پاس بہیج دئے جاتے ہین -

(مولف)

تہین - علاوہ برین تمام ملک مین عام بغاوت کے آثار معلوم ہو رہے تہے جن سے چار لڑائیان پیدا ہوئین اور وہ یہ تہین - (۱) ۱۸۸۱ء مین محمد ایوب خان سے قندہار مین لڑائی ہوئی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے - اُسوقت جاہل ملاؤن نے تمام لوگون کو بہکایا تہا - کہ مجہسے مذہبی لڑائیان لڑین لیکن اسمین اونہین ناکامیابی ہوئی (۲) غلزیون کی بغاوت جسکا ابہی ذکر کرونگا تقریباً دو سال تک قایم رہی - (۳) محمد اسحاق خان کی بغاوت ترکستان مین ۱۸۸۸ء مین ہوئی - (۴) ہزارہ جات کی عام بغاوت جو ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء مین ہوئی - ہزارہ جات اور محمد اسحاق خان کی بغاوتون کا حال بعد کو لکہا جائیگا - اسوقت صرف عام غلزئی[۱] بغاوت کی کیفیت سے سروکار ہے -

اس عام بغاوت کے اسباب اور اون سے جو نتایج پیدا ہوئے وہ یہ تہے -

(۱) پہلا سبب جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہون یہ تہا کہ شیر علی خان اور یعقوب خان کے زمانہ مین

[۱] غل پشتو زبان مین چور کو کہتے ہین اور زئی بمعنی بیٹا - اس لفظ کی وجہ تسمیہ اسطرح بیان کی جاتی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک افغان بادشاہ کی لڑکی میر حسین نامی شاہزادہ پر عاشق ہوئی جو کہ جلاوطن کیا ہوا تہا اور بلا اطلاع اپنے والد کے اوس سے شادی کر لی - اس شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا - شاہ نے جب اس لڑکے کی نسبت تحقیقات کی تو اوسکی لڑکی نے کہا کہ چونکہ کوئی شخص نہین جانتا تہا کہ میرا شوہر شاہزادہ ہے اور اسلیئے آپ ظاہرا ایک معمولی شخص سے میری شادی کرنے سے انکار کرتے حالانکہ مین جانتی تہی کہ وہ میرا ہم پایہ ہے مین نے آپکو مطلع نکیا - بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمہارے لڑکے کا نام اس صورت مین غلزئی ہونا چاہیئے اور تب سے اوس لڑکے کی اولاد غلزئی کہلاتی ہے اور اسوقت ملک مین ایک بڑی دلیر اور طاقتور قوم شمار کی جاتی ہے - اس قبیلہ مین عموماً عورتین خود اپنے لیئے

اونکے خراب انتظام اور کمزوری کی وجہ سے تقریبًا ہر ملا وخان اپنے آپ کو مطلق العنان سمجھتا تھا اور دونون اپنے تئین شاہزادے وپیغمبر تصور کرتے تھے بخصوصًا غلزئی ملا اور خان اس بارہ مین سب سے اول تھے - افغانستان مین سب سے زیادہ طاقتور - جنگجو اور شجیع تھے - تعداد مین بہی ملک کے سب سے بڑے تین قبیلون مین انکا شمار تہا یعنی درّانی - ہزارہ اور غلزئی ترکمان بہی تعداد مین زیادہ ہین - بعض کہتے ہین کہ ہزارہ بہی منگولین قوم سے ہین لیکن افغانی قبیلون مین وہ داخل ہین اسلیئے کہ تمام ملک مین پہیلے ہوئے ہین - اور ترکمانون کی طرح علیحدہ نہین ہین غلزئیون مین بڑے ذی اختیار وباوقار خوانین تھے اور اونکے پاس لڑنے والے لوگ بہی زیادہ تھے - یہ خوانین اور اونکے سپاہی بڑے ظالم وجابر تھے اور اپنی رعایا کے ساتھہ نہایت جور و تعدی کے ساتھہ پیش آتے تھے - اونکے بیحد اختیارات - ضرورت سے زیادہ ٹیکس - لوٹ مار و غارتگری - قافلون پر حملے - آپس کی متواتر خانہ جنگیان اور عام طور پر خونریزی یہ سب باتین وہان کے لوگون پر صرف عیان نہ تہین بلکہ اظہر من الشمس تہین اسلیئے یہ لازمی امر تہا کہ چونکہ مین اپنی آنکھون کے سامنے اس قسم کا برتاؤ ہرگز جائز نہین رکھہ سکتا تہا وہ مجھہ سے نفرت کرین اور میری حکومت تہ وبالا کرنے کے لیے کوئی دقیقہ نہ اوٹھا رکھین - بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ ؎

ازان مار برپائے راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ

(۴) مین نے شیر خان توخی غلزئی کو جس نے ۱۸۸۱ء مین بغاوت کی تہی قید کیا تہا جسکا کسی پچہلے باب مین بیان ہوچکا ہے اور اسوجہ سے اوسکے اکثر احباب اور ہمساز مجھسے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹ شوہر منتخب کرتی ہین اور حرم سرا مین بند نہین رہتین شوہر کے انتخاب و نسبت کرنے اور شادی کی رسوم عجیب وغریب ونہایت دلچسپ ہین جنکا ذکر مین نے اپنی کتاب موسومہ رسوم شادی وطرز معاشرت افغانان ،، مین کیا ہے اور جسے کہ جلد شایع کرنے والا ہون - (مولف)

ناخوش تھے۔

(۳) عصمت اللہ خان اور دیگر غلزئی خوانین امیر شیر علی خان کے خاندان کے دوست یا رشتہ دار تھے اور اسلیئے میرے مخالفین سے ملے ہوئے تھے۔ مختلف قبیلون مین وہ سازش کر رہے تھے جسکے لیے عصمت اللہ خان ۱۸۸۲ء مین گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ غلزی سردار تھا اور لوگون کے بہکانے مین شریک تھا۔

(۴) مشکِ عالم مشہور ملا جسے مین موشِ عالم کہا کرتا تھا۔ (اور یہ اوس کے اصل نام کی بہ نسبت زیادہ تر مناسب و موزون تھا اس لیے کہ اوسکا چہرہ بالکل موش کی طرح تھا اور اوسکی حرکات اس سے بھی ذلیل تر) اون مصنوعی غازیون کے ساتھہ ملگیا تھا جو کہ رعایا سے جبراً روپیہ لیتے تھے یہ لوگ اپنے تئین غازی اور ملا اس لیے کہتے تھے کہ عوام الناس کی نظرون مین معزز و باوقار معلوم ہون۔ چونکہ وہ خود غلزئی تھے اور مین نے اِن بیہودہ باتون کو موقوف کر دیا تھا اونہون نے اپنے اوس اثر کے ذریعہ سے جو اونہین قوم غلزئی کے جاہل اور وحشی لوگون پر تھا مجھے تکلیف دینے کی کوشش کی۔ کئی سال تک وہ اس قسم کی سازشین کرتے رہے اور آخر ش اونہون نے آتش بغاوت بھڑکائی جس کی وجہ سے بہت کشت و خون ہوا اور ہزارون شخص تباہ ہوئے[1]

[1] امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ اس دنیا مین جتنی لڑائیان و کشت و خون جاہل ملاؤن کی وجہ سے ہوا ہے اور کسی فرقہ کے ذریعہ سے نہین۔ اونکا یہ بھی قول ہو کہ افغانستان مین ترقی کے مانع ہمیشہ یہی لوگ رہے ہین اسطرح کہ مذہب کے پیرایہ مین اس قسم کی تعلیم لوگون کو دیتے رہے ہین جو کہ عقائد واصول اسلام کے بالکل خلاف ہے چونکہ یہ جھوٹے مقتدائے مذہب ہین جسقدر جلد نیست و نابود کر دیے جائین۔ بہتر ہوگا۔ امیر نے ایک یا دو بار ملاؤن کی ڈاڑھیان ایکدوسرے سے باندھکر یا اونہین رسی باندھکر کھنچنے کا حکم دیا ہے۔

(مؤلف)

خدا سے تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰہ یامُر بِالعَدلِ والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون افسوس کہ ملاؤن کے افعال ہمارے مذہب کی تعلیم کے بالکل خلاف ہین -

(۵) مین نے حکم دیا تہا کہ بقایا مالگذاری وصول کیجائے اور لوگ اوسے دینا نہین چاہتے تہے

(۶) افغانستان کی طرح ایک ملک مین جہانکہ خزانہ خالی تہا اور داخلی اخراجات اور نیز سرحدی مقامات کی حفاظت و استحکام کے لیے قلعون وغیرہ کے بنانے اور درست رکہنے کی ایسلیے ضرورت تہی کہ بڑے طاقتور ہمسائے ہمیشہ بہوکے گدہ کی طرح کمزور شکار کے ہضم کرنے کے منتظر و مشتاق رہتے ہین روپیہ بہت زیادہ درکار تہا - تمام ملک کی آمدنی کا تقریبًا نصف حصہ گورمنٹ بطور وظائف کے ملاؤن - سیدون اور دوسرے بے شمار ولیون اور متبرک پیشواؤن کو جو پیر کہلاتے تہے دیا کرتی تہی - اسکی وجہ سے دوہری تباہی اور کمزوری گورمنٹ کی ہوتی تہی - اولاً یہ کہ نصف آمدنی ایسے لوگون کو دی جاتی تہی جنکو کہ کوئی حق اوسکے لینے کا نہ تہا اور اوسکے عوض کسی قسم کی خدمت نہین کرتے تہے - دوسرے اس سے لوگون کو ترغیب ہوتی تہی کہ کاہلی و بیکاری کی زندگی بسر کرین - اور بلا محنت کے گورمنٹ سے روپیہ وصول کرین گویا کہ اِن بیکار شخصون کو اس بات کا انعام دیاجاتا تہا کہ وہ نہ تو اپنی ذات کو کوئی فائدہ پہونچا سکتے تہے اور نہ اپنے ملک کو - ان وظائف کو جنکا سرکاری خزانہ پر سخت بار تہا مین نے یک قلم موقوف کردیا - اور حکم دیدیا کہ تنخواہین صرف اون لوگون کو دی جاینگی جو اپنی لیاقت کے مطابق کام بہی کرینگے اور اونہین اپنا حق ثابت کرنے کے لیے ایک قسم کا امتحان بہی دینا پڑیگا - اس طریقہ سے اِن تمام خودبین حضرات کے وظیفے معہ موش عالم کے خاندان اور نیز اس قسم کے دوسرے چوہون کے موقوف کردئے گیے - یہ روپیہ اون بہادر سپاہیون کو دیاگیا جوکہ ان ذلیل و نقصان رسان چوہون کے مارنے کے لیے مقرر کیے گیئے تاکہ

ناجائز طور پر جبراً روپیہ وصول کر کے لوگون کے مکانون مین سوراخ نکرین۔

اس کارروائی سے ملاؤن - پیشوایانِ دین - اور مصنوعی ولیون مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہوا - بڑے زور شور سے شکایتین ہونے لگین اور جس بغاوت کا مین ذکر کر رہا ہون وہ اسی حکم کا نتیجہ تہی - لیکن خوش قسمتی سے اس فساد کی وجہ سے مجھے ہمیشہ کے لیے تمام چوہون سے نجات ملگئی - پہلی کوشش جو ان لوگون نے میری حکومت کے تہ و بالا کرنے کیلئے کی اوسکی اطلاع مجھے اپریل ۱۸۸۶ء مین ہوئی جبکہ اونہون نے ایک خط سر اولیور سنیجن کے ذریعہ سے ہر مجسٹی ملکہ معظمہ انگلستان کے پاس بہیجا - اس خط مین غلزئیون نے لکہا تہا کہ -

دو اگر آپکا کبھی ایسا ارادہ تہا کہ جور و تعدی سے دبے ہوئے اور شکستہ حال و افسردہ خاطر باشندگان افغانستان کو آپ فائدہ پہونچائین اور اونکی امداد کرین تو اس سے بہتر اور کوئی موقع نہین ہو سکتا جو کہ اسوقت حاصل ہے - لیکن بلا توقف ہماری مدد کیجئے "

مجھے یہ نہین معلوم کہ یہ خط گورنمنٹ برطانیہ کے کسی معتبر اہلکار تک بہی پہونچایا نہین لیکن یہ جانتا ہون کہ باغیون کو اسکا کوئی جواب نہ ملا - علاوہ برین اونہون نے ایوب خان کی دعوت کی کہ ایران سے آکر اونکے ساتھہ شریک ہون لیکن ملک مین داخل ہونے کیلئے اونکی تمام کوششین بیکار ہوئین - اسکی تفصیل آگے چلکر کرونگا اور کیا کیا کارروائیان باغیون نے کین اون سے مجھے سروکار نہین - لیکن اسقدر تو یقینی امر ہے کہ جب خفیہ سازشون مین کامیابی نہوئی تب اونہون نے علانیہ میرے مقابلہ مین ہتیار اوٹہائی جسکا اب ذکر کرتا ہون -

۱۸۸۶ء کے موسم خزان مین یہ لڑائی اسطرح شروع ہوئی کہ شیر خان پسر میر احمد نے پسر سردار گل محمد خان نبیرۂ سردار کہندل خان قندہاری کو جب کہ وہ قندہار سے کابل

آرہا تھا ایک مقام پر جو کہ موشکی اور چہاردہ کے درمیان واقع ہے قتل کیا اور اوسکی زوجہ و دیگر اعزا و مال و متاع کو لیگیا - دوسرا حملہ آندری و ہوتکی غلزیون نے بمقام موشکی ایک درانی پلٹن پر کیا جو کہ زیر حکم مرزا سید علی قندہار سے کابل جا رہی تھی اور چونکہ حال ہی مین بھرتی ہوئی تھی ابھی اوسے ہتیار نہین ملے تھے - اس حملہ مین غلزیون نے ایک سو چالیس سرکاری شتر - اسی خیمے اور تین ۳ ہزار روپیہ لوٹے - اونکی ان حرکتون کو سنکر اور چونکہ "مشک عالم" بھی اوسی قبیلہ کا تھا مین نے جنرل غلام حیدر خان توخی - حاجی گل خان کمیدان (اب بریگیڈیر ہیں) اور کرنل محمد صادق خان (اب قندہار مین بریگیڈیر ہے) کو معہ دو پلٹن پیدل - چار رجمنٹ سوار اور دو باتری توپخانے کے اونکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا - یہ فوج غزنی پہونچی اور چہوٹی چہوٹی لڑائیان دہن شیر و نانی دو مقامات پر ہوئین جن مین باغی شکست کہا کر منتشر ہو گیے -

موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن تمام غلزئی قوم سے میرے خلاف بغاوت کرانے کے لیے برابر خفیہ تیاریان اور سازشین کرتے رہے اسمین اونہین کامیابی ہوئی اور ماہ مارچ مین ایک عام بغاوت ہو گئی - ملا عبد الکریم پسر مشک عالم نے مارچ سنہ ۱۸۸۷ء مین اس مضمون کا اشتہار عام دیا کہ اوسکے پاس بارہ ہزار لڑنے والے موجود ہین اگر اور قومین بھی شریک ہو جائین تو ضرور کامیابی ہوگی -

چونکہ خزان سنہ ۱۸۸۶ء کی بغاوتین مین جسکا ذکر مین نے ابھی اوپر کیا ہے مجھے معلوم ہوا تھا کہ اہل ہوتکی بھی شریک تھے اسلیئے مین نے سرہنگ سکندر خان (اب زندہ نہین ہے) پدر جنرل غلام حیدر خان کو حکم دیا کہ قندہار سے ہوتکی جائین اور وہان کے باشندون سے ایک تلوار اور ایک بندوق فی مکان بطور جرمانہ کے وصول کرین -

سرہنگ کا پہونچنا تہا کہ اہل ہوتکی کا شعلۂ بغاوت بہڑک اُٹہا اور آندر اہوتکی ترکی اور دیگر غلزئی فرقون مین عام طور پر بغاوت شروع ہوگئی - اونہون نے اپنے اہل وعیال کو وزیرستان ژوب اور ہزارہ بہیجدیا اور میری فوج سے لڑنے کے لیئے تیار ہوئے -
اوسوقت غلزئیون کے ملک مین میری فوج مضبوط نہ تہی اور ایسے بڑے بڑے شہر مثلاً غزنی - کلات غلزئی - اور معروف کافی طور پر محفوظ ومستحکم نہ تہے - جنرل غلام حیدر خان کے ساتہہ صرف دو پلٹن پیدل اور تین رجمنٹ سوار تہے - مین نے فوراً حکم دیا کہ چہہ سو پیدل سپاہی زیرکمان کرنل صوفی اوسی ماہ مارچ مین سکندر خان کی امداد کے لیے جائین - مین نے ملیشیا پیدل اور نوساختہ جُوللّٰہ آنی پلٹن کو بہی حکم دیا کہ سکندر خان سے جاملے لیکن یہہ پلٹن بہت زیادہ مفید ثابت نہ ہوئی -
مین نے اور فوج بہی تیزی کے ساتہہ کابل سے جنرل غلام حیدر خان کی کمک کے لیئے روانہ کی -

ابتدا مین تو باغیون کی خوش قسمتی کا ستارہ اوج پر رہا اور اونہین کامیابی ہوئی عیسٰی خان گورنر معروف نے راہ مین شکست کہائی - وہ سکندر خان سے ملنے کے لیے جارہا تہا - باغیون کا افسر شاہ خان ہوتکی تہا - ۱۲ - اپریل کو سکندر خان نے بہی اوسیوقت اور اوسی مقام پر باغیون سے جنگ شروع کی اور پہلے تو شکست کہائی لیکن آخرش فتحیاب ہوا -
ساتہہ ہی شمال مین بہی لڑائی ہورہی تہی جہانکہ جنرل غلام حیدر خان بڑی بہادری سے ترکی اور آندری غلزئیون سے لڑرہا تہا - سخت لڑائی کے بعد اوسے کامیابی ہوئی اور اپنے باپ سکندر خان سے جاملا جسے اہل ہوتکی نے شکست دی تہی - یہہ دونون فوجین یعنی غلام حیدر خان اور سکندر خان کی ماہ مئی مین ملین اور انہین چار

پلٹنین پیدلون کی - دو رجمنٹ رسالہ اور اٹھارہ توپین تھین - انکے علاوہ بعض وفادار شخص رعایا مین سے زیر کمان بہلول خان ترکی سرکاری فوج کو امداد دیتے تھے - دشمن کی فوج تیس ہزار تھی جس نے شاہ خان ہوتکی کو اپنا امیر قرار دیا تھا - چارون طرف سی باغیون کو مدد پہونچ رہی تھی اور اونکی تعداد بڑہتی جاتی تھی - بیوفا غلزئی اون سے ملتے جاتے تھے - یہ بھی افواہ تھی کہ اونہون نے روسیون اور اہل میمنہ و ہرات اور ایوب خان سے جو ایران مین تھے مدد چاہی تھی اور اہل میمنہ اور ہرات نے جواب موافق دیا تھا -

میری جو فوج ہرات مین تھی اوسمین زیادہ تر غلزئی تھے - اونہون نے جب سنا کہ اونکی قوم اور دیگر خویش و اقارب نے سرکشی کی ہے تو وہ بھی بگڑ گیے - اور ۶ جون ۱۸۸۷ع کو ایک کثیر تعداد غلزئیون کی ہزارہ پلٹن کی جو ہرات مین مقیم تھی قلعہ مین بغاوت پر آمادہ ہوئی - ان باغیون کی تعداد قریب آٹھہ سو کے تھی - اونہون نے میگزین کا کچھہ حصہ لوٹ لیا اور میرے سپہ سالار کو قلعہ مین گھیر کر قید کر لیا - لیکن میرے دوسرے سپاہی جو ہرات مین تھے اوسیطرح باوفا رہے اور ان نمکحرامون سے لڑے جو کہ اونکے مقابلہ کی تاب نہ لا کر ہرات سے آندراپ چلے گیے تاکہ وہان باغیون سے ملجائین - بعض بیوفا سپاہی باغیون کی ایک بڑی فوج سے جو کہ مرغاب مین جمع ہوئی تھی جا ملے جسکی وجہ سے اونہین اور بھی ہمت ہوئی اور میرے باوفا اہلکارون کو بہت تردد پیدا ہوا - اس بات کا خوف تھا کہ بہت سے لوگ صرف اس کے منتظر تھے کہ باغیون کو ذرا کامیابی ہو کہ وہ اونکے شریک ہو جائین - ایسے نازک وقت پر جبکہ میری فوج کے نمکحرام باغیون سے ملگیے تھے جاہل ملاؤن اور میرے دشمنون نے غلط خبرین اوڑا دین کہ ہرات پر باغی قابض تھے اور اہل میمنہ اور

ملک کے دوسرے حصون کے لوگ بہی مجہسے منحرف ہو گیے ستہے - لیکن میرے
بہادر جنرل غلام حیدر خان نے جہان کہین اوس سے مقابلہ ہوا دشمن کی فوج کو
برابر شکست دیکر منتشر کردیا - اسوقت بہی اوس نے بمقام عطاقر ایک بڑی ہوتکی
فوج کو شکست دی اور اوسے پراگندہ کردیا - پہر اپنے والد کو وہان چہوڑ کر آپ اور زیادہ
شمال کی طرف بڑہا جہانکہ قبیلہ ترکی سے بمقام آب استادہ ایک اور لڑائی ہوئی - یہان
بہی اوسے فتح حاصل ہوئی اور مرغاب کی طرف روانہ ہوا جہانکہ ہرات کے بہت سے
بگڑے ہوئے سپاہی باغیون سے مل گیے ستہے - ماہ جون مین مین نے دو پلٹنین
پیدلون کی اور چار سو سوار کابل سے سپہ سالار کی امداد کے لیے بہیجے اور ۲۷ جولائی
کو ان فوجون نے باغیون کے حصہ فوج کو جو پوری فوج سے ملنے کے لیے جارہا تہا
شکست دی - اسکے بعد غلام حیدر خان اوس مجموعی خاص حصہ فوج کی طرف روانہ
ہوا بار برداری اور رسد کا انتظام باغیون کے ہان اسقدر خراب تہا کہ لوگ بہوک
سے قریب المرگ ہو گیے تہے - مختصر یہ کہ قطعی طور پر میری فوج نے اونہین شکست دی
اور گو خفیف لڑائیان ماہ اگست مین برابر ہوتی رہین تاہم وہ کچہہ ایسی قابل توجہ نہ تہین
اسلیئے کہ شکست فاش کہانے کے بعد بغاوت کا عام جوش سرد ہو گیا تہا -
ملا عبد الکریم کرم کی طرف بہاگا اور اوسکا بہائی فضل خان قید ہوا اور مار ڈالا گیا -
مین نے سنا کہ تیمور شاہ غلزئی نائب سپہ سالار نے جسپر کہ ۱۸۸۵ء مین جنگ پنج دہ کے
وقت غفلت کا الزام لگایا گیا تہا - لیکن مین نے اوسکا قصور معاف کردیا تہا اس
بغاوت مین میرے خلاف خوب حصہ لیا - اوسکے ساتہہ ایک کپتان اور اردلی
بہی تہا - تیمور شاہ بہی گرفتار کیا گیا اور کابل لایا گیا - ۱۳ - جولائی کو مین نے حکم دیا کہ اس
نمکحرامی کی سزا مین وہ سنگسار کیا جائے - اس سے یہ غرض تہی کہ دوسرے فوجی

لوگون کو آئندہ کے لیے تنبیہ ہو کہ یہ نہایت معیوب و زبون کام ہے کہ ایک شخص جیسے کہ نائب سپہ سالاری کے معزز عہدہ پر ترقی دیگئی ہو اپنے آقا کے خلاف ہتیار اوٹھائے جبکا عرصہ سے نمکخوار رہ چکا ہے۔

جب اس شاندار فتح کے بعد جنرل غلام حیدر خان کابل واپس آئے تو مین نے اونہین نائب سپہ سالار مقرر کیا اور اونکی خدمات کے صلہ مین ایک ہیرے کا تمغہ دیا۔ علاوہ برین ایک دن کے کوچ کے فاصلہ پر ایک بڑی فوج زیر حکم پروانہ خان کابلی سپاہیون کی اونکے استقبال کے لیے بہیجی۔ اسطرح یہ شر و فساد غلزئیون کا ہمیشہ کے لیئے فرو ہو گیا۔

ایوب خان باغیون کی فتح کی خبر پاکر بلا علم گورنمنٹ ایران وہان سے بہاگا۔ لیکن میرا محکمہ خبر رسانی[۱] ایسے عمدہ اور خوش اسلوب اصول پر چلایا جاتا ہے کہ کوئی قابل لحاظ شخص ایران۔ روس۔ ہندوستان یا افغانستان مین ایسا نہو گا جسکی حرکات پر نظر نہ رہتی ہو اور اوسکی اطلاع نہ آتی ہو۔

---

[۱] دنیا مین کوئی ایسا ملک نہین ہے اور غالباً روس بہی اس سے مستثنےٰ نہین جہانکہ اس کثرت سے مخبر و جاسوس ہون اور محکمہ مخبری و سراغ رسانی اس کمال و خوبی کو پہونچا ہو جیسا کہ افغانستان مین ہے یقین کیا جاتا ہے کہ ہر مکان مین ایک گوئندہ ہے بی بی کو خوف رہتا ہے کہ اوسکا شوہر کہین اوسکی مخبری نکرے اور شوہر کو اسی قسم کا خطرہ بی بی کی جانب سے رہتا ہے۔ اس طرح کی بہت سی مثالین ہین کہ بچون نے اپنے والدین کی جاسوسی کی ہے جیسا کہ سرداروں کی نسبت خود اونکے بیٹے نے اور مستری قطب کی خود اوسکی بی بی نے مخبری کی حقیقت مین سینکڑون مقدمات سالانہ اس قسم کے ہوتے ہین جنمین بیٹے و دیگر اعزا و اقارب و عزیز ترین احباب گوئندہ گری کرتے ہین امیر اونہین انعام دیتے ہین اور مجرم سزایاب ہوتے ہین۔ اسکی وجہ سے لوگون کے دلون مین

ایوب خان کی حرکات کی خبر پاکر مین نے پوری سرحد پر پہرہ مقرر کیا کہ اگر وہ میرے ملک مین آئے تو گرفتار کرلو۔ جب وہ سرحد پر بمقام غوریان پہونچا تو میرے سپاہیون کو استقبال کے لیے مستعد پایا اور بجاے تخت کابل پانے کے اوسے اپنی جان کے لالے پڑ گیے بمشکل صحرا سے خراسان کی طرف بہاگا اور بڑی دقت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۸- عام طور پر ایک قسم کی وہشت رہتی ہے اور ہر شخص ایک دوسرے سے ڈرتا ہے۔ لیکن امیر کو محض اپنی حفاظت اور لوگون کی سازش و مکر و فریب کے انسداد کے لیے ایسا کرنا پڑتا ہے اس لیے کہ اہل افغانستان نے گذشتہ زمانہ مین اپنے بادشاہ و خوانین کو قتل کیا ہے اور امیر کے دشمنون سے خواہ وہ ملک مین ہون یا باہر جوڑ توڑ کرتے رہتے ہین۔ صرف ایک واقعہ کا ذکر کرنا کافی ہے جس سے معلوم ہوجایگا کہ تمام ملک پر اسطرح نظر رکہنا کسقدر ضروری ہے۔ سنہ ۱۸۹۱ء مین جبکہ تقریباً تمام فوج کابل سے اہل ہزارہ سے لڑنے کے لیے بہیجدیگئی تہی چند جلیل القدر اشخاص نے سازش کی اور قریب سو آدمیون کے اسمین شریک ہوئے۔ اونکا ارادہ تہا کہ ایک شب جیلخانہ مین آگ لگا دیجائے جو کہ بیچ شہر مین واقع تہا۔ پولیس کے لوگ اوسکے بجہانے مین مشغول ہوجائینگے چونکہ یہ اونکا کام ہے اور میدان خالی پاکر امیر کو قتل کرڈالینگے۔ اس کے بعد تمام ملک مین بغاوت پہیلا دینا اور شہر لوٹنا آسان کام ہوگا۔ لیکن چونکہ امیر کے مخبر جیلخانہ مین بہی تہے وقت مقررہ کے صرف چند گھنٹے پہلے اسکی اطلاع ہوگئی تمام لوگ جو اس سازش مین شریک تہے گرفتار ہوگیے اور وہ خط بہی پکڑا گیا جو کہ اونہون نے قیدیون کو لکہا تہا۔ جو لوگ کہ اس محکمہ کی وجہ سے اور رعایا کی مخبری ہونے کے سبب سے امیر پر طعن و اعتراض کرتے ہین اونہین یاد رکہنا چاہیئے کہ امیر کو مجبوراً اپنی و اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے ایسا کرنا پڑتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ایسی بہی بہت مثالین ہین کہ مخبرون نے غلط خبرین بعض لوگون کے دشمنون سے روپیہ لیکر اونکے خلاف پہونچائی ہین لیکن اگر یہ ثابت ہوجائے تو اون مخبرون کو سخت سزا دی جاتی ہے۔ کشمش نامی ایک ملا نے ایک بار خود امیر کے بیٹے کے خلاف

اون لوگون کے پنجہ سے چھوٹا جو اوسے تاج و تخت دینے کے لیے منتظر تھے جیساکہ کسینے کہا ہے "کسیکہ سر خود را بسنگ میزند سنگ آزردہ نمیشود ولی سر خود را می شکنند"

بہت کچھہ مصیبت اور تکلیف کے بعد ایوب خان نے اپنی تئین جنرل میکلین کے سپرد کردیا جو کہ مشہد مین وائسرائے ہند کے ایجنٹ تھے کچھہ خط و کتابت کے بعد لارڈ ڈفرن وائسرائے نے بڑی عقلمندی کی کہ ایوب خان کو ایران سے ہندوستان بلالیا جہان کہ وہ اب تک بود و باش کرتا ہے اور میرے بہادر سپاہیون کے پنجہ مین آنے سے محفوظ ہے -

اسحاق خان کی بغاوت

اب مین اوس تیسری اور سب سے زیادہ قابل لحاظ لڑائی کا ذکر کرونگا جو ۱۸۸۸ء مین واقع ہوئی - اسکے اسباب و نتائج آگے چلکر بیان کیے گئے ہین - مین پیشتر لکھہ چکا ہون کہ روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے مین نے اپنے تئین چچیرے بہائیون سردار عبد القدوس خان - سردار سرور خان اور اسحاق خان کو میمنہ کی طرف بہیجا تہا - اونکے سفر کی تفصیل گذشتہ بابون مین ہوچکی ہے لیکن اس موقعہ پر اپنے بیوفا و دغاباز بہائی اسحاق خان کا کسیقدر حال لکھنا ضرور ہے جو کہ اصل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹ جاسوسی کی لیکن بعد تحقیقات یہ خبر غلط ثابت ہوئی اور وہ توپ کے منہہ پر اوڑا دیا گیا - (مولف)

یاغی تھا - میرے چچا امیر اعظم خان کا وہ صلبی بیٹا نہین ہے - اوسکی مان آرمینیا کی
ایک عیسائی لڑکی تھی جو میرے چچا کے حرم مین تھی لیکن اونکی منکوحہ بیبیون سے نہ تھی
ناظرین کو معلوم ہے کہ خود اسحاق خان کے والد کی کیسی سیرت و خصلت تھی اونہین
یہ بھی یاد ہوگا کہ والد کے انتقال کے بعد کابل کا تخت ولانے مین مین نے اونکی
کیا کیا خدمتگزاری کی میرے والد بادشاہ تھے اور اونکے بعد مجھے اونکا جانشین ہونا
چاہیئے تھا لیکن مین نے اپنے چچا کو امیری دی - اونکی وفات تک جو جو کام مین نے
اونکے لیے کیئے اور جس شفقت وعنایت سے اونکے بیٹے اسحاق خان و دیگر بیٹون
سے سلوک کیا اوس کے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ پوری
کیفیت پہلے بیان ہو چکی ہے - اسحاق خان کی ناسپاسی کا اس سے اندازہ
کیا جا سکتا ہے کہ یہ تمام احسانات و مہربانیان اوس نے فراموش کر دین - یہ بھی یاد
رکھنا چاہیئے کہ ہمارے خاندان مین جو شر و فساد و خرابیان واقع ہوئین اون سب کے
بانی میرے چچا امیر اعظم تھے جنہون نے میرے والد اور شیر علی خانکو ایک دوسرے
کا دشمن بنا دیا تھا - یہی مفسدہ پردازی اونکے بیٹے اسحاق خان مین بھی تھی اور ضرور
تھا کہ کبھی نہ کبھی وہ رنگ لاتی - جب مین روس سے چلا تو اپنے ساتھیون سے
اپنی اطاعت کے لیئے قرآن شریف پر قسمین لین اور محمد اسحاق خان نے بھی
میری اطاعت و وفاشعاری اور و مسازی کی قسم کہائی - وہ کلام مجید جس پر محمد اسحاق
خان اور اسوقت کے دوسرے اشخاص کی مہرین اور دستخط ہین میرے پاس اس
وقت کابل مین موجود ہے - اپنی حکومت کے اول ہی سال جو مین نے اوسے
ترکستان کا وائسرائے و گورنر مقرر کیا تو گویا اوس پر اور اوسکی قسم پر پورا اعتبار کیا -
جتنے گورنر اور فوجی افسرون کو مین کابل سے ترکستان بھیجا کرتا اونہین سخت حکم تھا

کہ محمد اسحاق خان کو ہمیشہ میرے بہائی اور فرزند کی طرح تصور کرین - ہفتہ وار
خطوط جو وہ مجھے لکھا کرتا تہا وہ ابتک میرے پاس موجود ہین جن مین اطاعت
ووفاداری کے وعدے بکثرت ہین - اوسکا طرز تحریر ہمیشہ ایسا ہوتا تہا جیسا کہ ایک
مطیع بیٹا اپنے باپ کو یا ایک فرمانبردار ملازم اپنے آقا کو لکھتا ہے - خطون پر
وہ اسطرح دستخط کرتا تہا - "آپکا غلام وادنی وناچیز ملازم محمد اسحاق" اسوجہ
سے مین بہی اوسے اپنے بیٹے اور بہائی کی طرح خطاب کرتا تہا - چونکہ اوس کے
مکروفریب کا مجھے مطلق شبہ نہ تہا مین نے عمدہ ترین بندوقین ودیگر اسلحہ جنگ
جو ترکستان مین دستیاب ہوسکتے تہے اوسکی نگرانی مین رکہے اسلیے کہ وہ روسی
سرحد پر تہا جہانکہ ہرقسم کے سازوسامان مثلاً سامان جنگ ورسد وغیرہ کا جمع رکہنا مین
مناسب سمجہتا تہا تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے اور اب بہی ایسا ہی کرتا ہون
مجھے یہ کیا معلوم تہا کہ میرے ہی ہتیار اور میرا روپیہ میرے ہی مقابلہ مین خرچ کیا
جائیگا اور مجھے ہی اپنی بہترین توپون اور بندوقون کے گولون اور گولیون کا سینہ سپر
ہونا پڑیگا - اپنے والد کی طرح وہ بہی غدار نکلا - اول دن سے جو مین نے
اوسے ترکستان بہیجا اوسنے لکھنا شروع کیا کہ فوج کثیر جو آپنے یہان رکہی ہے اوسکا
صرف اتنا زیادہ ہے کہ ملک کی آمدنی اوسکے لیے کافی نہین ہے - اسلیئے مین
برابر دوسرے صوبون سے روپیہ جمع کرکے بہیجا کرتا تہا کہ سپاہیون کی تنخواہین ادا
کی جائین - اودہر اسحاق خان برابر روپیہ اور توپین جمع کر رہا تہا اور خفیہ تیاریان
میرے خلاف ہورہی تہین - اہل ترکستان کے نزدیک وہ اپنے تئین بڑا
متقی اور پرہیزگار مسلمان ظاہر کرتا تہا - علی الصباح اوٹھکر مسجد مین نماز پڑہنے جایا
کرتا تہا جس سے مسلمانون کا ایک حصہ ملاؤن کا اوسکے دام فریب مین گرفتار

ہوگیا - یہ لوگ صرف اون اشخاص کا جوکہ پابند صوم وصلوۃ ہون بہت کچھہ خیال کرتے
ہین لیکن اونکے افعال پر نظر نہین ڈالتے - ان جاہل ملاؤن کو اون مقدس بزرگ
عبد اللہ انصاری[۵۱] کا یہ قول یاد نرہا کہ وہ بہت سے روزے رکھنا کھانا بچانے کی
غرض سے ہے - بہت نمازین پڑہنا اون کاہل بیواؤن کا کام ہے جو کام سے جان
چوراتی ہین - لیکن دوسرون کی مدد کرنا جوانمردونکی سچی عبادت ہے" پھر ان ہی بزرگ
کا قول ہے کہ "ہوا مین اوڑنا کوئی کرامت نہین اسلیئے کہ غلیظ ترین مکھی اسے کرسکتی
ہے - بلاپل یا کشتی کے دریا پار کرنا ہی کوئی کرامت نہین اسلیئے کہ کتے اور ایک
تنکے مین بہی یہ طاقت ہے - پاک لوگون کی اصل کرامت یہ ہے کہ دُکھے دلون
مین گھر کرین اور اونکی امداد کرین"

دوسرا اثر یہ تہا جو اوس نے جاہل مسلمانون کو دیا وہ یہ تہا کہ علاوہ مذہبی پیشوا
بننے کے نقشبندیہ خاندان - کے ایک درویش سے بیعت کی - اس صوفیہ فرقہ
کی بخارا کے ایک متبرک ولی خواجہ بہاء الدین[۵۲] رحمتہ اللہ علیہ نے تیمور لنگ کے
زمانہ مین بنیاد ڈالی تہی -

اس مین کلام نہین کہ اس خاندان کے موجد کی تعلیم نہایت متبرک و معقول
ہے لیکن بہت سے لوگ جنہین اونکے خاندان کی بیعت کا دعوی ہے جہوٹے
ہین اور یہ لوگ صرف اسوجہ سے آدمیون کو مرید کرتے ہین کہ اون سے روپیہ وصول
کرین اور خود بیکاری و کاہلی کی زندگی بسر کرین - وہ بالکل بہولجاتے ہین کہ یہ قطعاً ہمارے

[۵۱] ہرات کے ایک بڑے فلاسفر - (مؤلف)

[۵۲] باقی تین فرقے قادریہ چشتیہ اور سہروردی ہین - قادریہ کے بانی حضرت شیر عبد الشیخ رحمتہ اللہ علیہ
تہے جنہین سات سو برس کا عرصہ ہوا اور بغداد مین اونکا مزار ہے - چشتیہ کے سرچشمہ حضرت خواجہ

مذہب اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور عمل کے بالکل خلاف ہے اور نیز نقشبندیہ فرقہ کے بانی کے عمل کے خلاف ہے۔ اس لیئے کہ ہمارے نبی معظم خود بہت جفاکش تھے اور خواجہ بہاء الدین کمہار کا کام کرتے تھے اور دل خدا کی طرف رجوع رہتا تھا۔ متذکرہ ذیل اقتباس سے جو کہ فارسی نظم سے کیا گیا ہے اونکی تعلیم کا انداز معلوم ہوتا ہے اوسکا اُردو ترجمہ یہ ہے۔

"اپنے ہاتھ کام مین لگائے رکھو اور دل خدا کی طرف۔ ظاہرا دنیا کے کامون مین مشغول رہو اور باطنی شغل یہ ہو کہ اپنی روح کی تعلیم و تربیت کرو اور روحانی دنیا کی چیزون مین غرق رہو۔ غرضکہ دل بایار و دست بکار رہے گا"

چونکہ ترکمان خاصکر اسی خاندان کے مرید ہین اسحاق خان نے بھی اپنی ترکمان رعایا کے خوش کرنے کیلئے اوسی خاندان مین بیعت کی۔ مزار شریف کے جہوٹے پیرزن نے ملہم ہونے کا دعوٰی کیا اور اسحاق خان سے کہا کہ خواجہ نقشبند نے تخت کابل تمکو عطا کیا ہے۔ اسحاق خان نے اسپر یقین کیا اور علانیہ اپنے تئین افغانستان کا امیر قرار دیا۔

اس موقعہ پر اس بغاوت کے تین سال پیشتر کا بھی کچھہ ذکر کرنا ضرور ہے۔ اُسوقت میرے پاس خبر پہونچی تھی کہ اسحاق خان نے جو فرد حساب امیر کے پاس بہیجی تھی اوس سے زیادہ روپیہ وصول کیا تھا اور چونکہ صوبہ کی آمدنی تمام اخراجات کے لیے ضرورت سے زیادہ کافی تھی اوسے اور روپیہ مجھسے طلب کرنا نہیں چاہیئے تھا۔ یہ سنکر مین نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکا زمانہ چند برس بعد ہوا اور اجمیر شریف مین مزار شریف ہے۔ فرقہ سہروردی کے موجد حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ ہین۔

(مؤلف)

ایک اہلکار بہیجا کہ ترکستان جاکر اسحاق خان کے حساب کی جانچ کرے اور صحیح رپورٹ پیش کرے - اور گو مجہسے کہا گیا کہ اسحاق خان دہوکا دی بہا ہے تاہم مجہے اوس کے خلاف اس قسم کا یقین نہوا - مختلف موقعون پر اس قسم کی اور بہی رپورٹین ہوئی تہین لیکن مین نے صرف یہی نہین کیا کہ اون پر مطلق لحاظ نکیا بلکہ سخت ممانعت کردی کہ کوئی اسحاق خان کی شکایت نکرے -

دوسرے سال مین نے اسحاق خان کو لکہا کہ اپنا حساب کتاب بہیجدو اور خود مجہسے آکر ملو - اوس نے آنے سے تو بیماری کے بہانہ سے معافی چاہی اور اپنے ایک مددگار کے ذریعہ سے حساب بہیجدیا - اب مجہے اطلاع ہونے لگی کہ اوسکی سازشین حد سے تجاوز کر گئی ہین - نیز یہ کہ قرآن شریف پر وہ لوگون سے قسمین کہلواتا تہا کہ اوسکی اطاعت کرینگے اور جو ایسا نہین کرتے تہے اونہین سزا دیتا تہا یا خفیہ طور پر قتل کرا دیتا تہا - جب مین نے اوسکی علالت کا حال سنا تو اپنے درباری حکیم عبد الشکور خان کو (آجکل کابل مین رہتے ہین) معالجہ کے لیئے بہیجا - اس چالاک حکیم نے یہ سمجہکر کہ اسحاق خان کے لوگ ضرور اوسکا خط پکڑ لینگے مجہے لکہا کہ سردار اسحاق خان کو زیادہ تر دماغی عارضہ ہے گویا کنایۃً ظاہر کیا کہ اوسے کوئی مرض نہ تہا صرف مجہسے دشمنی تہی - باوجود اس کے اور اون رپورٹون کے جو مختلف ذریعون سے میرے پاس آتی تہین مین اونکے صحیح ماننے مین ہچکچاتا تہا -

لیکن اسی زمانہ مین مجہے نقرس نے نہایت تکلیف دی اور کئی مہینے مین بیمار رہا ماہ جون ۱۸۸۸ء مین اپنے موسم گرما والے مکان مین جو کہ کابل سے اٹہارہ میل کے فاصلہ پر پغمان پہاڑیون پر واقع ہے - اس مرض کا دورہ ہوا اور مین سخت بیمار ہو گیا ماہ اگست تک مین اس مین مبتلا رہا - سوا اسکے حکیمون اور ذاتی ملازمون کے اور کسی

کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ تھی - چونکہ بیماری کی حالت مین بھی مین اون لوگون سے ملاقات کرتا ہون جنہین کہ مجھسے کچھ کام ہوتا ہے اسلیئے اس وقت قطعاً ممانعت کی وجہ سے افواہ مشہور ہوئی کہ مین مرگیا اور یہ خبر لوگون سے پوشیدہ رکھی گئی ہے - [۵۱]

نمکحرام اسحاق خان کو جب یہ خبر پہونچی تو اوس نے میرے جانشین ہونے اور امیر ہونے کا دعویٰ کیا - اور میری یاد فارعایا کو یہ دہوکا دیا کہ چونکہ مین اوس سے ہمیشہ بھائی اور بیٹے کی برتاؤ کرتا تھا تخت نشینی کا اوسکو سب سے زیادہ حق حاصل تھا - ساتھ ہی فوراً کابل آنے کا ارادہ ظاہر کیا یہ کہکر کہ ملک انگریزون کے قبضہ مین نہ آجائے اسلیئے کہ کوئی فرمانروا نہ تھا - اسحاق خان نے واقعی سب انتظام کرنا شروع کیا اور اپنے نام کا سکہ بنوایا جسپر کہ یہ عبادت لکھی ہوئی تھی -

[۵۲] لا الہ الا اللہ امیر محمد اسحاق خان -

جب مجھے یہ خبر ملی تو مین نے جنرل غلام حیدر خان ارکسٹری نائب سپہ سالار جنرل وکیل خان (جو اپنی بزدلانہ حرکت اور محمد اسحاق خان سے شکست کھاکر بہاگنے کی وجہ سے موقوف کر دیا گیا) کمیدان عبد الحکیم خان (پسر جنرل ابو احمد و برادر زادہ جنرل عمر احمد خان معلم افواج و مشیر امیر و نبیرہ جنرل شہاب الدین خان معلم اول توپخانۂ افغانی جو بالفعل کابل مین فیل باتری کے سردار ہین) - بریگیڈیر فیض محمد خان (آجکل

---

[۵۱] ڈاکٹر مس ہملٹن ایم - ڈی - کہتی ہین کہ ایسی بیماری کی حالت مین جبکہ وہ معالج تہین اونہون نے امیر کو اکثر دیکھا ہے کہ معمارون کو اپنے کمرے مین روسی چوسلے بنانا سکھار ہے ہین اور بعض وقت اپنے ہاتھ سے سرخی چونا اور اینٹین جما رہے ہین - بہت سے دیگر یورپین اشخاص بھی جنہین امیر سے سابقہ پڑا ہے اسکے شاہد ہین کہ امیر مین کام کرنیکا بڑا مادہ ہے حتی کہ سخت علالت کی حالتین مین بھی وہ بیکار نہین رہ سکتے - (موءلف)

[۵۲] مین نے خود یہ روپیہ دیکھا ہے - (موءلف)

امیر کی باڈی گارڈ کے افسر اعلیٰ ہین) کرنل حاجی گل خان - کرنل عبد الحیات خان اور دیگر افسرون کو معہ چار رجمنٹ سوار - تیرہ پلٹن پیدل اور چھبیس توپون کے حکم دیا کہ بامیان[۵۱] کی راہ سے جاکر اسحاق خان کا مقابلہ کرین -

دوسری طرف سردار عبد اللہ خان توخی قتاغان و بدخشان کا گورنر (آجکل امیر کا ذاتی ملازم ہے) مشرق سے بلخ کی طرف روانہ ہوا - ۱۰ ستمبر کو جنرل غلام حیدر خان کی فوج بلخ سے دو کوچ کے فاصلہ پر ہیبک پہونچی اور اوسی مہینے کی تیئسوین تاریخ سردار عبد اللہ خان کی فوج بہی اون سے ملگئی -

۲۹ ستمبر کو وادی غزنی گگ مین تاشقرغان سے تین میل جانب جنوب لڑائی شروع ہوئی - یہ لڑائی نہایت سخت تہی اور اوس نے طول بہی کہینچا اس لیئے کہ اسحاق خان کی فوج جو تعداد مین بیس ہزار سے چوبیس ہزار تک تہی معہ اسحاق خان اور اوسکے بیٹے سردار اسمعیل حتی الامکان اس امر کی کوشان تہی کہ اوسے فتح ہو اس لیئے کہ تمام اُمیدین اس جنگ کے نتیجہ سے وابستہ تہین اور فریقین کی قسمت کا تصفیہ اسی پر تہا - لیکن ناظرین کتاب کو معلوم ہے کہ سردار عبد اللہ خان سے بڑہکر کوئی معتبر و باوفا دوست میرانہ تہا اور نہ جنرل غلام حیدر خان سے زیادہ تربیت یافتہ و تجربہ کار افسر فوج مین تہا - اِن دونون مین سے کسی کو آسانی سے شکست نہین ہو سکتی تہی - برخلاف اس کے محمد اسحاق خان اپنے باپ کی طرح بزدل

---

[۵۱] بامیان وسط افغانستان مین بہت بڑا شہر ہے - غزنی کے قریب واقع ہے اور کہا جاتا ہے کہ بدھ کے زمانہ مین اسکی نہایت اچہی حالت تہی - بدھ کی ایک بہت بڑی مورت اب تک شہر کے باہر کہڑی ہے - وسط ایشیا کے کہنڈرون مین یہ ایک نہایت مشہور نمونہ صنعت کا خیال کیا جاتا ہے یہ بت اسقدر بڑا ہے کہ سینکڑون کبوترون نے اسکے کانون مین آشیانے بنائے ہین - (مؤلف)

تہا لیکن اوسکے فوجی افسر جو چیدہ اشخاص میری ہی بہیجے ہوئے ستے کہ بوقت ضرورت روسیون کا مقابلہ کرین سب دلیر اور تجربہ کار شخص ستے - مثلاً جنرل محمد حسین خان کرنل فضل الدین خان وغیرہ -

فجر سے رات گیئے تک دونون فوجین عمدہ طور پر اور استقلال کے ساتھہ لڑین دونون طرف بے شمار آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے سہ پہر کے وقت میری فوج کا ایک حصہ زیر کمان سردار عبد الصمد خان - جنرل وکیل خان - کمیدان محمد حسین اور عبد الحکیم اصل فوج سے علیحدہ ہو گیا - اور اسحاق خان کی فوج سے زیر حکم محمد حسین[۱] خان ہزارہ سخت شکست کہائی - ساتھہ ہی جب کہ جنرل غلام حیدر خان اور دشمن مین خوب جنگ ہو رہی تہی بعض نمکحرام سپاہی جو جنرل محمد حسین سے ملگئے تہے اوس پہاڑی کی طرف گہوڑا دوڑا کر گیے جہانکہ محمد اسحاق خان تہا اس ارادہ سے کہ جاکر اوسکی اطاعت اختیار کرین لیکن محمد اسحاق خان نے خیال کیا کہ اوسکی فوج نے شکست کہائی اور یہ لوگ اوسکے گرفتار کرنے کو آئے ہین اور بہاگ کہڑا ہوا - اوسکی فوج جنرل غلام حیدر خان سے غروب آفتاب کے بہت عرصہ بعد تک لڑتی رہی یہانتک کہ خوب اندہیرا ہو گیا اور ادہر اسحاق خان حتی الامکان تیزی کے ساتھہ بہاگا جاتا تہا جب اوسکے سپاہیون کو خبر ہوئی کہ اونکا آقا بہاگ گیا تو اونکے دل بہی ٹوٹ گیے اور شکست کہا کر بہاگے - غرضکہ ۲۹ ستمبر کو میرے جنرل غلام حیدر خان کو ایک فتح عظیم حاصل ہوئی -

میری فوج کا دوسرا حصہ جس نے شکست کہائی تہی اس سراسیمگی کے ساتھہ

---

[۱] یہ جنرل بعد کو قید کر لیا گیا اور کابل مین زیر حراست رہا لیکن ۱۸۹۵ء مین کہین بہاگ گیا اور اب تک اوسکا پتہ نہین ہے (مولف)

بہاگا کہ کابل پہونچکر دم لیا۔ بہت سے سپاہی تو کابل کے قریب بہی نہ گئے اور اپنے اپنے گہرون کو دیہات چلے گئے۔ اونہون نے تمام ملک مین مشہور کردیا کہ جنرل غلام حیدر خان مارے گئے۔ میری تمام فوج جو اسحاق خان کے مقابلہ مین بہیجی گئی تہی منتشر ہو گئی یعنی درحقیقت امیری حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن مین نے بعض افغانی فرمانروا اون کی مثل شیر علی خان اور میرے چچا اعظم کے اِس معاملہ مین تقلید نکی یعنی یہ کہ شکست کی خبر پاکر مین بہاگ نہ گیا۔ ایک روز نہایت صبر کے ساتہہ انتظار کیا۔ دوسری صبح کو شکست یافتہ فوج کے کابل پہونچنے کے بعد خوش قسمتی سے ہماری فتح اور غنیم کے پسپا ہونے کی خبر پہونچی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتح خدا کے ہاتہہ مین ہے اور یہ کہ گو اولاً دشمن کی فوج کامیاب ہوئی تاہم چونکہ خداوند تعالے کو منظور تہا کہ مین اوسکے پیدا کیے ہوئے گلّے کا یعنی اہل افغانستان کا نگہبان رہون دشمن نے ہزیمت اوٹہائی اور مجہے فتح نصیب ہوئی۔

اسحاق خان کے بعض افسر اوسے فتح کی خوشخبری سنانے کیلئے گیے لیکن اوس نے اعتبار نکیا اور یہہ کہکر اونہین قتل کرڈالا کہ وہ فریب دیے رہے تہے اور دہوکا دیکر اوسے بہاگنے سے روکنا چاہتے تہے تاکہ گرفتار کرکے دشمن کے حوالہ کردین۔

اپنے بہادر جنرل غلام حیدر خان کو ایسی لاجواب خدمات کے صلہ مین مین نے ایک اور بہرے کا ستارہ بہیجا اور ترکستان کا سپہ سالار مقرر کیا جس عہدہ پر وہ اسوقت تک ممتاز ہین۔

اس فتح کے بعد مین نے ترکستان جانا مناسب و ضروری سمجہا اور وہ چند وجوہ سے جنمین سے خاص باتون کا ذکر کرتا ہون۔ (۱) ملک کا انتظام درست کرنے کیلئے

کیونکہ گذشتہ چند سال سے اسحاق خان پر بالکل دارومدار تھا - (۲) سلطان مراد کی طرح نمکحراموں کو جنھوں نے اسحاق خان کو مدد دی تھی ملک سے نکال لینے کیلئے تاکہ شر و فساد کے اور ذرایع باقی نرہین - (۳) مجھے خبر ملی تھی کہ ہمسایہ سلطنتوں مین سے ایک سلطنت اس بغاوت مین شریک تھی جس سے کہ محمد اسحاق خان کو ہمت ہوئی تھی (۴) میری فوج متعینہ ترکستان کے بعض معزز و معتبر افسر وفادار نہ تھے اور اگر اسحاق خان اسقدر بزدل نہوتا تو اوس کے ضرور شریک ہو گیے ہوتے - لیکن خوشی کا مقام ہے کہ ذاتی تحقیقات کے بعد جو کہ مین نے موقع پر کی یہ قصہ غلط ثابت ہوا - میرا یہ بھی ارادہ تھا کہ ہرات جا کر روسی پیشقدمی روکنے کے لیے شمالی مغربی سرحد پر مستحکم قلعہ بندی کرون لیکن روپیہ کی کمی کی وجہ سے یہ ارادہ کلی طور پر کامیابی کے ساتھہ پورا نہو سکا - مجھے اُمید تھی کہ گورمنٹ ہندوستان مجھے مالی امداد دیگی لیکن چونکہ یہ نہوا اسلیئے جسقدر روپیہ کہ مین دوسرے اخراجات سے بچا سکا اس کام پر صرف کیا - خاص اور نہایت بکار آمد قلعہ جو مین نے بنایا وہ بمقام دہ دادی تھا جو کہ مزار شریف[1] کے قریب ہے - یہ میری سلطنت مین سب سے بڑا اور سب سے

[1] اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو اپنا قائمقام چھوڑ کر مین ۱۸۸۸ء کے موسم خزان مین مزار شریف روانہ ہوا اور جولائی ۱۸۹۰ء تک واپس نہ آیا - اسی زمانہ مین میرے نہایت باوفا و خیر اندیش قدیم ملازم جنرل امیر احمد خان سفیر متعینہ ہندوستان نے قضا کی اور لارڈ لینسڈون نے جو کہ لارڈ ڈفرن کے بعد وائسرائے ہند ہوئے مجھے ایک خط لکھا جس مین کہ افغانستان کے چند داخلی معاملات کے متعلق صلاح و مشورہ دیا تھا - مین نے اونکی صلاح نہ سنی جسکی وجہ سے وہ غالباً مجھہ سے ناخوش ہوئے لیکن اس معاملہ کا ذکر اپنے موقعہ پر کیا جائیگا -

(مؤلف)

زیادہ مضبوط قلعہ ہے - ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اور اوسکی زد مین وہ
گھاٹی ہے جس سے ہوکر روسی عملداری سے بلخ دار السلطنت ترکستان کو
خاص سڑک آتی ہے -
سلطان مراد باشندۂ قندز بہاگ کر اسحاق خان سے روسی ترکستان مین
جاملا چنانکہ ابتک وہ متمکن ہے -
جس زمانہ مین کہ مین مزار شریف مین تہا اہل بدخشان نے سرتابی کی - مین نے
اونہین سزادی جس کے بعد اونہون نے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ دی -
ترکستان کے زمانہ قیام مین ایک اور واقعہ پیش آیا - دسمبر ۱۸۸۸ع مین اپنی فوج
کا مزار شریف مین معائنہ کررہا تہا کہ ایک سپاہی نے مجھہ پر گولی چلائی - مین بال
بال بچگیا - جو لوگ کہ اسوقت موجود تہے اونہین اور مجھکو بہی اپنی جانبری کا ابتک
سخت تعجب ہے اسلیئے کہ سمجھہ مین نہین آتا کہ جس کرسی پر مین بیٹھا ہوا تہا اوسکے
بیچ مین کسطرح گولی نے سوراخ کیا اور بجاے میرے جسم مین جانے کے ایک غلام
بچے کو سخت زخمی کیا جو کہ میرے پیچھے کہڑا ہوا تہا - مین نے اوس کرسی کو بطور ایک
ایک عجیب وغریب شے کے رکہہ چہوڑا ہے - مین بہاری جسم کا شخص ہون اور
کرسی میری نشست کے لیے بالکل ٹھیک تہی اسلیئے یہ خیال کرکے اور بہی حیرت
ہوتی ہے کہ کیون گولی میرے سینہ کے پار نہوئی - میرا یقین ہے کہ اگر خداوند کریم
کسی کو بچانا چاہے تو کوئی اوسے نہین مار سکتا ؎

اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے	نبرد رگے تا نخواہد خدائے

اور قرآن شریف مین فرماتا ہے اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ
میرے بچ جانے کا کوئی دوسرا باعث بہی ضرور ہوگا اور مین خیال کرتا ہون کہ مندرجہ ذیل

قصہ سے اسکی تشریح ہو جائیگی - جب مین لڑکا تہا تو مین نے سنا کہ ایک بزرگ کے
پاس ایک تعویذ تہا کہ اوسے کاغذ پر لکھکر دیتے تہے اور جو کوئی اوسے اپنے پاس رکہتا تہا
اوسپر گولی یا کوئی ہتیار اثر نہین کرتا تہا - اولاً مین نے یقین نہین کیا کہ اوسمین اسقدر
قوت ہے اسلیئے مین نے اوسے ایک بہیڑ کی گردن سے باندہکر آزمائیش کی -
بہیڑ کو گولی مارنے کی ازحد کوشش کی لیکن کوئی گولی کارگر نہوئی یہ منطقی ثبوت
تہا جس سے ثابت ہوگیا کہ تعویذ مین اس قسم کا اثر ہے - اس لیے مین نے اوسے
داہنے بازو پر باندہ لیا اور لڑکپن سے آجتک اوسے پہنے ہوئے ہون - میرا یقین
ہے کہ گولی میرے جسم مین ہوکر پار نکل گئی لیکن مجہہ پر کوئی اثر نہوا -

بد قسمتی سے یہ نہ معلوم ہوا کہ اُس سپاہی نے کیون گولی چلائی تہی اس لیے کہ ایک
جنرل نے جو اوسکے پاس کہڑا ہوا تہا تلوار کے ایک ہاتہہ مین اوسکا کام تمام کر دیا گو
مین نے چلا کر کہا کہ ابہی نہ مارو اور تحقیقات ہو نے دو چونکہ میرا خیال تہا کہ کسی مغضوب
دشمن نے خفیہ طور پر اوسے اس کام پر آمادہ کیا تہا -

دوسرا بڑا واقعہ جو پیش آیا وہ یہ تہا کہ میری دو بیبیون کے بیٹے پیدا ہوئے ایک
۵ ستمبر ۱۸۸۹ء کو اور خلیفہ دوم کے نام پر اوسکا نام محمد عمر رکہا گیا - دوسرا اکتوبر مین پیدا
ہوا اور خلیفہ چہارم کے نام پر غلام علی اوسکا نام رکہا گیا - یہ لڑکا اسوقت ترکستان
مین ہے تاکہ میری رعایا اوسے دیکہے اس لیے کہ مین وہان نہین رہسکتا - محمد عمر
کسی قدر کمزور ہے - کابل مین رہتا ہے اور کبہی کبہی اپنے بڑے بہائی حبیب اللہ
خان کے دربار مین جاتا ہے جسطرح کہ دیگر چہوٹے بہائی بہی جاتے ہین اور وہان
اون ہی رسوم کا برتاؤ ہوتا ہے جو کہ میرے دربار سے متعلق ہین[۱]۔

[۱] امیر کا حکم ہے کہ سب بیٹے علیحدہ علیحدہ مکانون مین شہر کابل مین رہین جہان سے کہ ہفتہ مین

۲۴ جولائی کو جب مین کابل واپس آیا تو دیکھا کہ میرے بیٹے حبیب اللہ خان نے اس خوبی ولیاقت سے اور بالکل میری خواہشون کے مطابق فرمانروائی کی تہی کہ مین نے دو اعزازی نشان عطا کیئے ایک ملک کے عمدہ انتظام کے لیے اور دوسرا بڑی دلیری سے ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے جسکی بانی کہ قندہاری دہزارہ پلٹن کے میرے سپاہی تہے - اس موقعہ پر اُنہون نے نہایت شجاعت اسطرح دکہلائی کہ بلا خوف وبیم باغی سپاہیون کے درمیان تنہا چلے گیے جس سے سپاہیون نے سمجہا کہ اون پر اعتبار ہے ورنہ اسطرح تنہا بلا باڈی گارڈ کے ہرگز نہ جاتے اونہون نے سپاہیون سے وعدہ کیا کہ تمہاری شکایتین سنی جاینگی اور اسطرح اس فتنہ کو دبادیا - اسیطرح جاجی اور منگل مین بہی جو مختصر کوششین شر وفساد کی ہوئین اونہین بہی اسی طریقہ سے رفع کردیا - اُسوقت سے مجہے اونکی فہم وفراست پر ایسا اطمینان ہے کہ اونہین اجازت دیدی ہے کہ بجائے میرے وہ عام دربار کیا کرین مین نے صرف خارجی معاملات اور بعض اہم داخلی امورات ملک اپنے ہاتہہ مین رکہے ہین -

چونکہ یہ باب صرف لڑائیون وبغاوتون کے بیان کے لیے مخصوص ہے اس لیئے دیگر واقعات کی نسبت جنکو اون سے تعلق نہین ہے مین یہان اور زیادہ نہین کہنا چاہتا -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۲ - ایک بار امیر کی خدمت مین سلام کے لیئے حاضر ہوتے ہین اور بعدہٗ حبیب اللہ خان بڑے بہائی کے پاس - یہ نہایت ہوشیاری کا کام ہے اسلیئے شاہزادون کو سکہلایا جاتا ہے کہ باپ کے بعد بڑے بہائی قابل تعظیم ہین جو شاہزادہ کہ ۱۸۹۵ء مین انگلستان گیا وہ حبیب اللہ خان کا حقیقی بہائی ہے دوسرے بہائی سوتیلے ہین (مولف)
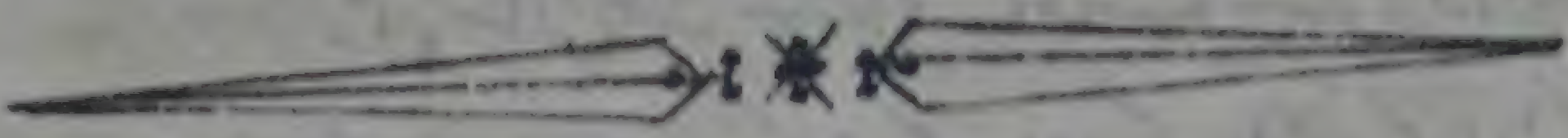
جنگِ ہزارہ

میرے عہد حکومت مین جو چار بڑی لڑائیان ہوئین اونمین سے یہ چوتھی ہے۔ میرے نزدیک اور لڑائیون کی بہ نسبت اسکی وجہ سے میرا رعب طاقت وقعت اور نیز میری سلطنت کا امن وامان زیادہ ہو گیا۔

(۱) سینکڑون برس سے اہل ہزارہ کی ہیبت فرمانروایان کابل کے دلون مین رہی ہے حتی کہ بادشاہ اعظم نادر شاہ بہی جس نے کہ افغانستان ہندوستان و ایران فتح کیا تھا قوم ہزارہ کو مطیع کرنے سے عاجز رہا (۲) یہ لوگ افغانستان کے جنوبی شمالی اور مغربی صوبون مین مسافرون کو اذیتین پہونچاتے تہے جب اونکی لوٹ مار اور غارتگری روک دی گئی تو ملک محفوظ ہو گیا (۳) باہر سے اگر کوئی دشمن افغانستان پر حملہ آور ہو تو وہ سب سے پہلے اوسکی امداد کے لیئے مستعد تہے اسلیئے کہ ہر افغان کو وہ کافر سمجھتے تہے - اہل ہزارہ خود شیعہ ہین لیکن اور لوگ سنی ہین - شاہنشاہ بابر سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین اپنی تزک مین لکھتے ہین کہ اس طاقتور قوم سے کہلے میدان مین جنگ آزمائی کرنے سے وہ عاجز تہے - مین خود اونکے الفاظ نقل کیئے دیتا ہون - وہ فرماتے ہین "مین نے اسطرح لڑائی شروع کی اور شبخون مار کر درۂ مرخ پر قبضہ کر لیا اور نماز فجر تک اہل ہزارہ پر ٹوٹ پڑے اور حسب خاطر خواہ اونکی سرکوبی کی" تزک بابری سے پایا جاتا ہے کہ اوسوقت بہی قوم ہزارہ مسافرون پر حملہ کیا کرتی تہی اور راہ اسقدر مخدوش تہی کہ بلا کافی حفاظت کے سفر کرنا دشوار تہا۔

اہل ہزارہ وسط افغانستان مین واقع ہین اور مضبوط ترین گہاٹیان اور پہاڑون

کی چوٹیان کابل - غزنی اور کلات غلزئی سے جانب مغرب ہرات اور بلخ تک
اونکے قبضہ مین ہین - علاوہ اس وسیع خطۂ ملک کے جسے قدرت نے نہایت
محفوظ بنایا ہے قوم ہزارہ تمام ملک مین پھیلی ہوئی ہے - اور ہر صوبہ وقصبہ وقریہ مین
اوس کے لوگ بودوباش کرتے ہین - افغانستان مین ایک مثل مشہور ہے کہ اگر
خزانِ ہزارہ تمام کرنے کے لیئے نہون تو افغانون کو گدہون کی طرح محنت کرنا پڑے۔[1]
قوم ہزارہ ایک مخلوط قوم ہے اور اہل منگل سے جو ایک فوجی نوآبادی قائم کی تہی
اوسکی نسل سے ہے - علامہ ابوالفضل نے سولہوین صدی عیسوی مین لکھا ہی
کہ وہ مارین خان چنگیز خان کے پوتے کی فوج کے بچے ہوے سپاہی تہے افغانستان
مین عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے تمام مغربی حملہ آورون کی عادت
تہی کہ ہندوستان جاتے وقت اپنے ساتہیون کو مکانات وزمین پیچھے دیتے
جاتے تہے تاکہ راہ کی حفاظت ہو اور یہی وجہ ہے کہ قوم منگل نے افغانستان کے
ایک سرے سے دوسرے سرے تک یعنی مغرب سے مشرق تک ہزارہ آباد
کیا جسطرح کہا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے اون لوگون کو جو کہ کافر کے نام سے پکارے
جاتے ہین خوقند اور بدخشان سے چترال اور سرحد پنجاب تک آباد کیا۔
ناظرین کی اطلاع کے لیے اس بڑی جفاکش اور بہادر قوم کی جاے سکونت
واصلیت کا اسقدر ذکر کر کے اب مین اسباب ونتائج جنگ پر بحث کرونگا۔
گو اہل ہزارہ مسافرون کو لوٹا کرتے تہے تاہم صرف یہی امر اسکے لیے کافی نہ تہا کہ مین
اونکے خلاف کوئی کارروائی کرتا - دوسرے اونکے بعض سردار مجھسے دوستانہ

[1] تمام سخت ترین وغلیظ وادنی کام ہزارہ کے مزدور کرتے ہین اور کوئی مکان نہوگا جسمین کہ اس قوم کا
شخص بحیثیت غلام یا سائیس وغیرہ کے نہو - (موئف)

برتاؤ کرتے تہے جسکی وجہ سے مجہے اونکے ساتہہ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے تہا لیکن ۱۸۸۸ء مین جبکہ ترکستان کے واقعات کی وجہہ سے مین افسردہ دل و شکستہ خاطر ہو کر ترکستان کی راہ سے مزار شریف جا رہا تہا ہزارہ کی ایک قوم شیخ علی نامی نے جو کہ بامیان کے شمال و مغرب مین آباد ہے میری مخالفت کی اور میرے سپاہیون کو رسد کا سامان خرید کرنے سے باز رکہا - اس سے مجہے سفر مین نہایت تکلیف ہوئی - ۱۸۹۰ء مین کابل واپس آتے وقت مین نے سردار عبد القدوس خان کو بامیان کا گورنر مقرر کیا اور اونہین ہدایت کی کہ ہزارہ کے سردارون کو اکثر بلایا کرین اور وظائف و انعام و خلعت دیکر اونہین آمادہ کرین کہ صلح جوئی کے ساتہہ بود و باش کرین -

فتنہ و فساد کی ابتدا پہر قوم ہزارہ کے فرقہ شیخ علی کی جانب سے ہوئی جس نے کہ میر حسین اور دیگر خوانین کے بہکانے سے پہر لڑائی شروع کی اور قافلون کو لوٹا - نیز میرے افغانی دستہ فوج پر حملہ کیا - اسوجہ سے مجبور ہو کر مین نے اون پر فوج کشی کی اور اونہین شکست ہوئی - بعض اونمین سے مارے گئے - بعضون نے میری اطاعت قبول کی اور باقی قید ہو کر کابل آئے - مین قیدیون کے ساتہہ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور پند و نصیحت کے بعد کہ آیندہ وہ ایسی حرکت نکرینگے اور باوفا رعایا رہینگے جلد اونہین اپنے وطن روانہ کر دیا -

۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین بعض اہل ہزارہ نے پہر مسافرون پر حملے شروع کیے جسپر میرے فوجی اہلکاران مقیم غزنی نے بعض خوانین ہزارہ خصوصاً سرداران اُرزگان کو لکہا کہ چار ہمسایہ سلطنتین اسمین ہماری کمزوری سمجہینگی کہ ہماری رعایا خود آپسمین صلح و آشتی کے ساتہہ نہین رہسکتی - اس سے ہم بدنام ہونگے لہذا مناسب

ہے کہ تم امیر کو اپنا بادشاہ مانو اور جنگجوئی موقوف کرو۔ لیکن اہل ہزارہ تین سو
سال پہلے سے اسیطرح قزاقی کرتے آئے تھے اور کسی بادشاہ سے نہوسکا کہ
کامل طور پر اونہین مطیع کرتا جسکی وجہ سے وہ اپنے تئین از حد طاقتور سمجھتے تھے اور
اپنی طاقت کا اونہین بہت زیادہ فخر تہا۔ اسلیئے اونہون نے اس کا خط کا جواب
مفصلۂ ذیل الفاظ مین دیا جسپر دو تین درجن خوانین کی مہرین تہین۔

"اگر تم افغانون کو ایک دنیوی امیر کی امداد کا فخر ہے تو ہمین اور بہی زیادہ فخر اوس دینی اور روحانی
امیر کی مدد کا ہے جو کہ مالک ذوالفقار ہین"

اونکا مطلب یہ تہا کہ چونکہ بحیثیت شیعہ ہونے کے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
بعد خدا کے سمجتے تھے اسلیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ مجہسے زیادہ مضبوط تھے۔ اسمین
کوئی کلام نہین کہ حضرت علیؓ ہمارے روحانی پیشوا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے صحابی تھے اور اونکی پاک روح کی امداد بہت بڑی ہے لیکن ساتہہ ہی یہ بہی
صحیح ہے کہ یہ امداد مفسدہ پردازون کو نہین ملتی۔ اس کے بعد خط مین لکھا تہا۔

"اے اہلکاران افغانی تمنے اپنے خط مین یہ کیونکر لکھا کہ چار سلطنتین تمہاری ہمسایہ ہین
پانچ کیون نہ لکھین تاکہ ہم بہی اونہین شامل ہوتے۔ ہم تمکو صلاح دیتے ہین کہ تمہاری بہتری اسی
مین ہے کہ ہم سے علیحدہ رہو اور ہمارے معاملات مین دخل نہ دو"

یہ خط دیکھکر مین نے حکم دیا کہ سردار عبدالقدوس خان بامیان سے اور بریگیڈیر
زبردست خان ہرات سے فوج لیکر ۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین اہل ہزارہ کی سرکوبی
کرین۔ لیکن پوری فوج کی کمان اور تمام اختیارات سردار عبدالقدوس خان کو دئیے
اہل ہزارہ کے قلعجات وغیرہ فتح کرنا نہایت دشوار تہا اسلیئے کہ عجیب بموقع پہاڑیان
تہین اور سڑکین نہ دار د تہین۔ لیکن سردار عبدالقدوس خان نہایت دلیری اور

عقلمندی کے ساتھہ لڑے اور دشمن کو شکست دیکر شہر ارزگان پر جوکہ مضبوط ترین مرکز ہزارہ کا تہا قبضہ کرلیا - اس شکست کے بعد بہت سے خوانین نے خود میری اطاعت قبول کرلی اور سردار مذکور نے اونہین میرے پاس کابل ملاقات کے لیئے بہیجدیا - مین اون سب کے ساتہہ جوکہ تعداد مین ایک سو ہونگے نہایت شفقت و نرمی سے پیش آیا اسلیئے کہ مین جانتا تہا کہ صدہا سال سے وہ آزاد و خود مختار رہتے تہے - مین نے اونکے ساتہہ درشتی نکی اور مہربانی سے اونہین ملانا چاہا - سب کو بیش قیمت خلعت عطا کیے اور ہر ایک کو ایک ہزار سے دو ہزار تک نقد روپیہ دیا - اونہون نے اسے کافی معاوضہ اپنی فصل وغیرہ کے نقصان کا تصور کیا جو کہ اونکو جنگ کی وجہ سے ہوا تہا اور میری اجازت سے اپنے وطن واپس گیے -

اسکے بعد موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن موسم بہار ۱۸۹۲ء مین پیشتر سے زیادہ سختی کے ساتہہ بغاوت کی محمد اعظم خان ہزارہ نے جسے مین نے سردار کا خطاب اس غرض سے دیا تہا کہ اوسکا درجہ میرے شاہی خاندان کے برابر ہو جائے اور اہل ہزارہ کا وائیسرائے مقرر کیا تہا بے ایمانی کی اور باغیون سے ملگیا اور اس دوسری بغاوت مین تمام معاملہ کی کنجی درحقیقت اوسیکے ہاتہہ مین تہی - چونکہ یہ ایک معزز افسر خاص میرا مقرر کیا ہوا تہا اوسکا اثر عام ہزارہ لوگون پر بہت زیادہ تہا اور اوس کی تحریک سے اونکی ایک بڑی تعداد میری مخالفت پر آمادہ ہوگئی گویا کہ اس مرتبہ پیشتر کی بہ نسبت اس حرکت کی اونکے پاس زیادہ معقول وجہ تہی -

ایک اور نکمہرام قاضی اصغر جوکہ ہزارہ کا مذہبی پیشوا و سردار سمجہا جاتا تہا اس بغاوت مین اعظم خان کا مددگار و معاون تہا - اس مرتبہ اونہون نے کابل و قندہار اور ملک کے دوسرے حصون کی راہ مسدود کی اس غرض سے کہ میری فوج کی آمد و رفت

کورو کین - مین نے جنرل میر عطا خان ہزا

آٹھہ ہزار فوج لیکر غزنی کی طرف سے دشمن پر چڑ

ہزارہ خان کو جو میرے خاص ملازمون مین سے

جنوب سے بے ایمان سردار اعظم خان پر فو

شکست ہوئی اور اعظم خان قید ہو کر مع

مین مر گیا -

محمد حسین خان ہزارہ جب کابل والیس

کے ساتھہ پیش آیا کہ ایک ہیرے کا ستار

ہر فرد و بشر سے مین نے اوسکی زیادہ عزت

مقرر کیا - چونکہ سردار عبد القدوس خان سخ

درباری حکیم اونکا علاج کرین -

یہ بیوفا محمد حسین خان جسے کہ مین

مرتبہ عالی ہزارہ جات مین دیا تھا اور جسکی

اوس نے صرف اسی پر قناعت نکی ک

سنگ کی ہزارہ آبادی کو بھی جو کہ غزنی

رعایا رہی ہے بھکا دیا - ان لوگون

تلوارون کے لوٹ لیا اور آتش

پھیل گئی حتی کہ بہت سے لوگ

مین رہا کرتے تھے اور اونہین مین

جا ملے - وہ افشار کے لوگ او

مسلح فوجین اور والنٹیر جنکی تعداد تیس و چالیس ہزار کے درمیان تہی زیر حکم اپنے
متفرق خوانین و سرداروں کے سب طرف سے ملک ہزارہ روانہ ہوئے۔
ان والنٹیرون کے پہونچنے سے پہلے ہی اہل ہزارہ کو تین طرف سے سپہ سالار
جنرل غلام حیدر خان۔ سعد الدین خان اور سردار عبد اللہ خان نے شکست
دی تہی۔ یہ افسر بریگیڈیر امیر محمد خانکے ساتہہ ہو لڑنے کے لیے قریب ارزگان
یکجا ہوگئے تہے۔ امیر محمد خان نہایت دلیری و دانائی سے لڑے اور باغیون
کی مجموعی فوج کو شکست دیکر محمد حسین خان نکمراں ہزارہ سردار۔ رسول خان
یکے از مدبرین ہزارہ تاجی خان میر ہزارہ اور محمد حسن ہزارہ جو اپنی شجاعت کی وجہ سے
سنگ خورد کے نام سے مشہور تہا اور بعض دیگر میر۔ خوانین اور بہادرون کو قید کرلیا
یہ سب قیدی کابل لائے گئے اور ان فتنہ پردازون سے ملک صاف
ہوگیا۔ اب لوگ خاموش مسکین۔ اور صلح پسند رعایا ہین اور بغاوت کا تمام تردد
اور خوف جاتا رہا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اونہین بہکاکر سرتابی پر آمادہ
کرے اسلیئے کہ اب اونمین کوئی اس قسم کا آدمی موجود نہین ہے۔
بریگیڈیر امیر محمد خان جب کابل واپس آے تو مین نے اونہین فوج کا اول
جنرل مقرر کیا اور دار السلطنت کابل کی حفاظت معہ شاہی محل و خاندان کے
اونکے سپرد کی۔ افغانستان مین یہ اعلیٰ ترین فوجی درجہ ہے اور کابل کے باہر سپہ سالار
سے بہی افضل تر ہے۔ لیکن ایسی فتح عظیم کے صلہ مین وہ اوسکے مستحق تہے
تمام افسر جو اس لڑائی مین شریک تہے اونہین اونکی خدمات کے مطابق صلہ دیا
گیا۔ بعض اہل ہزارہ نے درخواست کی کہ اونہین اپنے ملک مین دوبارہ
ملازمت دیجائے لیکن اوس قصہ کے الفاظ نہایت موزونیت کے ساتہہ

میرے اور اہل ہزارہ کے تعلقات ظاہر کرتے ہین جسکی طرف کہ مفصلۂ ذیل شعر مین اشارہ ہے ؎

تا نگاہ اوم تیرا پسر یاد ست	دوستی من و تو بر باد است [۵]

جنگ ہزارہ اخیر لڑائی ہے جو میرے عہد حکومت مین واقع ہوئی - خدا کی ذات سے امید ہے کہ اب اس ملک مین اس قسم کی لڑائی پھر نہوگی اسلیئے کہ جو پالیسی مین سنے اختیار کی ہے اوس سے عام طور پر امن وامان رہنے کا یقین ہے ۔ افغان رعایا و خوانین استنے مہذب ہو گیے ہین کہ اب سمجھنے لگے ہین کہ امن کے کیا فوائد ہین اور خانہ جنگیون اور بغاوتون سے کیا نقصان ہے اور مین وثوق سے کہتا ہون کہ میری رعایا آیندہ بہی اوسیطرح صلح پسند رہیگی جیسا کہ ہونا چاہیے -

چونکہ اس باب مین ملک کی داخلی لڑائیون کا بیان ہے اس لیے مین سنے اوس مختصر چہیڑ چہاڑ کا ذکر کرنا ضروری نہین سمجہا جو شنواریون یا دیگر سرحدی قزاقون

[۵] یہ قصہ امیر کو نہایت پسند ہے اور اکثر اوسے سنایا کرتے ہین - یہ الفاظ ایک سانپ سے کہلائے گئے ہین جسنے کہ ایک باغبان کے لڑکے کو کاٹا تہا - ایک روز باغبان سنے سانپ کو پکڑا اور اوسے مارنا چاہا لیکن سانپ اپنے سوراخ کی طرف بہاگا - ابہی نصف باہر ہی تہا کہ باغبان سنے اوسکی دُم کاٹ ڈالی - اس سے سانپ اسقدر خوف زدہ ہوا کہ پہر دن کے وقت باہر نہین نکلتا تہا مگر باغبان چاہتا تہا کہ کسیطرح اوسے پکڑے اور مار ڈالے اس لیئے ایک روز سوراخ کے پاس گیا اور کہا "دو میرے عزیز دوست مین اور باغ کے تمام پہول تمہین بہت ہی یاد کرتے ہین - باہر آؤ اور ہم سے ملو تمہارے نہ آنے کا ہمکو سخت صدمہ ہے" اس شیرین کلامی کا سانپ نے وہی جواب دیا جو اوپر بیان کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "جب تک تمہین یاد ہے کہ مین سنے تمہارے بیٹے کو کاٹا تہا اور مجہے اپنی دُم کے کٹنے کا خیال ہے ہم دونون مین دوستی ہونا ممکن نہین" (مولف)

یاغرا خان جندول سے ہوئی اسلیئے کہ وہ چندان قابل لحاظ نہ تھی - تاہم علاوہ واقعہ
پنج دہ کے جو دو تین بار روسیون اور میرے اہلکارون سے نوک جھوک ہوئی اوسکا ذکر
کرنا ضرور ہے - سنہ ۱۸۹۲ء کے موسم بہار مین کرنل یانوف وہی روسی افسر جس نے اگست
سنہ ۱۸۹۱ء مین کپتان ینگ ہزبینڈ کو گرفتار کیا تہا شغنان کی طرف ٹرہا اور ماہ جولائی مین
افغانی دستہ فوج سے جو کپتان شمس الدین خان کے ماتحت سماتاش نامی مقام پر جو
یاشیل کول (سبز جہیل) کی مشرقی حد کی طرف واقع ہے اوس سے مقابلہ ہوا - کرنل
یانوف نے کپتان شمس الدین خان سے کہا کہ یہ جگہہ خالی کردو اور یہان سے چلے جاؤ -
کپتان نے کہا مین امیر کابل کا ملازم ہون اور اسلیئے صرف اون ہی کا حکم بجالا سکتا ہون
نہ کہ کسی روسی افسر کا - یہ سنکر روسی افسر نے اوسکے منہہ پر گہونسا مارا - یہ ایسی بیحرمتی
تہی کہ میرا افسر کسی طرح درگذر نہین کرسکتا تہا - کرنل یانوف اپنی تلوار نکال رہا تہا کہ کپتان
نے تمنچہ چلادیا - لیکن گولی کرنل کو نہ لگی اور اوسکی پیٹی مین لگ - اگر ایسی اوچہلی کہ ایک
سپاہی کو جو کرنل کے قریب کہڑا ہوا تہا زخمی کیا - اسپر لڑائی شروع ہوگئی - چونکہ افغان
صرف دس یا بارہ تہے اور کرنل یانوف کے پاس زیادہ فوج تہی اسلیئے اوسکا کامیابی
کے ساتہہ مقابلہ کرنا ناممکن تہا تاہم حسب معمول جیسا کہ قاعدہ ہے کپتان شمس الدین
اور اوسکے سپاہی اوسوقت تک لڑے جب تک کہ سب کے سب اوسی جگہہ
قتل نہوگئے -

باوجودیکہ روسیون کی یہ کارروائی خلاف قانون اور نامناسب تہی تاہم برٹش
گورنمنٹ نے کوئی بکار آمد کارروائی نکی اور مین خود اقرارنامہ کے بموجب براہ راست
روسیون سے گفتگو نہین کرسکتا تہا - یہ بہی اوسی قسم کا واقعہ سمجہنا چاہیئے جیسا کہ
پنج دہ کا تہا -

جنگ ہزارہ کے وقت بہی ایک روسی افسر افغانی عملداری مین چلا آیا اور یہ بالکل خلاف معاہدہ حرکت تہی لیکن جب اوس نے دیکہا کہ بعض افغانی اہلکار نگران ہین تو یہ کہکر معافی چاہی کہ نشہ کی حالت مین تہا۔

ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء مین یہ سنکر کہ سفارت سر مارٹیمر ڈیورنڈ کابل آرہی ہے روسی اہلکارون نے ایک دستہ فوج مرغاب کی طرف بہیجا جو کہ بدخشان کا ایک قصبہ ہے اور افغانی فوج کو دہمکی دی۔ یہ خبر پاکر مین نے فوراً سر مارٹیمر ڈیورنڈ کو جو کہ جلال آباد پہونچگئے تہے اور گورمنٹ ہندوستان کو اسکی اطلاع دی۔ سر مارٹیمر نے بہت جلد جواب دیا اور بہایت اصرار کے ساتہہ مجہے مشورہ دیا کہ اپنے جنرل سید شاہ خان کو جو مرغاب کے قریب تہے ہدایت کیجئے کہ روسیون سے نہ لڑین جو کہ حسب معمول اس قصبہ پر بزور قبضہ کرنا چاہتے تہے۔

لیکن مین جانتا تہا کہ اگر روسیون کی مزاحمت نکی گئی تو یکے بعد دیگرے وہ اسی طرح میرے شہر و قصبے لے لینگے اور سرحد پر میری فوج پر حملہ کیا کرینگے۔ خوش قسمتی سے افغانی افسرون نے اس بار اونکی خوب گوشمالی کی اور دکہلا دیا کہ ہر مرتبہ یہ ممکن نہین ہے کہ جو چاہین کرین۔ جنرل سید شاہ نے روسی توپون کا مضبوطی سے جواب دیا اور جبکہ روسیون نے دیکہا کہ افغانی سپاہی لڑائی سے باز نہین رہینگے اور اس بار دہوکا دینا ممکن نہین ہے تو واپس گئے اور افغانون کو فتح ہوئی۔ اس فتح سے میری فوج کی وقعت بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اوسوقت سے روسیون نے افغانی عملداری کی سیر موقوف کردی ہے۔ یہ آخری زیادتی اونکی جانب سے تہی۔

۱۸۹۳ء کے عہدنامہ ڈیورنڈ کی وجہ سے بعض صوبے انگریزون کے دائرہ اثر مین آئے اور اونکے باشندے گورمنٹ ہندوستان سے خوب لڑے لیکن جو لوگ

میری رعایا قرار پائے وہ خوش قسمتی سے اس عہدنامہ کے پابند رہے اور بلا کسی قسم کی تکلیف وہی کے میری اطاعت قبول کرلی باستثناے وزیریون کے کہ جنہون نے اپنی معمولی چالاکی برتنا چاہی لیکن مجھے کوئی نقصان نہ پہونچا سکے - صرف ایک قوم نے میرا مقابلہ کیا اور وہ اہل کافرستان[۱] تھے -

کافرستان عہدنامۂ ڈیورنڈ کی روسے حکومت افغانستان کا حصہ قرار پایا تھا - مین لڑکر اوسپر قبضہ کرنا نہین چاہتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ نرمی اور دلجوئی سے وہان کے لوگون کو اپنی رعایا بناؤن - اس غرض سے مین نے چند بار اونکے سردارون کو کابل بلایا اور بہت انعام اور زر کثیر دیکر رخصت کیا تاکہ وہ اپنے ہموطنون سے اسکا ذکر کرین - لیکن وہ ایسے وحشی تھے کہ ہمسایہ افغانون سے گائین لیکر اپنی بیبیان بدلا کرتے تھے جسکی وجہ سے اکثر قیمت کی نسبت یہ تنازعہ ہوا کرتا تھا کہ گاے زیادہ بیش قیمت ہے یا عورت اونہون نے میری عنایت و مہربانی کی قدر نکی اور جو روپیہ مین نے دیا اوس سے مجھہ ہی سے لڑنے کے لیے بندوقین خریدکین -

اسی زمانہ مین پامر پر قبضہ کرکے روسی کئی اطراف سے کافرستان کے قریب ہوگئے اور آگے بڑہتے رہے - مین نے اور انتظار کرنا لاحاصل تصور کیا - جن اسباب نے کہ مجھے ایکبارگی کافرستان پر حملہ کرنے کے لیے مجبور کیا وہ یہ تھے -

(۱) مین نے خیال کیا کہ اگر روسیون نے اچانک کافرستان لے لیا تو یہ کہکر کہ وہ خودسر ملک تھا اپنا حق ثابت کرینگے اور اوس کے بعد اونہین بیدخل کرنا مشکل ہوگا -

(۲) چونکہ بہت سے افغانی قصبے صوبجات پنجشیر لمغان اور جلال آباد مین زمانہ قدیم مین

---

[۱] یہ ملک یا سلسلہ کوہ افغانستان کے شمال و شمال مغرب مین واقع ہے - (موکف)

کافرون کے تھے روسی اونہین آمادہ کرینگے کہ اونکی واپسی کا دعوی کرین - اس طریقہ سے گورمنٹ افغانستان تباہ ہو جائیگی کیونکہ اس ذریعہ سے روسیون کو افغانی معاملات مین دخل دینے کا بہانہ ملجائیگا -

(۳) یہ جنگجو قوم یعنی باشندگان کافرستان جو کہ افغانستان کی کل شمال و مغرب کی حد پر مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہین عقب مین ہونے کی وجہ سے نہایت باعث تردد و پریشانی ہونگے اگر افغانستان اور کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوئی - نیز اسلیئے بھی اونہین مفتوح کرنا ضرور تھا کہ تجارت کو ترقی ہو گی اور جلال آباد و اسمار اور کابل کی سڑکین شمالی اور شمالی مغربی فوجی مقامات افغانی تک کھل جائینگی - اور آخری لیکن بڑی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے ہمسایہ افغانون سے لڑا کرتے تھے جسکے باعث سے ہر دو جانب کشت و خون ہوا کرتا تھا اور غلامی کی زبون رسم مین ترقی ہوتی تھی - یہ لوگ ایسے دلیر تھے کہ مین نے خیال کیا کہ میرے ماتحت ہو کر کچھہ عرصہ مین عمدہ سپاہی ثابت ہونگے -

متذکرۂ بالا وجوہ سے مین نے کافرستان کی فتح کا مصمم ارادہ کر لیا تھا لیکن پہلے سے تیاری کرنا ضرور تھا اور یہ سوچنا کہ حملہ کرنے کے لیے بہترین زمانہ کونسا ہوگا تیاری و سامان کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا لیکن دوسرا امر نہایت غور طلب تھا بعد خوض و فکر کے مین نے ارادہ کیا کہ موسم سرما مین پیشقدمی ہونی چاہیے جبکہ کثرت برف و پالے سے پہاڑون کی چوٹیان سفید رہتی ہین - موسم سرما کو مین نے اس کام کے لیے کیون منتخب کیا اسکی وجوہ یہ تھے -

(۱) مین جانتا تھا کہ کافر میری تربیت یافتہ فوج کے مقابلہ مین کُھلے میدان مین نہ تو لڑ سکینگے اور نہ لڑنا چاہین گے بلکہ پہاڑون کی چوٹیون پر چڑھ جائینگے جہانکہ ہماری توپین لیجانا مشکل ہوگا -

(۲) مین نے خیال کیا کہ اگر مین نے ایسے وقت حملہ کیا جبکہ درے کہلے رہتے ہین تو ممکن ہے
کہ وہ روسی عملداری مین چلے جائین - اور روسیون کو اسپر آمادہ کرنے کی کوشش کرین کہ اونکی طرف
سے مداخلت کرین اور اونکا ملک واپس دلادین - اوس حالت مین روسی خود بادشاہی کا دعوی
کرینگے اور راوسمین وہ تمام حصۂ ملک جو میری عملداری کے شمالی اور مغربی حدون پر واقع
ہے شامل ہوگا -

(۳) کافر بہادر اور دلیر ہین اسلیئے اگر موسم گرما مین حملہ کیا جاتا تو سخت لڑائی ہوتی اور دونون طرف
آدمیون کا سخت نقصان ہوتا - اسلیئے مین نے تصفیہ کیا کہ اون پر موسم سرما مین ٹوٹ پڑون
جبکہ وہ اپنے گہرون مین بند رہتے ہین تاکہ اونکو زیادہ لڑنے کا موقع نہ ملے -

(۴) بعض عیسائی پادریون کی عادت ہے کہ جب موقع پاتے ہین تو ضرور دوسرون کے
معاملات مین دخل دیتے ہین مین نے خیال کیا کہ میرے کافرستان فتح کرنے کے متعلق بہی وہ
ضرور بیجا تکلیف دینگے اسلیے یہ ضروری تہا کہ جسقدر جلد ممکن ہوسکے لڑائی ختم کرکے ملک پر قبضہ
کرنا چاہیئے اس سے پہلے کہ اس معاملہ کی خبر مشہور ہو - جن لوگون نے انگریزی اخبارون کی نکتہ
چینیان پڑہی ہونگی وہ جانتے ہونگے کہ میرا یہ خیال صحیح ثابت ہوا -

لہذا کافرستان پر حملہ کرنے کے لیئے مین نے یہ انتظام کیا کہ موسم خزان مین
خاموشی کے ساتھہ کثیر فوج معہ ضروری سامان و اسلحہ جنگ و رسد کے چار موقعون
پر جمع کی - اصل حصۂ فوج چند فوجی افسران توپخانہ و رسالہ و پلٹن کے ماتحت تہا اور
سب کے سردار کپتان محمد علی خان تہے - اس فوج کو حکم دیا کہ پنج شیر ہوکر کلم جائے
جو کہ مضبوط ترین اور وسطی قلعہ کافرستان مین ہے - دوسرے حصۂ فوج کو ہدایت
کی کہ زیر کمان جنرل غلام حیدر خان چرخی اسمار و چترال کی جانب سے روانہ ہو -
تیسرا حصہ بدخشان سے زیر حکم جنرل قتال خان پیشقدمی کرے اور ایک چہوٹا

حصہ باقسری گورنر لمغان وفیض محمد چرخی لمغان سے روانہ ہو۔

یہ چارون حصے تیار تھے اور روانہ ہونے کے لیے صرف حکم کے منتظر تھے چونکہ وہ چار مقامات جہانکہ فوج جمع ہوئی سرحد افغانستان پر واقع تھے جو کہ ضروری فوجی چوکیان تہین کسی نے اِن تیاریون کی طرف توجہ نکی اور اونہین غیر معمولی نہ سمجھا۔ حملہ ہونے کے وقت تک کسی کو خیال بہی نہ تہا کہ اس سے غرض یہ تہی کہ کافرستان پر اچانک حملہ کیا جائے۔ غرضکہ ۱۸۹۵ء کے موسم سرما مین مین نے احکام جاری کیے کہ چارون فوجین ہر طرف سے ایک ساتہہ کافرستان پر حملہ کرین اور اوسے گہیر لین۔ اسمین نہایت کامیابی ہوئی اور چالیس روز کے عرصہ مین ملک فتح ہو گیا اور ۱۸۹۶ء کے موسم بہار مین فوج کابل واپس آگئی۔ جب عیسائی پادریون نے سنا تو اونہون نے انگلستان مین بہت کچہہ شور وغل مچایا اور کہا کہ کافر اونکے ہم مذہب یعنی عیسائی تہے حالانکہ مین نے ایک عیسائی بہی اونمین نہ پایا۔ اونکا مذہب جسکا ذکر مین نے ایک علیحدہ کتاب مین کیا ہے عجیب وغریب مجموعہ قدیم بت پرستی اور توہمات کا تہا۔

اون کافرون کو جو کہ بہادری کے ساتہہ لڑکر قید ہو گیے تہے مین نے اونکے وطن سے علیحدہ کر دیا اور کابل کے قریب لغمان نامی ایک صوبہ بود وباش کے لیے دیا جسکی آب وہوا نہایت عمدہ ہے اور موسم اونکے ملک کی طرح ہوتا ہے اونکی تعلیم کیلئے مین نے کئی مدارس قایم کیے ہین لیکن چونکہ یہ ایک نہایت شجیع قوم ہے تقریباً تمام نوجوان فوجی ملازمت کے لیے تعلیم پا رہے ہین پنشن یافتہ افغان سپاہی ودیگر لڑنے والی پٹہان قومین کافرستان مین بکثرت آباد کردی گئی ہین اور میرا ارادہ ہے کہ شمالی سرحد کی حفاظت کے لیے ایک سر سے

دوسرے سرے تک مضبوط قلعے بنواؤن - جب کافر اپنے ملک مین تھے
تو یہ کنارہ کمزور اور بالکل نامحفوظ تھا اور اسلیئے روسیون کی مٹھی مین تھا جوکہ پامیر لے
چکے تھے - میرا ارادہ ہے کہ قلعۂ کلّم کو جوکہ قلب کافرستان مین واقع ہے اور
اپنے مضبوط موقع کی وجہ سے قریب قریب ناممکن الفتح ہے اپنی شمالی سرحدی فوج
کے خاص حصہ کا فوجی مقام بناؤن - یہین پر بڑے ذخیرے اسلحہ جنگ وغیرہ
کے ہونگے - ناظرین کے لیے یہ بھی خالی از دلچسپی نہوگا کہ قلعہ کلم کے دروازہ
پر ایک پتھر ملا جسپر مندرجہ ذیل عبارت کندہ تھی -

"شہنشاہ تیمور خاندان مغلیہ کا عظیم الشان بادشاہ پہلا اسلامی فاتح تھا جس نے کہ اس
سرکش قوم کے ملک کو اس مقام تک فتح کیا لیکن کلم پر اوسکی مضبوطی کی وجہ سے قابض نہو سکا"
میرے فوجی افسر کپتان محمد علی خان نے اوسی پتھر پر یہ عبارت
کندہ کرائی -

"۱۸۹۶ء مین بعہد حکومت امیر عبدالرحمن خان غازی تمام کافرستان معہ کلم فتح
کیا گیا اور اوس ملک کے باشندون نے سچا و پاک مذہب اسلام اختیار کیا - جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ
الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا لیعنی سچائی قایم ہوئی اور جھوٹ جاتا رہا"

جنگ ہزارہ کی طرح اس لڑائی مین بھی افغانستان کے مسلمانون نے
بخوشی و رضا لڑنے کے لیے خواہش ظاہر کی - میرے عہد حکومت کی یہ
آخری لڑائی تھی -

باب دوازدہم

فراری اور جلاوطن اشخاص

ایک اور امر ہے جسے کہ مین اپنی زندگی مین نہایت اہم خیال کرتا ہون اور جو کہ میری وفات کے بعد ممکن ہے کہ میرے بیٹے کے حق تخت نشینی کو تقویت دے۔ مین نے ہر ممکن ذریعہ سے افغانستان کے قرب وجوار کی چھوٹی ریاستون کے فرمانرواؤن اور خوانین کی تعداد اپنے دربار مین زیادہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے مخالفین کے سب سے زیادہ باا‌ثر ساتھیون کو ہندوستان یا روس سے جمع کیا ہے۔ انہین کے زیادہ ترین اشخاص میرے حکم سے میرے بیٹے کے ہمراہ ہین اور اونمین ایسا اختلاط ہے کہ بہت سے اونکے گہرے دوست بھی ہین - یہ احباب نہایت مفید ثابت ہونگے نہ صرف بوقت ضرورت بحیثیت تجربہ کار مشیر کارون کے بلکہ اون کا اثر نہایت مفید ہے اور ہوگا جس کے باعث سے میرے خاندان کے ہواخواہون کی تعداد بڑہ جائیگی - ان سردارون کی چار قسمین ہین -

(۱) وہ جو افغانستان کی شمالی مغربی سرحد کی طرف حکمران تھے اور چونکہ روسیون نے اونکا ملک لے لیا میرے ہان پناہ گزین ہین - مثلاً میر سرایگ سابق فرمانروائے کولاب اور اوسکا خاندان - شیر محمد سابق شاہ دروازاور اوسکے اہل وعیال تورہ اسمعیل روشنی ولیسر شاہ بخارا اور چند دیگر اشخاص -

(۲) بعض میر اور سردار اوسی طرف کے مثلاً اہل وعیال میر یوسف علی و میر جہاندار و اہل وعیال
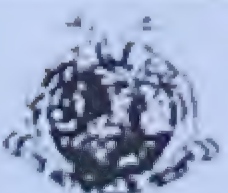
ودیگر اعزا سے میر حکیم جنکے ملک خود مین نے ابتداے سلطنت مین لے لیئے تھے -

(۳) وہ لوگ جو برطانیہ عظمیٰ سے لڑکر یا اوسکی دوستی سے ناخوش ہو کر میری پناہ مین آئے ہین جیسے کہ عمرا خان - میر مراد علی ودیگر سرحدی خوانین -

(۴) وہ اشخاص جو افغانستان سے جلاوطن ہین یا جو کہ میرے خاندان کے بعض مخالفین کے ہمدم وحامی ہین - آخر الذکر حضرات کی پانچ قسمین ہین -

(الف) وہ جنکی کہ علیحدہ جماعتین تہین جیسے سردار نور علی خان ودیگر پسیران شیر علی خان والی قندہار جو ہندوستان چھوڑکر اب میرے ساتھہ ہین - سردار محمد حسن خان جو کہ شنواری قزاقون سے لڑے (ہندوستان مین بہی رہ چکے ہین لیکن اب میرے دربار مین ہین) سردار ابراہیم خان پسر امیر شیر علی جو ہنوز ہندوستان مین ہے (میرا دوست اور پنشنر ہے) سید احمد خان باشندہ کنہر جو میرے ساتھہ ہے - سردار علی محمد خان اور میرے چچا کے دیگر بیٹے سردار ولی محمد خان وغیرہ وغیرہ -

(ب) دوسرا حصہ اون لوگون کا ہے جو کہ ایوب خان کے مددگار وہمدم تھے - میرے مخالفین مین سے ایوب خان کے پاس سب سے زیادہ ساتھی تھے - یہ ضروری نہین ہے کہ مین ایک ایک کا نام بتاؤن لیکن سواے چند اشخاص کے سب نے اوسے چھوڑ دیا ہے اور ان چند مین سے اکثر میری طرف سے تنخواہ پاتے ہین اور اوس سے ناخوش ہین -

(ج) وہ جو کہ یعقوب خان کے حامی تھے جنمین سے بعض نے میری ملازمت اختیار کرلی ہے - اصل مین کوئی بارسوخ شخص اوسکے ساتھہ نہین ہے اسی طرح سردار ہاشم خان کے ساتھیون نے بہی اوسے چھوڑ دیا ہے اور صرف چند معمولی ملازم رہگئے ہین -

(د) چوتھی قسم اون لوگون کی ہے جو ہندوستان روس یا روسی ترکستان مین جلاوطن تھے - جنکی ذاتی کوئی پارٹی نہ تھی اور نہ کسی دوسرے کی پارٹی مین شریک تھے - یا تو وہ افغانستان سے کسی وجہ سے بہاگے ہوئے تھے یا اونکی بدچلنی کی وجہ سے مین نے اونہین ملک سے

نکال دیا تہا - اِن میرے نکالے ہوؤن مین سے بہت کم ایسے ہین جنہین درخواست کرنے پر مین نے معاف نکیا ہو اور وطن واپس آنے کی دعوت نہ کی ہو -

(۷) پانچوین وہ ہین جو کہ اسحاق خان نمکحرام کے ساتہہ اوسکی بغاوت فرو ہونے کے بعد ۱۸۸۸ع مین فرار ہوگیے تہے جیساکہ پہلے ذکر کرچکا ہون - اوسکے حقیقی بہائی بالفعل میری ملازمت مین ہین اور اوسکے باقیماندہ ساتہیون کی طرف سے مین غافل نہین ہون وہ اپنے وطن واپس جائینگے اور آیندہ صلح پسند رعایا ہونگے -

اس طریقہ سے کوئی دعویدار تخت کابل کا ایسا نہین ہے جس سے کہ میرے بیٹے کو کسی قسم کا خطرہ ہو - یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اعلی سے اعلی لڑانے والا کسی بڑی طاقت کے بہکانے سے افغانستان سے لڑے تو تنہا بلا فوج یا ساتہیون کے کچہہ بہی نکر سکیگا - مین اہل سیاست کی یہ چالین خوب سمجہتا ہون کہ وہ ہمسایہ فرمانرواؤن کے رقیبون کو صرف اسوجہ سے اپنے ہاتہہ مین رکہتے ہین کہ اگر وہ فرمانروا اونکے ساتہہ رعایتین نکرے تو اون مخالفین کے خوف سے اونکو اختیار مین رہے - لیکن جس درخت کی جڑین کاٹ ڈالی گئی ہون کہڑا نہین رہسکتا اور نہ کوئی عمارت بلا بنیاد قائم رہسکتی ہے - مجہے امید ہے کہ میرے بیٹے اس پالسی پر بہی عمل کرینگے اور میری نصیحت مانینگے اور ہمسایہ ملکون سے جو قابل لحاظ اشخاص یہان آکر پناہ لینا چاہین اونہین امان دینگے - اس قسم کے لوگ ہمیشہ اونکی حمایت اور اونکے دشمنون کی مخالفت کرنے مین بکار آمد ثابت ہونگے -

تمام شد

تاریخ سنہ